حق حق حق
هو القدوس
قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفر لکم ذنوبکم واللہ غفور رحیم
باب الانعام
از افادات
اعلیحضرت پیرومرشد برحق حضرت شاہ محمد انعام الرحمن صاحب قدوسی قادری چشتی صابری نظامی
نور اللہ مرقدہ و برد اللہ مضجعہ
زیر اہتمام
خادم آستانہ رحمانی صوفی محمد فاروق رحمانی قدوسی قادری چشتی صابری نظامی
الفاروق - گل مہر اسٹریٹ، نزد پٹرول پمپ، جہانگیر روڈ، کراچی ۵

حق ۸۶ حق حق

نحمدہ ونصلّی علیٰ رسولہ الکریم

تعارف

میرے پیر و مرشد سیّدی و مولائی حضرت شاہ اِنعام الرحمٰن صاحب قدوسی نور اللہ مرقدہ نے دو کتابیں باب الانعام و تعلیم الرحمٰن نامی تالیف فرمائی تھیں اور دیر ہوئے وہ زیورِ طبع سے آراستہ ہوئی تھیں، چونکہ دونوں تالیفات منبعِ علوم ظاہری و باطنی اور مخزنِ اسرارِ خفی و جلی ہیں اور ہر اعتبار سے مخلوق کے لئے مفید اور فیض رساں ہیں اور اب نادر و کمیاب ہو گئی ہیں اِس لئے اس فقیر خادم الفقراء و غلامِ آستانۂ رحمانی کو ان کے طبع کی ضرورت محسوس ہوئی اور ساتھ ہی مختصراً ان کا تعارف کرانے کا بھی جذبہ پیدا ہوا۔

اگرچہ ان دونوں مؤلفات کے جواہر پاروں اور اعلےٰ مضامین کا تعارف مجھ جیسے ہیچمدان اور تہی دست از علم و عرفان کی اہلیت و قابلیت سے بالاتر ہے۔ مگر حضور پیر و مرشدؒ کا مجھ پر کرم و شفقت اور میرے قلب کو حضورؒ کی ذاتِ اقدس سے عقیدت و محبّت حصولِ سعادت کے لئے بے چین کئے ہوئے ہے، اس لئے یہ مختصر سطور عرض کر رہا ہوں ورنہ حقیقت یہ ہے کہ ؎

کہاں میں اور کہاں یہ نکہتِ گل　　نسیمِ صبح تیری مہربانی

قارئین میری کم علمی، کم فہمی اور ہیچمدانی پر نگاہ نہ فرمادیں بلکہ ان اعلیٰ اور پراز نصائح مضامین پر غور فرمائیں جن پر یہ مؤلفات مشتمل ہیں، حق تعالےٰ ہم سب پر اپنی رحمتیں نازل فرماوے اور توفیقِ خیر بخشے ۔ آمین۔ مسلمانوں کے لیے ہدایت و رشد کا منبع و مخزن صرف قرآنِ حکیم و ارشاداتِ نبئ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ہیں اور عمل کی رہنما صرف ذاتِ اقدس صلے اللہ علیہ وسلم ہے۔ جو کچھ بھی کہا جائے اگر وہ قرآنِ حکیم اور ارشاداتِ نبئ کریم کی شرح و تفسیر ہے تو سبحان اللہ ہر طرح قابلِ قبول اور لائقِ عمل ہے ورنہ قابلِ انکار و رد ہے۔ ایسا ہی وہ عمل جو شارع علیہ السلام کے عمل کے مطابق ہے قابلِ اقتداء ہے ورنہ قابلِ انکار و رد۔

حق تعالےٰ نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا مقصد ان مبارک الفاظ میں ذکر فرمایا ہے۔

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ۔ پارہ ۴، رکوع ۷۔

"اللہ نے مومنین پر احسانِ عظیم فرمایا کہ ان میں انہیں میں سے رسول مبعوث فرمایا جو اُن پر آیات کی تلاوت کرتے ہیں اور ان کا تزکیہ کرتے ہیں اور ان کو تعلیم دیتے ہیں اور حکمت سکھاتے ہیں۔"

حق تعالےٰ نے مومنین پر اپنے عظیم احسان کا ذکر فرمایا ہے جس میں چار باتیں مذکور ہیں۔

اوّل نبی و ہادی صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت، اور پھر مقصدِ بعثت، تلاوت آیاتِ الٰہی، تزکیۂ نفس، تعلیمِ کتاب و حکمت مختصر تشریح یہ ہے کہ مومنین میں ہی سے نبی بھیجا گیا، اس میں طبعی طریق پر ایک راز مضمر ہے، وہ یہ کہ انسان ہر بات اپنے قریب سے قریب تر اور متعلق کی بہت غور سے سنتا ہے اس لئے کہ اس سے واقف ہوتا ہے، اس کے احوال پر باخبر ہوتا ہے اگر سنانے والا بالکل اجنبی ہو ادھر متوجہ نہیں ہوتا کہ اس سے کوئی مناسبتِ طبع نہیں ہے، یہ ایک امرِ فطری ہے، اور اسلام چونکہ دینِ فطرت ہے اس لئے حق تعالےٰ نے جس قوم کی ہدایت کیلئے نبی مبعوث فرمایا اسی قوم میں سے فرمایا کہ کارِ ہدایت بخوبی تکمیل کو پہنچ جائے اور مخلوق اس سے مانوس ہونے کی وجہ سے اس پیغامِ الٰہی کو سننے کے لئے تیار ہو جائیں جو انکو پہنچایا جا رہا ہے پھر اس نبئ مرسل کے فرائض کا ذکر ہے اوّل وہ تزکیۂ نفس اور تجلیۂ روح ہے۔ تلاوتِ قرآن ہے، تعلیمِ قرآن و حکمتِ قرآن ہے۔

یہ سب باتیں بھی علیٰ سبیل الفطرت ہیں اس لئے کہ قطعی غیر مانوس جماعت کو پہلے آیاتِ الٰہی سنانا ضروری تھا کہ ان آیات کی عظمت کا اثر ان سننے والوں کے قلوب پر قائم ہو جائے اور ان قلوب کا تزکیہ ضروری تھا جنمیں کفر والحاد بھرا ہوا تھا اور جو تکذیب کے درپے تھے اس تزکیۂ نفس کے بعد جب قلوب انکار سے فارغ ہو گئے اور ان میں اقرار باری تعالےٰ پیدا ہو گیا، اب تعلیمِ قرآن اور حکمتِ قرآن سکھلانے کی تعلیم دی گئی ہے۔ یہ عمل اسی تدریج کے ساتھ اصلاح کی کامل صورت ہے۔

حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی نبوی حیاتِ مبارک کے ۲۳ سال اسی طریق پر مخلوقِ الٰہی کی تربیت و تعلیم فرمائی اور صحابہ کرام کی مقدس جماعت مرتب فرما دی جو ہر طرح کامل و اکمل انسان اور اولیائے کاملین ہو گئے۔

حضور صلے اللہ علیہ وسلّم کے اس دنیائے فانی سے تشریف لے جانے کے بعد حضراتِ صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اسی اصول پر اصلاح و رشد کا منصب سنبھالا اور برابر خدمتِ مخلوق میں مصروف رہے، حضراتِ صحابۂ کرام کے دورِ حیات ختم ہونے کے بعد تابعین و تبعِ تابعین اسی اصول پر امتِ محمّدیہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تربیت و تعلیم فرماتے رہے اور مخلوق کو گمراہی سے نکال کر ہدایت کی راہ بتلاتے رہے۔ حضراتِ تبعِ تابعین کے دور کے منقضی ہونے کے بعد یہ خدمت حضراتِ علمائے عظام و حضراتِ اولیائے کرام کے سپرد فرمائی گئی اور ہر قرن و ہر زمانہ کے علماء و اولیاء نے اپنے اپنے زمانے کے مزاجوں کے موافق امتِ محمّدیہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تربیت فرمانا اپنی حیات کا مقصدِ وحید قرار دیا اور تا قیامِ قیامت یہ مقدس جماعت اس خدمت کو برابر انجام دیتی رہے گی۔ سیّدنا حضرتِ علی رضی اللہ عنہ حسبِ ارشادِ نبوی انا مدینۃ العلم و علیٌّ بابھا ان تمام علومِ ربّانیہ اور اسرارِ خفیہ و جلیہ جو نبیٔ کریم صلے اللہ علیہ وسلّم کو باری تعالےٰ نے مرحمت فرمائے تھے، امتِ محمّدیہ تک پہونچانے اور اُن کی فیض رسانی کا واحد وسیلہ اور ذریعہ ہیں۔ آپ کی ذاتِ اقدس وہ بحرِ ناپیدا کنار ہے جس سے لاکھوں دریا بن کر عالم میں موجزن اور مخلوق

خدا کو سیراب کرتے ہیں اور جتنے سلسلے ہیں وہ بارگاہِ نبوت تک صرف حضرتِ علیؓ کے وساطت سے متعلق اور فیضیاب ہیں۔

تعلیم وہی ہے جس کے لئے نبی صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے ہاں اتنا ضرور ہے کہ زمانہ کے بعید ہونے، مزاجوں میں اختلاف اور طبیعتوں کی صلاحیت کے فرق سے ہر زمانہ میں تزکیۂ نفس و تجلیۂ روح کی صورتیں مختلف ہوتی رہیں، لیکن اصلِ اساس وہ تعلیماتِ ربانیہ ہی رہیں اور مخلوق کی ہدایت اور اللہ جل مجدہ سے تعلق کا قیام مقصود نظر رہا۔

ہر دَور کے صوفیائے کرام اور اولیائے عظام نے اپنے زمانے کے مطابق مخلوق کی ہدایت و اصلاح کی راہ مقرر فرمائی اور تربیت و تعلیم کا اجراء فرمایا۔ بات وہی تھی جو اللہ اور اس کے رسول نے ارشاد فرمائی مگر اپنے وقت کے اعتبار سے اس کو نئے اسلوب اور نئے ڈھنگ سے سنائی، تاکہ سننے والوں کے مزاج و افتادِ طبع کے موافق ہونے کی وجہ سے وہ قابلِ قبول ہو سکے اور مخلوق کے لئے مفید۔

اسی وجہ سے تزکیۂ نفس و تجلیۂ روح کے طریقے مختلف ہو گئے، چشتیہ نے جمالِ یار دیکھنے کے قابل بنانے کا کچھ طریقہ اختیار فرمایا، اور نقشبندیہ نے کچھ اور۔ قادریہ بارگاہِ محبوب تک پہنچنے کے لئے ایک نرالے انداز سے چلے اور سہروردیہ دوسری راہ سے گامزن ہوئے، یہ اختلاف محض مزاجوں کے اختلاف اور زمانہ کے تلون کی وجہ سے ہوا ورنہ ساز ایک ہی ہے اور آواز بھی صرف ایک ہی اور مقصد بھی صرف ایک ہی اور وہ اللہ جل مجدہٗ کا قرب اور اس کا عرفان اور نبی کریم صلے اللہ

علیہ وسلم کا اتباع اور محبت اور قلب میں بدرجۂ معبودیت صرف ذاتِ باری اور بدرجۂ محبوبیت صرف ذات محمدی کا رچاؤ اور لقاء اور اس کے سوا ہر شئے کا فنا اور معدوم ہو جانا۔

طریقے مختلف ضرور معلوم ہوتے ہیں مگر مقصد متحد ہے وہ صرف مخلوق الہیٰ کا تزکیۂ نفس و تجلیۂ روح اور تکمیلِ اخلاق و عادات اور بندہ کو بارگاہِ رب العلےٰ میں حاضری کے اہل بنا دینے کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس جو ہر طرح کامل و اکمل و مسلم و مکمل تھی جس کی تصدیق قرآنِ حکیم نے فرمائی اور حضراتِ صحابہؓ کی مقدس جماعت تربیت کے لئے موجود فرما دی گئی۔

اسی تعلیم کی تبلیغ آج تک ہر زمانے کے اولیاء نے فرمائی اور اپنی پوری حیات اس مقصد رفیع کے حصول کی خاطر صرف کردی رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰی وَ اغْفِرْ هُمْ وَاَدْخِلْهُمْ فِیْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِ اسی تزکیۂ نفس و تجلیۂ روح و تعلیم کتاب و تفہیم حکمت کے لئے موجودہ زمانہ کے موافق اور مخلوقِ خدا کے امراضِ روحانیہ میں مبتلا ہونے کی وجہ سے اس کا صحیح طریقِ علاج میرے پیر و مرشد رحمۃ اللہ علیہ نے باب الانعام اور تعلیم الرحمٰن تالیف فرما کر کیا ہے، جو ہدایت کی طلب رکھنے والوں اور مولیٰ کی رضا چاہنے والوں کے لئے اکسیرِ اعظم ہیں اور علم و عرفان کا وہ گنجینۂ بے بہا ہے کہ اتنے مختصر اور اتنے سہل انداز میں ظاہر و باطن

کی صفائی کی تعلیمات اور تزکیۂ نفس و تجلیۂ روح کے تفہیمات اس طرح اور کسی کتاب میں ملنی محالات سے ہے، ایک دریا ہے جس کو کوزے میں بند کر دیا گیا ہے اور ہزاروں ہیروں کا ایک ہار بنا دیا گیا ہے جس کو بغور مطالعہ کرنے اور عمل پیرا ہونے سے دین و دنیا کی پوری اصلاح ہو کر ایک مردِ فاسق ولیٔ کامل بن سکتا ہے۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِیْمِ۔

اب مختصراً ان دونوں تالیفاتِ مبارکہ پر تبصرہ فقیر کے لئے موجبِ نجات اور قارئین کے لئے موجبِ نفع ہوگا اور ناظرین اس تبصرہ کو غور و فکر سے مطالعہ کرنے کے بعد تالیفات کے مطالعہ سے بہت مستفید ہوں گے وَبِاللّٰهِ التوفیق

باب الانعام

پہلے عرض کر چکا ہوں کہ تربیت و تعلیم مخلوق کا طریقہ صرف وہی ہے جو نبی علیہ السلام کو مبعوث فرما کر بتلایا گیا ہے، وہ ہے تلاوتِ قرآن، تزکیۂ نفس و تجلیۂ روح۔ تعلیم القرآن و تفہیم الحکمت۔

باب الانعام انھیں اصولوں کو سمجھانے اور انھیں اصولوں کی تعلیم دینے کے لئے تالیف کی گئی ہے۔ ان اصولوں کے ماتحت تالیفات پر غور فرمائیں۔

انبیاء علیہم السلام کی بعثت ختم ہو گئی اور نبیٔ آخر الزماںؐ اللہ کا آخری ہدایت نامہ یعنی قرآنِ حکیم لے کر اس عالم میں تشریف لائے۔ اور عطائے نبوت کے بعد اپنی ۲۳ سالہ حیاتِ مبارک میں ایک مقدس جماعت کا تذکیہ فرمایا اور تعلیم و تفہیم

قرآن کی تکمیل فرماکر دنیا سے تشریف لے گئے اور اس خدمت پر صحابۂ کرام اور علمائے اولیائے عظام کو مامور فرما دیا گیا جو سب نائبِ رسولؐ ہیں اور تعلیماتِ قرآنیہ اور تفہیماتِ ربّانیہ کے ذمہ دار ہیں، چونکہ ہر بات کے سننے سے پہلے سنانے والا پر یقین و اطمینان اور اعتماد و اعتقاد ضروری ہے تاکہ بات سننے کی طرف طبیعت مائل ہو جائے اور ہدایت کرنے والا ہر شخص کے لئے سب سے قریب اس کا مرشد ہی ہو سکتا ہے اس لئے باب الانعام میں سب سے پہلا باب پیرِ کامل کی شناخت کا لکھا گیا ہے۔

اور آج کے زمانے میں اس کی ضرورت اس لئے بھی اشد ضروری ہے کہ نقالوں کی کثرت اور نااہلوں کی بہتات نے اصل کے سمجھنے میں دشواریاں پیدا کر دی ہیں اور مخلوق کھوٹے اور کھرے کی تمیز سے بالکل ہی عاجز اور عاری ہو گئی ہے، غارت گرِ ایمان و دین مسندوں کا وہ جال بچھا ہے کہ العیاذ باللہ۔ اسی کمی کو رفع کرنے کی غرض سے اس باب میں وہ سب کچھ بتلا دیا گیا ہے جو شناخت رہبر کے لئے ضروری ہے اور ان جملہ امور کی نشان دہی کر دی گئی ہے۔ جس سے صلحاء اشقیاء سے ممتاز ہو جاویں، بہتر بدتر سے الگ اور اصل نقل سے جدا معلوم ہوں اور انسان کے لئے تلاشِ مرشد میں انتخابِ مرشد کا راستہ سہل اور نبیٔ کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک پر بیعت کا ذریعہ آسان ہو جائے اور درحقیقت ہر مقصد کے حصول کی بنیاد ہی اس کا رہبر ہے، جب تک رہبر کامل نہ ہو گا مقصد کامل نہ ہو گا۔ جبتک اُستادِ فن ہی صاحبِ کمال نہ ہو گا فن میں کامل ہونے کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا

جب تک آنکھ بنانے والا ہی ماہر نہ ہو گا چشمِ کور میں بینائی اور نور کیسے آئے گا۔ جب دنیا میں ہر قدم پر ہر شئے کے سیکھنے اور حاصل کرنے کے لئے ماہرین کی ضرورت محسوس کی جا سکتی ہے تو ظاہر ہے عرفانِ الٰہی کا حصول اور بندگی کا طریقہ اور محبت رسولؐ میں سرشاری وہ بلند مقصد اور اعظم تمنا ہے کہ اس کا حصول بغیر مرشدِ برحق اور رہنمائے کامل کسی طرح ممکن ہی نہیں ہے، اس ضرورت کو تالیف میں سب سے پہلے پورا کیا گیا ہے، "خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را"

یہ مضمون صفحہ ۴ سے ۲۶ صفحہ تک مذکور ہے، جس میں شناختِ شیخ اور انتخاب کے بعد اس کے آدابِ عظمت کا لحاظ اور شیخ کو شیخ ماننے کا عقیدہ اور اس کا طریقہ کار یعنی شیخ کی عظمت و آداب کرنے کے حدود کیا ہیں اور کس درجہ تک اس کو محترم و معظم سمجھنا چاہیئے۔ اس عنوان میں پیر کے متعلق سب ہی کچھ بیان کر دیا گیا ہے، درحقیقت یہ باب پوری تالیف کی جان ہے اور بیحد مصلح اور بہترین ہدایات پر مشتمل اور آج کے زمانے میں بعض لوگوں نے غلوئے محبت میں اور بعض نے فرطِ جہالت سے شیخ کو وہ مرتبہ دیدیا ہے کہ جو اللہ اور اسکے رسولؐ کے نزدیک ہرگز پسندیدہ نہیں اور جس کا شیخ کسی طرح بھی اہل نہیں، اس باب میں اس کے جملہ حدود معین کر دیئے گئے ہیں اور قواعدِ شرعیہ اور اصولِ صوفیا کے اعتبار سے شیخ کے ساتھ محبت کرنے اور اس کی عظمت کرنے کا صحیح راستہ بتلایا گیا ہے۔

اب کہ شیخ کا انتخاب صحیح ہو گیا اور نائب الرسولؐ کے دستِ حق پرست پر

جو یہ نصیب ہوگئی تو تزکیۂ نفس و تجلیۂ روح کا وقت آگیا اور چونکہ کوئی شئے بغیر اعمال
حاصل نہیں ہوسکتی اس لئے آئندہ ابواب میں ان تمام اعمال پر بحث فرمائی گئی
ہے اور وہ تمام اعمال ذکر فرمائے گئے ہیں جن پر عمل اس راہ میں ضروری ہے۔
مثلاً نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، تلاوتِ قرانِ پاک، دعا، اتباعِ اسوۂ حسنہ نبی صلعم،
کثرتِ درود شریف وغیرہ۔ یہ سلسلہ صفحہ ۱۴ سے صفحہ ۲۷ تک مسلسل مذکور ہے، جو
تزکیۂ نفس و تجلیۂ روح کے لئے ضروری ہیں، یہ تمام اعمال عباداتِ جسمانیہ سے متعلق
تھے اور تزکیہ کے لئے عبادتِ مالی بھی ضروری ہے لہٰذا اس کے بعد صدقہ کا
باب قائم فرمایا گیا ہے۔ اور چونکہ بقائے حیات انسانیہ غذا سے ہے اور غذا کی
بہتری اور بدتری جس طرح پرورشِ جسم پر اثر انداز ہے ایسا ہی اس کی پاکی اور
ناپاکی، حلت و حرمتِ روح پر موثر ہے، کتنی ہی عبادت و ریاضت کی جائے
جب تک غذا کے حلال ہونے کا اہتمام نہ ہوگا، کسی روحانی فائدہ کا مرتب ممکن
ہی نہیں لہٰذا اس پر تنبیہ کے لئے مستقل بابِ اکلِ حلال قائم فرما کر اس کی تکمیل
فرمائی گئی ہے۔ یہ تمام احکام اعمال سے متعلق ہیں اور چونکہ صرف کسی بھلائی کے
کرنے سے ہی منفعتِ تام نہیں ہوتی جب تک اس راہ کی سب برائیوں کو بھی
ترک نہ کر دیا جائے، اس کے بعد ممانعات کے ابواب قائم فرمائے گئے ہیں مثلاً
شراب، سود، مالِ یتیم کا ناجائز استعمال، والدین کی ایذا دہی وغیرہ تاکہ محکمات
کے ساتھ ساتھ منہیات کی تعلیم بھی مکمل ہو جائے۔ یہ مضامین عالیہ صفحہ   تک

مذکور ہیں۔

اِن تمام تعلیمات پر عمل کرنے اور منہیات سے اجتناب کے بعد فطرتاً
قلب میں عشقِ الٰہی اور محبتِ رسالت پناہی کا جذبۂ صادق پیدا ہو جانا ضروری ہے۔
اس لئے یہ بتا دینا ضروری تھا کہ معبودِ حقیقی کے ساتھ تعلق کیسے قائم کیا جائے۔
اس کو "دوستی اور محبت کے لائق صرف خدا ہی ہے" کا عنوان قائم فرما کر ذہن
نشین کرایا گیا ہے کہ معبودِ حقیقی سے تعلق کس طرح قائم کرو اور خدائے رب العالمین
کے ساتھ نیاز کس طرح پیدا کرو اور دوستیٔ محبت رب العلیٰ اس وقت تک قائم
ہی نہیں ہو سکتی جب تک رسولِ اکرم اور جانشینانِ رسولِ اکرمؐ یعنی علمائے
محترم و اولیائے معظم سے تعلق و محبت قائم نہ ہو، لہٰذا اس کے بعد علماء اولیاء سے
محبت اور ان کی عظمت کا درس ہے، اور چونکہ یہ دنیا فانی ہے اور فنا بصورتِ
موت ظاہر ہوتی ہے، اور حیاتِ انسانی کا مقصد دنیا کی ناروا دلچسپیوں سے تنفر
اور اللہ رب العزت کی بارگاہ میں تقرب ہے اور یہ شئے بغیر مراقبۂ فنا حاصل نہیں
ہو سکتی، لہٰذا موت کو یاد کرو کا باب تحریر فرمایا گیا ہے تاکہ انسان موت کو یاد
رکھے اور اس کے اعمال میں کوتاہی نہ ہو، جب تک انسان موت کو یاد نہ رکھے
اعمالِ صالح پر جزم و یقین اور استقامت اور استدامت نصیب ہی نہیں ہوتی، یہ
تعلیمات صفحہ   تک برابر مذکور ہیں جو عمل کرنے والوں کے لئے بہترین راہ اور
ہدایت کے طلبگاروں کے لئے صراطِ مستقیم ہے۔

چونکہ وقتِ مقرر تک اِنسان اس دنیا میں رہنے پر مجبور ہے، اِس لئے
ان تمام اعمال کا ذکر بھی ضروری تھا جس سے آدمی ہر وقت دوچار ہے اور ان میں
بعض کا تعلق اَخلاقیات سے ہے بعض کا معاملات سے، بعض کا معاشرت سے
یہ تعلیم بغیر ان احکام کے ذکر کرکے ناقص رہتی لہٰذا صفحہ سے صفحہ تک
ان جملہ امور پر مفصل بحث فرمائی گئی ہے۔ مثلاً تواضع، صحتِ نیت، ریا، کبر، غیبت
جھوٹ، چغلخوری، غصہ، حسد، وسعتِ اخلاق، سخاوت و نیک خوئی، بخل و
بدخوئی، والدین کی تعظیم، عفو و کرم، بیمار پرسی، تکریمِ ہمسایہ، تعظیمِ بزرگان،
بچوں پر شفقت، آدابِ طعام، راضی برضائے الٰہی، نعما پر شکر، مصائب پر
صبر، قناعت، شہرت و عزت طلبی سے نفرت وغیرہ وغیرہ۔

یہانتک جملہ تعلیمات پر عمل کرنیوالے کا ایک مردِ مومن بن جانا امرِ
یقینی ہے، اور اعمال و اخلاق، معاملات و معاشرت ہر اعتبار سے تزکیۂ نفس
کے تمام منازل طے ہوگئے تو فطرتاً روح قربِ باری تعالےٰ کی متلاشی ہوگئی،
لہٰذا اب اس قرب کے حصول کا نسخۂ اکسیر بابِ اوراد و وظائف میں بیان فرمایا
گیا ہے اوراد و وظائف اعلیٰ مقامات کے حصول کا واحد ذریعہ ہیں جو مفصل
صبح سے اگلے روز صبح تک ہر وقت اور ہر لمحہ کے لئے ذکر فرمائے گئے ہیں، اور
ساتھ ہی طالبینِ کو نصائح فرمائی گئی ہیں جو اس راہ پر چلنے والوں کے لئے ضروری
ہیں اور ان پر عمل انسانِ کامل بنا دیتا ہے۔

آخر میں بابِ شریعت و طریقت قائم فرمایا گیا ہے، جس میں واضح طریق
پر یہ بات بیان فرمائی گئی ہے کہ شریعت و طریقت دونوں ایک ہی چیز ہیں۔ انکو
جدا جدا سمجھنا کم فہمی ہے، قوانین و احکامِ الٰہی کا نام علمِ شریعت ہے، ان قوانین و
احکام کے ربِ العلےٰ کا عرفان طریقت ہے، جو پابندِ شریعت نہیں وہ عارف
ہو ہی نہیں سکتا، اِس سے جاہل صوفیاء کی اصلاح مقصد ہے جو شریعتِ مقدسہ
پر عمل کئے بغیر اور منہیات میں ابتلاء کے ساتھ ہی اپنے کو عارفِ کامل سمجھتے ہیں۔
چونکہ یہ تصور انجام کے اعتبار سے نہایت خطرناک ہے اس لئے سب سے آخر
میں اس خیال کی اصلاح کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ وماتوفیقی الّا باللہ
علیہ توکلتُ والیہ انیبُ۔

تعلیم الرحمٰن

درحقیقت یہ باب الانعام کی تفسیر و تتمہ ہے، جو ابواب باب الانعام میں
قائم کئے گئے ہیں، تقریباً وہی تعلیم الرحمٰن میں ہیں۔ مثلاً باب الانعام میں پیرِ کامل
کی شناخت کے باب سے تالیف شروع ہوئی ہے۔ تعلیم الرحمٰن بھی اسی باب سے
شروع ہوئی ہے، اور اسی طرح باب الانعام کی تکمیل کے لئے بعض اور ابواب
قائم فرمائے ہیں۔ مثلاً

پیرِ کامل نہ ملے تو خدا تک پہونچنے کا طریقہ، دوستِ حقیقی و دوستِ مجازی
کی طرف سفر کا طریقہ، بندہ بننے کا طریقہ، علم پر عمل کرنے کا طریقہ، عبادات کا

طریقہ، معاملات صحیح رکھنے کا طریقہ، نفس و شیطان سے محفوظ رہنے کا طریقہ وغیرہ۔

حقیقت یہ ہے کہ اگر تعلیم الرحمٰن تالیف نہ فرمائی جاتی تو باب الانعام کے مضامینِ عالیہ انسانوں کے فہم سے بالاتر رہتے اس تالیف نے وہ جملہ غوامض صاف کر دیئے اور واضح کر دیئے ہیں جو باب الانعام میں محض اصولی طریقہ پر مذکور تھے، پس مختصر یہ کہ تعلیم الرحمٰن باب الانعام کی تفسیر ہے۔ اور چونکہ باب الانعام پر کافی تبصرہ ہو چکا ہے اس لئے تعلیم الرحمٰن پر اب کسی مزید تبصرہ کی ضرورت باقی نہیں رہی۔

آخر میں فقیر بھی دعا کرتا ہے اور ناظرین بھی دعا فرمائیں کہ حق تعالےٰ اپنی اور اپنے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت سے ہمارے قلوب معمور فرمادے اور باب الانعام و تعلیم الرحمٰن سے فائدہ مند ہونے کی ہم کو توفیق بخشے، اور حضرتِ مؤلف رحمۃ اللہ علیہ پر لاتعداد رحمتیں نازل فرمائے اور اعلیحضرتؒ کو زمرہ صدیقین و شہداء و صالحین میں محشور کرے اور مجھ روسیاہ و ناکارہ خلائق کی بھی اصلاح فرمادے۔ اور میرے قلب کو اپنی ذاتِ اقدس کی معبودیت اور اپنے رسولؐ کی محبت کے سوا ہر شئے خالی فرما کر بس اپنا تصور قائم فرمادے۔ والسّلام علےٰ من اتبع الھدیٰ

خادم الفقراء، غلام آستانۂ رحمانی

صوفی محمدؐ فاروق رحمانی

مرتبِ مضمون حکیم محمد یعقوب قدوسی کیلئے بھی قارئین دعائے خیر فرمائیں۔

مرشدی و مولائی سیّدی و آقائی حضرت صوفی شاہ محمدؐ انعام الرحمٰن صاحب قدوسی صابری نظامی چشتی قادری نقشبندی سہروردی نور اللہ مرقدہٗ زمانۂ حال کے ان برگزیدہ اور خدا رسیدہ اولیاء اللہ میں گذرے ہیں جن کی مثال کا دستیاب ہونا مشکل ہے، زہد و ریاضت، تقوےٰ و طہارت، معاملات کی سچائی، حق گوئی و حق نمائی، زبان پر اللہ اللہ کا وِرد اور قلب سے اس کا اجراء، ہمہ وقت مصروف بہ یادِ الٰہی رہنا وہ خصوصیات تھیں کہ زمانۂ موجودہ میں ان صفاتِ حسنہ کا اجتماع اِس فقیر کی آنکھوں نے کسی اور میں نہیں دیکھا۔

حیاتِ مبارکہ میں کسبِ معاش کے مختلف مشاغل رہے مگر ہر مشغلہ میں زبان ذکرِ الٰہی میں مشغول اور قلب یادِ الٰہی سے معمور رہا۔ اعلیحضرتؒ کی زیارت کر کے اللہ یاد آتا تھا، اور شرفِ صحبت نصیب ہو جانے پر اولیاء اللہ کی یاد تازہ ہو جاتی تھی، عادات و اطوار میں اکابر کی کامل مثال، محبّت و مروّت

میں خلقِ مجسّم تھے اور حسبِ ارشاد نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلّم کہ اللہ کے بندہ کو دیکھ کر اللہ یاد آجاتا ہے۔ اعلیٰحضرتؒ اس کی سچّی اور واقعی تمثیل تھے، اور دست بکار و دل بہ یار کی مُنہ بولتی تصویر، پاس بیٹھ کر دماغ میں سکون، دل میں طمانیت حاصل ہوتی تھی، قلب میں خود بخود شوقِ ذکر پیدا ہوتا تھا اور دنیا کی محبت اور آیں ناجائز انہماک سے نفرت کا جذبہ پیدا ہوتا تھا۔ عمر کا بیشتر حصّہ الکاسب حبیب اللہ پر عمل فرماتے ہوئے وسائلِ ظاہری اختیار فرمائے رکھے، اور اکلِ حلال کی جدو جہد کو اپنا مشغلہ بنایا۔ عام طریق پر توکل علے الناس زندگی کو مکروہ خیال فرمایا بلکہ اسبابِ ظاہری کے اجتماع کے بعد توکل علے اللہ کو اپنا نصب العین قرار دیا اور معاش کے کاروبار میں مصروف رہتے ہوئے بھی زبان و قلب کو ذکرِ الٰہی میں مصروف رکھا اور وہ تجلّیات و انوارِ الٰہی کا گہوارہ رہا۔

اعلیٰحضرتؒ کو سنِ شعور سے ہی اللہ اللہ کرنے کا شوق اور اہل اللہ سے ملنے کا ذوق تھا اور یہ اثر تھا اپنے ماحول کا کہ اعلیٰحضرت کے والدِ ماجد جناب شاہ فضل الرحمٰن صاحبؒ خود اکابر اہلِ دل سے تھے اور بہت باحال اور صاحبِ کشف و کرامت درویش تھے اور اپنے کو اس قدر مستور رکھتے تھے کہ چند مخصوص احباب کے سوا ان کے باطنی احوال سے کبھی کسی کو کچھ بھی علم نہ ہو سکا مگر باپ کا محبت بھرا دل اپنے ہونہار لختِ جگر کو اس متاعِ گرانمایہ سے کیسے محروم رہ سکتا تھا جو باپ کے پاس موجود تھی اس لئے بچپن ہی سے اس طریق پر تربیت کی گئی کہ کمسن بچّہ بڑا ہو کر قطب الاقطاب کے رتبہ بلند پر سرفراز ہو گیا۔

وَطن شریف

اعلیٰحضرت سہارنپور شریف کے رہنے والے تھے جو قدیم ہندوستان کے صوبۂ یو، پی کا آخری مغربی ضلع ہے۔ ضلع سہارنپور اپنی خاک میں ایسے ایسے آفتابِ عالمتاب پنہاں رکھتا ہے کہ جس کی روشنی سے اقصائے عالم منور اور روشن ہے، سیّد الطائفہ مخدوم العالم آقائے سلاسل صابریہ حضرتِ مخدوم علاء الدین علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ مقدّس کا شرف بھی اسی ضلع کو حاصل ہے اور قطب الاقطاب بندگی شیخ عبد القدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرتِ مخدوم محبوبِ الٰہی شیخ محمّد صادق گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ حضرات اکابرِ اولیاء اللہ کے مساکن مقدسہ کا بھی یہ ہی ضلع حامل ہے۔ اِن مقدس و مبارک ہستیوں کے فیض سے آج بھی عالم فیضیاب ہے اور ان حضرات کے توسل سے سلسلۂ عالیہ کے ہزاروں کامل اولیاء اور مقدس صوفیا اور بے شمار عاشقانِ ربِ العلےٰ اسی کی خاک میں آسودہ ہیں، روحانیت کے اس عظیم بارِ گراں کا متحمل ہونے کے ساتھ علومِ ظاہری اور شریعتِ مطہرہ کے چشمہ ہائے فیض بھی اسی ضلع سے جاری ہوئے ہیں، جو دار العلوم دیوبند اور مظاہر العلوم سہارنپور کی صورت میں آج بھی فیض رسانِ عالم ہیں۔ دنیا کے جس ملک میں بھی چلے جائیے علمائے ظاہر میں دیوبند کے فیض یافتہ اور اولیائے باطن میں

کلیر و گنگوہ کے متوسلین ہر جگہ ملیں گے، اعلی اللہ مقامہم ورفع اللہ درجاتہم اسی مقدس سرزمین میں سکونت کا شرف اعلیحضرتؒ کو بھی حاصل ہے۔ اور یہ ذاتِ مقدس کہاں رہ سکتی تھی، اس لئے کہ قیام کے لئے مناسبت ضروری ہے اور نور کی مناسبت اس خاکِ پاک کے سوا اور کس جگہ حاصل ہوتی۔

نسب شریف

اعلیحضرت مرشدی رحؒ دادھیالی سلسلہ سے انصاری ایوبی اور ننھیالی سلسلہ سے حضرت قطب الاقطاب بندگی شیخ عبد القدوس گنگوہی رحمۃ اللہ کے کے نواسگی کی وجہ سے قدوسی ہیں، سہارنپور شریف کے حضرات انصاریان ہر زمانہ میں دین و دنیا دونوں اعتبار سے صاحبِ علم و عمل، صوفیائے اکمل اور صاحبِ حشمت و دولت رہے ہیں اور آج بھی بزرگوں کی صحیح امثال اُس خاک میں موجود ہیں۔

گنگوہ شریف

گنگوہ جو اعلیحضرتؒ کی ننھیالی بستی ہے اس کا شرف و بزرگی تو امورِ مسلمہ سے ہے، حضرتِ قطبِ عالمؒ کی ذاتِ مقدس نے اس خاکِ بمقدار کو وہ آفتاب جہاں تاب بنا دیا ہے کہ آج بھی ساڑھے چار سو برس گذر جانے کے باوجود وہاں کے ذرات میں سے اللہ ہو کی صدائیں بلند ہوتی ہیں اور ذکر اللہ کی وہ گرمی جو حضرت

قطبِ عالمؒ اور ان کے جانشینوں کے تعلق مع اللہ سے پیدا ہوئی تھی آج بھی فضا کو محیط ہے، سبحان اللہ عجیب مقام ہے کہ حدودِ بستی میں داخل ہونے کے ساتھ ہی اہلِ دل اللہ اللہ کی آوازیں سنتے ہیں اور مزاراتِ پرانوار پر حاضر ہو کر تجلیات و انوارِ ربانی کی وہ بارش ہوتی ہے کہ ناقص کامل اور کامل رہنما بن کر لوٹتے ہیں۔

تعلیم و تربیت

حسبِ دستورِ زمانۂ قدیم تعلیمِ کلامِ ربانی کے بعد عربی فارسی کی ابتدائی تعلیم دی گئی، اور چوں کہ اعلیحضرتؒ کے والدِ بزرگوار فنِ نقشہ نویسی سے دلچسپی رکھتے تھے لہذا اعلیحضرت کو نقشہ نویسی کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے انبٹہ شریف منشی محمد اعلیٰ صاحب کے اسکول میں داخل کر دیا گیا، انبٹہ شریف سہارنپور سے جانبِ جنوب مغرب ۲۰ میل دور انصاری شرفاء کی قدیم بستی ہے اور وہیں حضرتِ سیدنا شاہ ابو المعالیؒ صاحب کا مزارِ مقدس ہے، جو سلسلۂ عالیہ صابریہ قدسیہ کے کامل ترین اولیاء اللہ میں ہوئے ہیں۔ منشی محمد اعلیٰ صاحب خود بھی نہایت خدا رسیدہ، عابد و زاہد بزرگ تھے اور فنِ نقشہ نویسی میں یدِ طولیٰ رکھتے تھے اور یہی انبٹہ شریف اعلیحضرت کے پیر و مرشد، ہادی و رہبرِ طریقِ روحانی حضرتِ مولٰینا مولوی شبیر احمد صاحب انصاریؒ اور اعلیحضرتؒ کے جدِ مرشد حضرتِ مولٰینا مولوی شاہ صوفی مشتاق احمد صاحبؒ کا وطن ہے۔

تین سال وہاں قیام فرماکر فنِ نقشہ نویسی میں کمال حاصل فرمایا، اور
ساتھ ہی ساتھ بچپن کی اس لگن کی تربیت بھی فرماتے رہے جو اللہ اللہ کرنے کیلئے
قلب میں تھی اور چونکہ ماحول سازگار اور خداترس بزرگوں کی صحبت نصیب رہی،
نیز آستانہ حضرت سید شاہ ابوالمعالیؒ پر مواقع حاضری میسر رہے، اس لئے وہ ازلی
استعداد قابلِ تکمیل بنتی رہی۔

بعدِ تکمیلِ فنِ نقشہ نویسی وطنِ مالوف سہارنپور تشریف فرما ہوئے، اب
اعلیحضرتؒ کی حیاتِ مبارکہ کا وہ دور شروع ہوا جس پر باخبری ہم خادمانِ بارگاہ
کے لئے موجبِ خیر و برکت ہے، نیز اسی زمانہ سے اس دور کا آغاز ہوتا ہے،
جسکا اختتام عطائے نعمتِ قطبِ عالم پر ہوا۔

دورِ اوّل قیامِ بمبئی

۱۹۱۵ء تا ۱۹۳۰ء

بعدِ فراغِ فنِ نقشہ نویسی بمبئی تشریف فرما ہوئے اور ملازمت اختیار فرمائی
اور فارغ وقت کو اپنے قلبی رجحانات کی تکمیل اور قلب و دماغ کی تسکین کے مواقع
پر صرف فرمانا شروع فرمایا یعنی مزاراتِ اولیاء اللہ پر حاضری اور بزرگانِ ذوالاحترام
سے شرفِ صحبت اور تلاشِ مرشدِ کامل اور رہنمائے روحانی۔

ملازمت کی ذمہ داریوں کو نہایت دیانت و امانت سے پورا فرمانے کے

ساتھ ساتھ قلب ذکرِ الٰہی میں مشغول رہا اور زبان اپنے معبودِ حقیقی کا نام جپتی
رہی۔ اسی زمانے کا ایک دلچسپ واقعہ ہے کہ دفتر پہونچنے پر انگریز افسرِ اعلیٰ نے
بلایا اور ایک نقشہ دے کر کہا کہ اس کو فوراً بنا کر لاؤ بہت ضروری ہے۔ نقشہ
لے کر اپنی میز پر تشریف لے آئے اور نہایت انہماک اور کوشش سے اس کی تیاری
شروع کر دی، قبل از تکمیل نمازِ ظہر کا وقت آگیا، اس کو چھوڑ کر بارگاہِ ربّ العزت
میں حاضر ہو گئے اور مصروف بہ عبادت ہو گئے۔ پیچھے انگریز افسرِ اعلیٰ نے نقشہ
منگانے کے لئے آدمی بھیجا، معلوم ہوا کہ نماز کو گئے ہوئے ہیں، جب فارغ ہو کر
اپنی میز پر تشریف لائے تو انگریز افسرِ اعلیٰ نے بلا کر کہا کہ نقشہ تیار ہو گیا، فوراً
لاؤ، اعلیحضرتؒ نے فرمایا کہ اب ہوا جاتا ہے، میں نماز پڑھنے کے لئے چلا گیا تھا
انگریز غصہ میں بھرا بیٹھا ہی تھا، جھلّا کر بولا بابو انعام نوکری کروگے یا نماز پڑھو
گے۔ دونوں کام نہیں ہو سکتے۔ خاموش اپنی میز پر تشریف لائے اور نقشہ لپیٹ
کر افسر کے سامنے لے جا کر رکھ دیا اور فرمایا، صاحب! انعام نماز پڑھے گا نوکری
نہیں کرے گا۔ اور اپنے گھر تشریف لے آئے۔

اللہ اللہ ابتدا ہی سے تعمیلِ احکامِ الٰہی کا کیا جذبہ تھا اور ادائے فرائضِ الٰہی
وعبادت کا کس قدر شوق تھا کہ معاش کی باوجود ضرورتِ شدید کوئی پرواہ نہ کی اور
ترکِ ملازمت میں توقف بھی گوارہ نہیں فرمایا، اور سچ ہے جو اللہ کے پرستار ہوتے
ہیں وہ صرف اللہ ہی پر توکل رکھتے ہیں اور غیر اللہ کے سامنے کبھی نہیں جھکتے، اس

عزیمت کا یہ نتیجہ نکلا کہ اس افسر کے فوری تبادلہ کا تار آگیا۔ اب تو وہ بہت
پریشان ہوا۔ آخر کار سبب یہی سمجھ میں آیا کہ بابو انعام الرحمٰن جو استعفٰی
دیکر گئے ہیں یہ مجھ پر عتاب آیا ہے۔ فوراً اپنے پیشکار کو ساتھ لیکر شام
کو درِ دولت پر حاضر ہوا۔ معافی مانگی اور کہا بابو انعام تم نماز ضرور
پڑھو گے اور نوکری بھی ضرور کرو گے ہمکو معاف کرو اور صبح دفتر آجاؤ
اعلیٰحضرت دفتر گئے تو اس افسر کے تبادلے کا حکم بھی منسوخ ہوگیا کہ
وہ حکم کسی دوسرے افسر کیلئے تھا۔ حضرت صاحب جب سہارنپور
سے بمبئی جانے لگے تو آپ کے والد ماجد نے اپنے ایک دوست مقیم بمبئی
کے نام رقعہ دیا تاکہ انکے گھر پر عارضی قیام طعام کا بندوبست ہوجائیگا
جب اعلیٰحضرت بمبئی پہنچے تو وہ دوست بڑی بے رُخی سے ملے سرسری
ملاقات کی اور رُخصت کردیا نہ قیام کو کہا، نہ کھانا کھلایا۔ اب اعلیٰحضرت
حیران پریشان۔ سامنے ہی حضرت شاہ شبیر احمدؒ کا وعظ ہو رہا تھا۔
اعلیٰحضرت ادھر وعظ سننے کھڑے ہوگئے۔ جونہی حضرت شاہ شبیر احمد
کی نظر اُن پر پڑی پہچان لیا کہ یہ شہباز بلند پرواز ہے۔ فوراً فرمایا:۔
"یہاں آجاؤ"۔ پھر وعظ کے بعد منتظمین سے کھانا تیار کرایا اور اعلیٰحضرت
کو کھانا کھلا کر فرمایا تم میرے پاس ہی رہو۔ اعلیٰحضرت بھی یہی چاہتے
تھے۔ پاس رہ کر جو حضرت جد المرشد کی پاکیزہ زندگی اور کرامات کا مشاہدہ

کیا تو بے حد متاثر ہوئے اور والد ماجد کو خط لکھکر اجازت بیعت لی
اور خدام حلقہ میں شریک ہوگئے۔ شرف بیعت سے سرفراز ہوئے۔

ذکر اعلیٰحضرت کے پیر و مرشد حضرت شاہ شبیر احمدؒ کا

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب الانصاری انبیٹھہ شریف کے رہنے
والے تھے اور حضرت مولانا صوفی شاہ مشتاق احمدؒ صاحب قدوسی قادری،
چشتی صابری نظامی نقشبندی سہروردی کے خلیفہ مجاز تھے۔
صاحبِ حال اور صاحبِ جمال اور حاملِ کمال بزرگ تھے، ہر وقت زبان پہ
ذکرِ اللہ جاری اور قلب یادِ الٰہی میں مشغول رہتا تھا، کشف کا یہ عالم تھا کہ
حاضر ہونے والوں کو زبان ہلانے کی ضرورت ہی نہ ہوتی تھی، خود ہی مافی الضمیر
بیان فرمادیتے تھے اور اکثر و بیشتر حیدرآباد دکن سے اپنے خدام کو خود ہی اُن کے
احوالِ پریشاں کا ذکر فرماکر ساتھ ہی علاج بھی تحریر فرمادیتے تھے۔ دردِ سر کیلئے
تو ایسا عجیب و غریب تصرف تھا کہ صرف دردِ سر کی اطلاع بذریعہ تحریر کسی بھی
حصۂ ملک سے کردی جائے، جوں ہی خط پر نگاہِ تاثیر انگیز پڑتی تھی۔ تحریر کنندہ کا
دردِ سر فوراً رفع ہوجاتا تھا چاہے لکھنے والا پشاور میں ہی کیوں نہ ہو۔ زمانۂ قیام
حیدرآباد میں اس کرامت کی اس قدر شہرت ہوئی کہ یہ خبر نظامِ دکن مرحوم
تک پہونچی بات بھی اتنی عجیب تھی کہ جس کا یقین آنا عامۃ الناس کو دشوار تھا۔
نظامِ دکن نے ملاقات کے لئے یاد فرمایا۔ دورانِ ملاقات میں اس کرامت کا بھی

ذکر کیا۔ حضرت جدِ مرشدی مولانا صاحبؒ نے فرمایا کہ اللہ کا فضل اور میرے پیروں کا تصرف ہے ایسا ہوتا ضرور ہے۔ نظام مرحوم نے عرض کیا کہ مولٰنا جی چاہتا ہے کہ یہ تصرف آپ مجھ کو بخش دیں کہ میں بھی خلق کی خدمت کرسکوں۔ آپ نے فرمایا بہت اچھا اور نظام سے فرمایا کہ میری طرف دیکھو، جوں ہی آنکھیں چار ہوئیں وہ کیفیت منتقل ہوگئی اور فرمایا کہ اب آپ بھی جس خط پر نگاہ ڈالیں گے یہی اثر ظاہر ہوگا۔ اور ایسا ہی ہوا، نظام مرحوم تاحیات اس پر عمل فرماتے رہے۔ ہزاروں خطوط دردِ سر کے مریضوں کے آتے تھے اور نظام صرف نگاہ ڈال کر رکھ دیتے تھے۔ اور مریض اچھا ہوجاتا تھا۔

یہ تصرف سر درد کا حضرت شاہ مشتاق احمدؒ سے حضرت شاہ شبیر احمد کو اور ان سے اعلٰحضرت کو عطا ہوا تھا اور انکی توجہ سے بحمداللہ فقیر کو بھی حاصل ہے۔ مزید برآں درد دنداں دور کرنے کا ایسا عمل بخشا ہے کہ فقیر ٹیلیفون پر ہی مریض کی آواز پر درد کیل دیتا ہے بلکہ بعض عقیدت مند کہیں بھی ہوں صرف فقیر کا خیال کرتے ہیں، درد دُور ہوجاتا ہے۔ بہت سے واقعات ہوئے ہیں جنکا ذکر طوالت کے سبب کرنا مناسب نہیں۔

اللہ والوں کے بھی کیا تصرفات ہیں، خاک پر نگاہ ڈالیں اکسیر ہوجائے، پتھر پر نگاہ ڈالیں کُندن بن جائے، سچ ہے جو خدا کے ہوجاتے ہیں ساری خدائی ان کی ہوجاتی ہے۔

غرض ایسے خدارسیدہ صاحبِ کشف و کرامات و تصرفات شیخ سے بیعت کرنے کے بعد اعلٰیحضرت رحمۃ اللہ علیہ نے باضابطہ نصابِ تعلیم روحانی سلسلۂ عالیہ قدسیہ صابریہ کی تکمیل شروع فرمادی اور اعلٰیحضرت کے پیر و مرشد نے بھی بہت توجہ اور خاص کرم سے تربیت کا اہتمام فرمایا۔ اعلٰیحضرت رحمۃ اللہ علیہ کا تو زندگی بھر مشغلہ ہی اللہ اللہ رہا تھا، اور قلب پہلے ہی اللہ کی یاد سے معمور تھا اب کہ مرشد کی نظر تکمیل کی جانب متوجہ ہوئی تو تکمیل میں دیر ہی نہ لگی اور ہونا بھی یہی چاہئے تھا اس لئے کہ زمین جب تیار ہوتی ہے تو بس دانہ ڈالنے کی دیر ہوتی ہے۔ ادھر دانہ ڈالا گیا اور وقتِ مقررہ پورہ ہونے پر وہ دانہ برگ و بار لایا، یہی حال اعلٰیحضرتؒ کا تھا، زمانہ گذر گیا تھا کہ ذکر اللہ نے معرفتِ الٰہی کے لئے قلب کو تیار کردیا تھا۔ حضرتِ مرشد کی توجہ سے وہ تمام حجابات جلدہی مرتفع ہوگئے، اور دیکھتے دیکھتے قلب انوار و تجلیات کا گہوارہ ہوگیا، اور جو طلب بچپن سے تھی اس کی تکمیل ہوگئی، اب کیا دیر تھی تعلیم و تربیت مکمل ہوگئی اور اعلٰیحضرتؒ کے پیر و مرشد حضرت مولٰنا شبیر احمد صاحبؒ نے خلافت سے سرفراز فرمایا اور اجازتِ بیعت اور مخلوق کی رشد و ہدایت کی خدمت سپرد فرمائی اور خلیفۂ مجاز فرمادیا۔

اب اعلٰیحضرتؒ نے گم گشتگان راہِ ہدایت کی راہ نمائی کا فرض ادا فرمانا شروع فرمادیا اور ہدایتِ مخلوق کا منصبِ جلیل سنبھالا اور بیعت فرمانے کا سلسلہ شروع فرمادیا۔

دوسرا زمانہ

قیام سہارنپور

۱۳۱ء تا ۱۹۴۳ء

اجازت و خلافتِ بیعت کے بعد ملازمت کی بندشیں طبعِ اعلیٰحضرتؒ پر گراں ہوئیں چوں کہ اس میں آزادی کا سلب تھا اور کافی وقت خدمتِ خلق کا نہ ملتا تھا، لہذا ممبئی کی ملازمت ترک فرما کر سہارنپور تشریف لے آئے، چونکہ ہمیشہ اکلِ حلال اپنی جدو جہد سے حاصل فرمانا ضروری خیال کیا گیا اور برابر اس پر عمل بھی رہا، لہذا گوشہ نشین ہو کر دوسروں پر اپنا بوجھ ڈالنا طبعِ غیور کو گوارا نہ ہوا اور معاش کے لئے آزاد پیشہ تجارت پسند فرمایا اور دوکان کا سلسلہ شروع فرما دیا، یہ زمانہ بھی عجیب تھا، صبح سے شام تک دوکان پر تشریف فرما رہتے اور کاروبار فرماتے مگر زبان پر ذکر اللہ جاری رہتا اور قلب یادِ الٰہی سے معمور رہتا۔ پورے قواعدِ شرعیہ کی پابندی کے ساتھ نہایت صاف گوئی اور سادگی سے کام کیا جاتا، مال صاف ستھرا بے عیب، ایک نرخ نہ جھک جھک نہ بک بک، خاموشی سے وزن فرمایا، خریدار کے حوالہ کیا، دوکان پر بیٹھ کر معلوم ہوتا تھا کہ یہ بھی تعلیمات معاملات کی درس گاہ ہے جہاں حلال دنیا حاصل کرنے کا طریقہ سکھلایا جاتا ہے۔ اور اللہ سے تعلق کا یہ عالم، کہ مسجد سے آوازِ اذان آئی اور فوراً مسجد کے لئے تیاری شروع ہو گئی اور نہایت ادب و احترام کے ساتھ

بارگاہِ ربّ العزت میں حاضر ہو گئے اور بصد طمانیت نماز کی تیاری فرمائی اور بصد خشوع ادائے عبادت سے فارغ ہو کر دوکان پر تشریف لے آئے، ساتھ والوں کو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس وقت سوائے ادائے صلوٰۃ دنیا کا اور کوئی کام ہی نہیں اور نہ دماغ اس طرف متوجہ ہے۔

حقیقت میں بندگانِ خدا کا یہی رنگ ہوتا ہے اور ہر کام اپنے رب کی تعمیلِ حکم کی نیت سے کرتے ہیں جس وقت سجدہ ریز ہونے کا حکم پہنچتا ہے۔ سجدہ ریز ہو جاتے ہیں۔ جس وقت پرورشِ عیال کے لئے کسبِ حلال کا حکم ہے بازار میں بیٹھ کر کاروبار کرتے ہیں اور اس سب کو بجا آوری کا حکم سمجھتے ہیں، اور جو لذت سجدوں میں پاتے ہیں، وہی بازار میں پاتے ہیں کیا ہی خوب کسی نے کہا ہے۔

گر طمع خواہد ز من سلطانِ دیں ‌ ‌ ‌ خاک بر فرقِ قناعت بعد ازیں

وہ صرف بندگی کرتے ہیں جس کا مقصد بجز حصولِ رضائے مولےٰ اور کچھ نہیں ہوتا، وہ سجدوں سے بھی خوش ہوتے ہیں اور بکمالِ عجز سجدہ ریز رہتے ہیں۔ وہ کسبِ حلال کی مصروفیت سے بھی مسرور رہتے ہیں اور اس کو بکمالِ تندہی بجا لاتے ہیں۔ الغرض مردِ مومن تو تعمیلِ حکم کا بندہ ہے اور ہر عمل میں رضائے مولےٰ کا متلاشی اور جمالِ یار سے مسرت انگیز۔ ۱۲ سال کا طویل زمانہ اسی ریاضت میں گذرا اور کسبِ حلال کی مصروفیتوں کے ساتھ اعلیٰحضرتؒ مخلوقِ خدا کی خدمت

اور رہنمائی کے فرائض بھی انجام دیتے رہے، یہ ناکارہ خلائق بھی اسی زمانہ میں حلقۂ خدام میں شامل ہوا۔

تیسرا دور

۴۲ تا ۵۴ء

۱۹۴۲ء میں اعلیحضرتؒ رحمۃ اللہ علیہ نے دوکان کا کاروبار اپنے بڑے صاحبزادے میاں عطاء الرحمٰن صاحب سلمہٗ کے سپرد فرما کر خانہ نشینی اختیار فرمائی اور پورا وقت اپنے رب کی عبادت، زہد و ریاضت، اوراد و اذکار میں صرف ہونے لگا۔ ضروریاتِ حیاتیہ کے پورا کرنے کے ماسوا کل وقت مسجد کے کونے میں بسر ہوتا اور مراقبہ و مشاہدہ میں مصروف رہتے یا معتقدین و مریدین کی تعلیم و تربیت میں مشغول رہتے۔ یہ زمانہ بھی تقریباً بارہ برس کا ہے جو ہمہ وقت اپنے رب کی یاد میں مصروف گذرا اور خدمتِ خلق کے سوا اور کوئی کام انجام نہیں دیا۔

اس زمانے میں کیسے کیسے عجائبات مشاہدہ میں آئے اور کس کس طرح مخلوق کی دستگیری فرمائی گئی اور کس سرعت کے ساتھ سالکین کے مقامات طے ہوئے اور پریشاں حالوں کی سکون و طمانیت کے لئے نظرِ کیمیا اثر نے کیا کیا اثرات مرتب کئے۔ یہ واقعات اگر منضبط کئے جائیں تو مستقل مجلدات درکار ہوں مگر مشتے نمونہ از خروارے ضرور عرض کئے جائیں گے تاکہ پڑھنے والے اس ذاتِ اقدس کے کمالاتِ باطنی پر باخبر ہو جائیں جسنے ساری حیاتِ مبارک

کسبِ حلال سے، اہل و عیال کی پرورش فرمائی اور ساتھ ساتھ ذکرِ اللہ کی وہ بھٹی گرم کی کہ ہزاروں تانبے سونا بن گئے اور ہزاروں زنگ آلود قلوب منور ہوگئے اور ولایت و قطبیت کا وہ عظیم مرتبہ حاصل فرمایا کہ نسلیں گزر گئیں تھیں مگر یہ شرف کسی کو نصیب ہوا تھا، اللہ والوں کی عجیب شانیں ہیں، وہ اپنی حیاتِ مستعار پر مختار بنا دئیے جاتے ہیں اور اُن کے قلوب میں اپنی محبت رچا دی جاتی ہے۔ وہ ہر قسم کی مصروفیات میں بھی اپنے معبودِ حقیقی کی یاد سے غافل نہیں ہوتے اور ہر آن اُن کی زبان ذاکر اور اُن کا قلب شاکر رہتا ہے۔

خاندانِ اعلیحضرت

اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ۳ صاحبزادے میاں عطاء الرحمٰن، میاں سمیع الرحمٰن، میاں عزیز الرحمٰن اور دو صاحبزادیاں چھوڑیں۔ بڑے صاحبزادے میاں عطاء الرحمٰن سلمہٗ سب سے بڑے ہیں، جواں صالح ہیں اور اعلیحضرتؒ کے سجادہ نشین ہیں، خود اعلیحضرتؒ نے ان کی تعلیم و تربیتِ روحانی شروع فرما دی تھی مگر اُن کی کم عمری اور اعلیحضرتؒ کے وصال کی وجہ سے تکمیل نہیں ہو سکی، مگر اپنے بزرگوں کی لگن ان میں موجود ہے اور وہ برابر تکمیل کی سعی کر رہے ہیں۔ اللہ تعالےٰ اُن کو اپنے بزرگوں کا صحیح جانشین فرما دے اور اُن تمام کمالات سے متصف فرما دے جو اُن کے بزرگوں میں تھے، اور اُن کو خدمتِ خلق کا اہل فرما کر ہمیشہ خدمتِ خلق کی توفیق عطا فرماتا رہے۔

دوسرے صاحبزادے میاں سمیع الرحمٰن سلمہٗ ماشاء اللہ تعلیمیافتہ ہیں بی اے ہیں۔ جوانِ صالح ہیں، اللہ عمر و علم میں ترقی دے، تیسرے صاحبزادے میاں عزیز الرحمٰن کراچی میں فقیر کے زیرِ تربیت ہیں حق تعالےٰ تکمیل فرمادے۔ دونوں صاحبزادیاں شادی شدہ ہیں اور اپنے اپنے گھر خوش و خرم ہیں۔ اللہ تعالےٰ میرے مرشد رحمۃ اللہ علیہ کے باغ کو ہمیشہ پُر بہار رکھے اور قیامت تک یہ چمن سدا بہار رہے اور اس گھرانے سے رُوحانی فیض جاری رہے۔ آمین ربّ العالمین۔

کرامات و مکاشفات

اَولیاء اللہ سے کرامات کا نہ اظہار ضروری ہے اور نہ ہی ولی ہونے کی شرط، مگر فطرت اللہ اسی طرح جاری ہے کہ جن حضرات کو انسانوں کی رشد و ہدایت کے لئے مقرر کیا جاتا ہے۔ ان سے بعض اَیسے خوارق ضرور ظاہر کرائے جاتے ہیں جو منکرین کے قلوب میں عقیدت و تسلیم پیدا کر دیں، اِسی اصول پر انبیاء علیہم السّلام کو معجزات سے نوازا گیا اور اَولیائے کاملین کو کرامات کا شرف بخشا گیا اعلیحضرتؒ سے ہزاروں کرامات صادر ہوئیں جن میں سے چند عرض کیجاتی ہیں تاکہ قارئین کا ایمان تر و تازہ ہو اور ذکرِ حبیب کی تکمیل ہو جاوے۔

۱۔ اِس فقیر کے شرفِ بیعت حاصل کرنے اور حلقۂ خدام میں داخل ہونے کا واقعہ خود ہی کشف کا ایک عجیب واقعہ ہے اس لئے اسی سے اِس مبارک ذکر کو شروع کرتا ہوں۔

اس عاجز کی اوّلین تربیت گاہ محترمہ معظمہ والدہ ماجدہ کی آغوش عاطفت تھی۔ وہ ولیہ کاملہ تھیں اور بوجہ میرے جدِّ مکرم حضرت تاثیر شاہ کی پیشنگوئی کہ میرا ایک چراغ پیدا ہونیوالا ہے جو میرے سلسلہ کو روشن کرے گا، انہوں نے شروع ہی سے تمام ممکن احتیاطی تدابیر اختیار کیں اور ہر مکروہات سے بچایا کوئی غذا بغیر تحقیق کے نہ کھلائی، الحمدللہ کہ اس حقیر فقیر ناچیز کے پیٹ میں سنِ بلوغ سے آجتک ۷۵ برس کی عمر ہے حرام تو کیا کوئی مکروہ اور مشتبہ چیز بھی نہیں گئی والدہ ماجدہ کا سایہ اٹھتے ہی بندہ اپنے بزرگوں کی طرف رجوع ہوا، اور بالآخر میرے والد ماجد کے بزرگ احباب نے مشورہ دیا کہ میاں رات کو بعد نماز عشاء دو رکعت نفل پڑھکر ۲۱ مرتبہ سورہ الحمد شریف پڑھکر دُعا کرو اور خیال کرو کہ اللہ مجھکو صحیح راستہ بتانیوالا اور تیری بارگاہ تک پہنچانے والا رہبر مجھے دکھا دے۔ دو ہفتہ ہی یہ عمل کیا تھا کہ عالم خواب میں دیکھا ایک بزرگ نہایت ہی حسین ہیں انکی ریش مبارک سفید اور مجھ عاجز کی طرف دیکھ رہے ہیں۔ جب میری نگاہ انپر پڑی مجھے ان سے کمال محبت پیدا ہو گئی جی چاہا ان بزرگ کو اپنے سینے کے اندر ہی رکھ لوں۔ ان بزرگ کی توجہ اور شفقت مجھ پر اسقدر ہوئی کہ میں قریب چلا گیا۔ فرمایا "اور قریب آجاؤ" میں اور

قریب ہوگیا اپنا دست مبارک بڑھایا میں نے دست بوسی کی۔ حضرت
نے تبسم فرماتے ہوئے مجھے اپنے قریب کرکے سینے سے لگالیا اور ایک
آواز آئی یہی ہیں جو تمکو صحیح راستہ بتائینگے، یہی تمہارے رہبر ہیں۔
ایک عجیب کیفیت مجھ پر طاری ہوئی ان الفاظ کے سنتے ہی جھک کر
قدمبوسی کرنا چاہتا تھا کہ آنکھ کھل گئی۔ اور بیدار ہوکر سوچنے لگا کہ
کس ہستی کو دیکھا، کمال محبت ہوئی لیکن نہ نام معلوم نہ پتہ نہ مقام
اب جوش عقیدت میں ان گنت بزرگوں کی خدمت میں حاضر ہوتا رہا کہ شاید
یہی ہوں۔ اگرچہ ان بزرگوں نے کمال شفقت کی لیکن جس ہستی کی
خواب میں زیارت ہوئی تھی وہ نہ ملی اور میں تلاشِ مرشد میں برابر
سرگرداں رہا۔ کامل تین سال کے بعد ایکروز حسن اتفاق سے ۱۱ بجے
دن مکان سے کاروبار کیلئے نکلا اور اپنے محترم برادر منشی نورالعمرؒ کے
مکان کے قریب سے گزر رہا تھا کہ وہ بھی سامنے سے تشریف لے آئے
مجھ عاجز کو دیکھتے ہی لپٹ گئے اور مکان میں لے گئے فرمانے لگے
کہ میں آپکو یاد ہی کر رہا تھا بہت اچھا ہوا کہ آپ وقت پر پہنچ گئے
آؤ ایک بزرگ سے آج آپ کی ملاقات کرائیں وہ میرے مکان میں
تشریف فرما ہیں۔ منشی جی مکان کے اندر مجھے لے گئے۔ وہاں کافی
آدمی جمع تھے درمیان میں ایک بزرگ تشریف فرما تھے۔ منشی جیؒ نے

انکے پاس لیجا کر میرا تعارف کرایا کہ حضور یہ ہمارے برادر قومی بھائی ہیں،
انکا نام محمد فاروق ہے انکو علمِ رمل، علم جفر کا ذوق ہے اور اپنے کام میں
بڑے ماہر ہیں انکی بہت سی پیشینگوئیاں صحیح نکلیں اور ہماری قوم
برادری میں آپ پنڈت فاروق کے نام سے مشہور ہیں۔ مجھے حضرت
نے ارشاد فرمایا میاں محمد فاروق تم تو بھئی علم جفر میں بڑے بڑے
حساب کرتے ہو، بڑی معلومات ہیں اب آپ کیا چاہتے ہیں۔ میں نے
عرض کی حضور میں نے اس علم میں صرف یہ حاصل کیا کہ اگر کوئی سوال
کسی کام کے متعلق پوچھا گیا تو بس اتنا ہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ کام ہوگا
یا نہ ہوگا۔ اچھا بھئی پھر اب کیا چاہتے ہو؟ عرض کی اب یہ چاہتا
ہوں کہ نہ ہونا ہو۔ حضرت نے فرمایا تلاش کرو ایسے بھی ملجائیں گے
جب حضرت نے یہ فرمایا میں نے فوراً عرض کی حضور مجھے تو ملگئے سامنے
ہی رونق افروز ہیں۔ آپ نے میرے یہ عرض کرنے پر بڑی شفقت
فرمائی اور حکم دیا کہ بیٹھ جاؤ۔ اب مجھے محسوس ہوا کہ میرے بھائی
منشی جی صاحب کے یہاں تو حضور کی دعوت ہے اور چونکہ کسی بھول
سے میری دعوت نہیں اسلئے میرا یہاں بیٹھنا ٹھیک نہیں، پھر آجاؤنگا
اور بیٹھوں گا بجز اس صورت کے کہ حضرت صاحب فرمادیں میرے ساتھ
کھانا کھاؤ۔ میں یہ دل میں سوچ ہی رہا تھا کہ حضرت نے میری طرف

دیکھا اور ازراہ شفقت فرمایا یہاں سے جانا نہیں کھانا میرے ساتھ کھانا
۴۴ سال قبل کا واقعہ ہے اور مجھے خوب ہی یاد ہے۔ مجھے یقین کامل ہوگیا
کہ یہی وہ بزرگ ہیں جن کو عالمِ خواب میں دیکھا تھا۔ حضرت صاحب نے
کھانا تناول فرمانا شروع کیا مجھے پاس ہی بٹھالیا اور کھانا کھاتے کھاتے
فرمایا میاں محمد فاروق کیا کام کرتے ہو۔ حضور یہی سونے کے زیورات کا
کام، بھئی تمہارا دوست پکا سونا لیکر آجائے کہ یہ سونا خرید لو تو کیا وہ
سونا لیکر یونہی رکھ لوگے یا کس لگاؤ گے۔ میں نے عرض کی جی کس
لگائینگے۔ فرمایا تو آپ سمجھ لو۔ میں نے عرض کی اب تو میں آہی
گیا جو چاہیں کریں۔ آپ بیحد خوش ہوئے اور جو نوالہ دست مبارک
میں تھا میرے مُنہ میں دیدیا۔ بس وہ نوالہ کھانا تھا گویا میں مسلمان
ہوگیا ورنہ برسوں پنڈت کہلاتا رہا۔ کھانا کھانے کے بعد نماز ظہر
جامع مسجد پہاڑ گنج میں جہاں حضرت قاضی زین العابدینؒ امام تھے
پڑھی اور بعد نماز حاضرینِ مجلس سے مخاطب ہوگئے۔ دائیں جانب
منہ کرکے بائیں جانب کے لوگوں کے سوالات کے جوابات دیئے اور
بائیں جانب منہ کرکے دائیں جانب والوں کے قلبی سوالات کے
جوابات عطا فرمائے اور مجھے یہ معاملہ نماز کے بعد لوگوں کی باہم گفتگو
سے معلوم ہوا۔ میں حضرت صاحب کے بالکل قریب بیٹھا تھا۔ ارشادات

فرماتے فرماتے فوراً میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا جلدی جاؤ تمہارے
کمرے میں تمہارا انتظار ہورہا ہے اور آپ نے وعدہ کیا ہے آپکو پتہ نہیں
مجھے فوراً یاد آیا اور اجازت لیکر کمرے پر پہنچا۔ دیکھا میرا گاہک بیٹھا ہوا ہے
آج وہ دن تھا کہ جنکو ۳ سال قبل عالم خواب میں دیکھا انکی زیارت کا
شرف اور غلامی کا شرف حاصل ہوا۔ بیشمار سعادتیں مجھ عاجز کو حاصل
ہوئیں۔ اب میں پنڈت نہیں رہا بلکہ مسلمان ہوگیا۔ اسکے بعد سے کچھ
لوگ مجھے مولانا اور کچھ حکیم یا صوفی کہنے لگے اس سے قبل نہ کسی نے
صوفی کہا نہ مولوی نہ حکیم۔ بقیہ حالات میرے خلیفہ میاں محمد ظہیر الحسن
رحمانی نے ملفوظات میں اور میرے حالاتِ زندگی میں قلمبند کئے ہیں یہاں
خوف طوالت سے اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔ اعلیحضرت پیر و مرشد کی نگاہ
شفقت جو اوّل ملاقات میں پڑی تھی اس شفقت و عنایت میں عاجز
کی عقیدت و محبت کے ساتھ ترقی ہوتی گئی تو اس سلسلہ میں چند
ایک کرامات کا ذکر کرنا ناگزیر ہے۔

۲۔ خود اس فقیر پر اعلیحضرتؒ کا خاص کرم تھا اور بیحد محبت فرماتے تھے۔ یہ
فقیر ایک ضرورت سے آگرہ گیا اور اسی شام کو واپس آنا ضروری تھا۔
کام سے فارغ ہوتے ہوتے اتنی دیر ہوگئی کہ ریل کا ملنا مشکل نظر آنے

لگا۔ جائے قیام سے باہر آکر سواری تلاش کی مگر کوئی تانگہ نہ ملا، خطرہ پیدا ہوا، فوراً اعلیٰحضرتؒ کا تصور آیا اور میں نے خیال میں عرض کیا کہ حضور یہاں کے قیام میں تکلیف بہت ہوگی، سواری کوئی نہیں دستگیری فرمائیے۔ یہ خیال آتے ہی سامنے سڑک پر سے ایک تیز تانگہ آتا ہوا نظر آیا اس کو روک کر اسٹیشن چلنے کے لئے کہا، وہ تیار ہوگیا۔ سوار ہوکر اسٹیشن پہنچا میں نے سوچا کہ کرایہ حساب سے تو ۱۲ آنے بنتا ہے لیکن اس نے بروقت پہنچایا ہے ایک روپیہ دینا چاہئے۔ پھر سوچا ایک روپیہ ہر کوئی دیتا ہے۔ دو روپیہ دوں پھر فوراً خیال آیا تین روپے دوں اور وہی دیئے تانگے والے نے حیرانی سے میری طرف دیکھا، میں نے پوچھا کیا کم ہیں۔ اسنے کہا نہیں ہیں تو رب کی شان دیکھ رہا ہوں کہ روزانہ ایک انگریز صاحب میرے تانگے میں بیٹھکر شہر کا چکر لگاتا ہے اور مجھے تین روپے دیتا ہے اور آپ نے بھی تین روپے دیئے۔ چند دنوں بعد اعلیٰ حضرت دہلی تشریف لائے تو ملاقات پر فرمایا میاں محمد فاروق سواری خوب ملی اور طبیعت اس بات سے خوش ہوئی کہ آپ نے تانگے والے کا حق نہیں رکھا۔ حق ادا کردیا۔

جب حضرت صاحب سہارنپور شریف سے دہلی جلوہ فرما ہوئے تو روزانہ ہم حاضرِ خدمت ہوتے اور عشاء کی نماز حضور کے ساتھ

پڑھتے۔ ایکدفعہ میں نے منشی جی نور العمر صاحبؒ سے چلنے کو کہا اور اثنائے راہ میں ان سے کہا منشی جی یہ کوچہ چیلاں کی مسجد تنگ ہے ہوا بھی نہیں گرمی بہت ہے آج اعلیٰحضرت سے عرض کرینگے کہ عشاء کی نماز جامع مسجد دہلی میں پڑھا کریں وہاں جگہ کشادہ ہے، ہوا بھی ہے حضرت صاحب کو راحت ہوگی اور ہمیں بھی آرام ملے گا۔ منشی جی نے فرمایا آپ ہی عرض کرنا کہ حضرت آپکی بات زیادہ مانتے ہیں۔ چنانچہ جب مسجد کے اندر حاضر خدمت ہوئے تو اعلیٰحضرت نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور از خود فرمایا میاں محمد فاروق کل سے ہم نماز عشاء جامع مسجد میں پڑھینگے وہاں ہوا بھی ہے جگہ بھی کشادہ، کیوں منشی جی ٹھیک ہے نا! ہم حیران رہ گئے۔

میرے محبّ مخلص جناب حکیم محمد یعقوب صاحب قدوسی جو عالم، حافظ اور نہایت متدّین ہیں اور اعلیٰحضرتؒ کے خاندانی بھائی ہیں اور بحد خصوصیت رکھتے ہیں اور اس خصوصیت کا اظہار اعلیٰحضرتؒ کی طرف سے بھی فرمایا گیا کہ جب اس فقیر کو خلافت عطا ہوئی اور دستار بندی کا جلسہ کراچی میں ہونا طے ہوا تو ہم خدّام نے اعلیٰحضرتؒ سے عرض کیا کہ حضور خود تشریف لائیں اور اس رسم کو اپنے دستِ مبارک سے ادا فرمائیں مگر اعلیٰحضرتؒ خود تشریف نہ لاسکے اور اپنی قائم مقامی کا شرف حکیم صاحب موصوف کو بخشا اور تحریر فرمایا

کہ میرا بھائی وہاں موجود ہے وہ میری جگہ یہ مراسم ادا کریں گے۔ ظاہر ہے کہ کوئی خصوصی تعلق محبت تھا جب ہی اپنی قائم مقامی کا شرف بخشا گیا ورنہ میرے پیر بھائی کراچی میں اور بھی بہت تھے، اور اعلیٰحضرتؒ کے خاندانی بھائی بھی کراچی میں ماشاء اللہ کافی ہیں۔ کسی اور کو منتخب نہیں فرمایا گیا۔

حکیم صاحب موصوف کا بیان ہے کہ :۔

۴ ۔ ۱۹۳۷ء کا زمانہ تھا، جامع مسجد سہارنپور میں بعدِ نمازِ عصر تشریف رکھتے تھے۔ کچھ ذکرِ انگریزوں کی حکومت اور اس کی زیادتیوں کا آگیا اس پر اعلیٰحضرتؒ نے فرمایا کہ بھائی یعقوب انگریزوں کا زمانہ حکومت ختم ہو گیا اَب بہت جلد وہ جانے والا ہے۔ حکیم صاحب نے اس پر اظہارِ تعجب کیا اور کہا کہ بظاہر تو انگریز کو کوئی خطرہ نہیں۔ اس پر اعلیٰحضرتؒ نے وہ جملہ انقلابات جو ۱۹۴۷ء تک پیش آئے بیان فرمائے اور فرمایا کہ دس سال کے اندر انگریز چلا جائے گا۔ بات تھی ختم ہو گئی یہاں تک کہ ۱۹۳۹ء میں جنگ شروع ہو گئی اور ابتداءً جنگ میں انگریز شکست کھانے لگا، اور فرانس کے ختم ہو جانے پر اس کا یقین ہو گیا کہ اَب برطانیہ بھی ختم ہو جائے گا۔ اسی دوران حکیم صاحب نے عرض کیا کہ حضرت انگریز کا وقت تو پورا ہوتا نظر آ رہا ہے اور جناب کی پیش گوئی صحیح ہوتی نظر آ رہی

ہے۔ جس پر فرمایا کہ نہیں بھائی اِس جنگ میں برطانیہ فاتح ہو گا جرمن تباہ ہو گا۔ اس پر حکیم صاحب نے جامع مسجد والے ارشاد کی یاد دہانی کرائی، فرمایا وہ صحیح ہے، جنگ انگریز کے حق میں ختم ہو گی اور پھر انگریز کو ہندوستان سے رخصت کر دیا جائے گا۔ احکام نافذ ہو چکے ہیں اور ہر حکم کی پروگرام کے مطابق تعمیل ہو رہی ہے۔

چنانچہ مشاہدہ ہے کہ پوری جنگ برطانیہ جیت کر ۴۷ میں خود ہی بزمانۂ امن وسکون ہندوستان سے رخصت ہو گیا۔

۵ ۔ حکیم صاحب موصوف ہی کا بیان ہے کہ وہ خود ایک قتل کے ملزم کے کو لے کر حاضر ہوئے، مقدمہ ختم ہو چکا تھا اور ملزم کے حق میں قوی شہادتیں قتل کے ثبوت میں گذری تھیں، صفائی کمزور تھی اور خیال اغلب تھا کہ سزا ضرور ہو گی، مقدمہ کے تمام کارروائی مکمل ہونے کے بعد اعلیٰحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے، مسجد میں تشریف فرما تھے۔ مقصدِ حاضری عرض کیا، کچھ دیر تامل کے بعد فرمایا کہ ۱۴ سال کی سزا کا حکم لکھا جا چکا ہے۔ حکیم صاحب موصوف کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا کہ اب تو میں ان کو لیکر حاضر ہو گیا ہوں جناب ضرور دستگیری فرما دیں، آخر دیر تک عرض معروض کرنے پر فرمایا اچھا بھائی اللہ پر بھروسہ رکھو چھوٹ جاؤ گے۔ چنانچہ مقدمہ کا فیصلہ سنا گیا تو سننے والوں کی حیرت کی انتہا نہ رہی کہ جج نے ملزم کو صاف بری کر دیا۔

كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ

یہ دنیا دارِ فانی ہے، ہر چیز کو فنا ہے اور یومِ ازل سے یومِ قیامت تک
سنت اللہ اسی طرح جاری رہے گی کہ جو بھی پیدا ہوا ہے آخر اس دنیا سے سفر ضرور
کرے گا، اور جو شئے بھی پیدا کی گئی ہے آخر ضرور فنا ہوگی۔

اتنا ضرور فرق ہے کہ عامۃ الناس پر موت واقع ہوتی ہے اور ان کی
ارواح جسدِ عنصری سے جدا ہو کر مقامِ برزخ میں قیامت تک مقیم کر دیجاتی ہیں
اور انبیاء و صدیقین، شہداء و صالحین پر موتِ ظاہری عامۃ الناس ہی
کی طرح وارد ہوتی ہے مگر ان حضرات کی ارواحِ مقدس آنکھوں سے مستور ہو جاتی
ہیں، مگر حقیقتاً زندہ رہتی ہے جس کے متعلق خود قرآن حکیم میں ارشاد ہے۔

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْيَاۗءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ

جو لوگ اللہ کی راہ میں مر گئے ان کو مردہ مت کہو بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تم نہیں سمجھ سکتے

راہِ مولیٰ میں جانِ حزیں خالقِ آفریں کو سپرد کرنے والے شہداء بھی ہیں، اور
صدیقین بھی ہیں، انبیاء و صالحین بھی ہیں۔ انبیاء علیہم السلام کے بعد اولیائے امت
بھی اسی گروہ میں شامل ہیں کہ یہ گروہِ صالحین ہے جسکو گروہ صدیقین کہتے ہیں
یاد رہے کہ شہدار جہاد اصغر کرتے ہیں اور کفار کے ہاتھوں شہید
ہوتے ہیں اور اولیار اللہ جو صدیقین ہیں انکو اللہ تعالیٰ صدق و صفا کی

تلوار سے خود قتل کرتا ہے اسی مقام کیلئے ہے ؎

کشتگانِ خنجرِ تسلیم را ؎ ہر زماں از غیب جانے دیگر است

اس جہاد بالنفس اور قتیلِ محبتِ جبار کو صدیق کہتے ہیں اور یہ حضرات
وہ حیاتِ ابدی پاتے ہیں جو حیاتِ شہدار سے بدرجہا افضل ہے۔

بہرصورت وقتِ موعود پورا ہوگیا اور امرِ ربی سر پر آگیا اور شمعِ ہدایت اور آفتابِ
فضل و کرامت کی روحِ مقدس اس جسدِ عنصری کو ۲۴ فروری ۵۴ء مطابق ۲۸ جمادی
الاول ۱۳۷۲ھ چھوڑ کر واصل بحق ہوگئی اور داعیٔ اجل کو لبیک فرما کر اعلیٰ علیین
میں فردکش ہوگئی۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔

اعلیحضرتؒ ہماری آنکھوں سے مستور ہوگئے، مگر ان کی روحِ مقدس آج بھی
فیض رسانِ عالم اور دستگیرِ بیکساں ہے اور جس طرح ظاہری آنکھوں سے جسمِ
ظاہری کی زیارت کی جاسکتی تھی باطنی آنکھوں سے روحِ مقدس کی زیارت اہلِ
دل کو ہوتی ہے اور وہ قیامت تک ہوتی رہے گی۔ نَوَّرَ اللّٰهُ مَرْقَدَهٗ وَبَرَّدَ اللّٰهُ مَضْجَعَهٗ

خدا رحمت کند بر عاشقانِ پاک طینت را

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ کے
جانشین اور خلفاء

اس عالم کا بقاء ہی اِس اصول پر ہے کہ ایک شئے فنا ہو جاتی ہے دوسری اس کی جگہ لیتی ہے، باپ کا وقت پورا ہو جاتا ہے، بیٹا اس کا قائم مقام بنتا ہے۔ ایک فنکار دنیا چھوڑتا ہے اس کے شاگرد اس کے فن کو زندہ رکھتے ہیں، ایک درخت سوکھ جاتا ہے دوسرا اس کی جگہ لگا دیا جاتا ہے۔ اگر یہ اصول کارفرما نہ ہوتا تو یہ عالم اور اس کی مخلوقات اتنی طویل عمر نہ پاتے اور نہ ہی اس چمن کے یہ بہار باقی رہتی۔

جب بقائے حیات ہی اِس پر موقوف ہے کہ قائم مقام ہونا ضروری ہے تو پھر جس قدر اعلیٰ مقصد اور معظم مشن ہوگا اس کے بقاء کے لئے اتنے ہی صاحبِ اعتماد اور لائق جانشین درکار ہوں گے۔

اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ نے تعلیم و تربیتِ روحانی کی اجراء کے لئے اپنے خدام میں سے صرف چند حضرات کو اپنی حیاتِ مبارکہ ہی میں اپنا روحانی جانشین مقرر فرمایا اور باضابطہ خلافت نامہ مرحمت فرمایا اور مخلوق کی خدمت ان کے سپرد فرمائی تاکہ سلسلۂ رحمانی کی فیض رسانی جاری رہے۔ اور مخلوق کی خدمت برابر ہوتی رہے۔ چوں کہ یہ خدمتِ خلق حسبۃً لوجہ اللہ انجام دینے کا حکم ہے اس لئے مناسب

معلوم ہوتا ہے کہ ان حضرات کے اسمائے گرامی درج کر دیئے جائیں تاکہ مخلوق حسبِ مناسبتِ طبع فائدہ حاصل کر سکے۔

(۱) حافظ محمد جعفر صاحبؒ۔ وصال فرما گئے۔ مزار مبارک سہارنپور شریف میں ہے۔

(۲) صوفی محمد عمر صاحبؒ۔ مزار پُر انوار لاہور میں ہے (قبرستان میانی مزنگ)

(۳) یہ فقیر سراپا تقصیر محمد فاروق رحمانی۔

(۴) منشی نور العمر صاحبؒ۔ کراچی میں پاپوش نگر کے قبرستان میں مزار ہے۔

اوّل الذکر دونوں بزرگوار ہر طرح کامل اور صاحبِ نسبت تھے اور اعلیٰحضرتؒ کے صحیح جانشین اور ہر طرح اس کے اہل تھے انہوں نے رشد و ہدایت و بیعتِ خلافت کی خدمات انجام دیں اور اللہ تعالیٰ ان کے فیوض سے اپنی مخلوق کو فیضیاب فرمائے۔ البتہ فقیر اپنے کو خوب جانتا ہے اور اپنی حقیقت سے خوب واقف ہے اور وہ یہ ہے کہ کچھ نہیں ہے نہ کسی کمال کا حامل ہے اور نہ خدمتِ خلق کے لائق ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ مگر میرے پیر و مرشد اعلیٰحضرتؒ نے خدمتِ خلق پر مامور فرما دیا ہے۔ حکم سے مجبور ہے اور اس تعمیلِ حکم کو ہی اپنی نجات کا ذریعہ سمجھتا ہے۔ میں کچھ نہیں مگر جس مقدس ذات کا دامن تھامے ہوئے ہوں وہ سب کچھ ہیں اور صرف یہی ایک سہارا مجھے کافی ہے۔ اور اعلیٰحضرتؒ کی دستگیری ہی اس منزل سے نجات کا سبب ہوگی انشاء اللہ۔ اور میرا واقعی حال تو اس شعر کے مصداق ہے۔ ؎

جمالِ ہم نشیں دَر من اثر کرد
دگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

میں بھی ہر وقت بارگاہِ رب العزت میں ملتجی ہوں اور قارئین سے بھی متدعی ہوں کہ وہ دعا، فرمائیں کہ حق تعالیٰ مجھ میں اہلیتِ خدمتِ خلق پیدا فرمائے، اور مخلوق کو جو حسنِ ظن میرے ساتھ ہے اس کو پورا فرمائے اور حضرتِ پیر و مرشدؒ کے سامنے میری لاج رکھ لے اور یومِ حشر میں اپنے بزرگوں کے روبرو مجھے شرمندہ ہونے سے محفوظ رکھے۔

بُرا ہوں یا بھلا ہوں خیر جیسا ہوں تمہارا ہوں
طریقہ ہے کریموں کا نبھاہنا اپنے چاکر کا

وَمَا تَوْفِيْقِيْ اِلَّا بِاللّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ۔

خادمِ آستانۂ رحمانی

صوفی محمد فاروق رحمانی قدوسی

مرتبِ مضمون حکیم محمد یعقوبؒ قدوسی کے لئے بھی قارئین دعائے خیر فرمائیں۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھَدَانَا لِلْاِیْمَانِ وَالْاِسْلَامِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ نَّبِیِّہِ الَّذِیْ اِسْتَنْقَذَنَا بِہٖ مِنْ عِبَادَۃِ الْاَوْثَانِ وَالْاَصْنَامِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہِ النُّجَبَآءِ الْبَرَرَۃِ الْکِرَامِ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی رُوْحِ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ فِی الْاَرْوَاحِ وَعَلٰی جَسَدِہٖ فِی الْاَجْسَادِ وَعَلٰی قَبْرِہٖ فِی الْقُبُوْرِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلِّمْ۔

ترجمہ:- سب تعریف اللہ کو ہے جس نے راہ دکھائی ہم کو ایمان اور اسلام کی اور رحمت اللہ کی اور سلام نازل ہو ہمارے سردار اور آقا حضرت محمد پیغمبر خدا پر جن کے سبب سے چھوڑایا ہم کو خدا نے بتوں اور مورتوں کے پوجا سے اور ان کے آل پر اور یاروں پر کہ وہ خطاؤں کو معاف کرنے والے ہیں۔ الٰہی درود بھیج روح پاک پر ہمارے سردار اور آقا حضرت محمد کے درمیان ارواح کے اور جسم پاک پر ان کے درمیان جسموں کے اور قبر پاک پر ان کے درمیان قبروں کے اور ان کے آل اور اصحاب پر سلام بھیج۔

خادم الفقراء وحقیر بدنام کنندہ بزرگان طریقت روسیاہ انعام الرحمٰن عفی عنہ

بن جناب پیرجی محمد فضل الرحمٰن صاحب مرحوم مغفور الانصاری دالقدوسی
سہارنپوری خادم حضرت سیدنا و مولانا مولوی الحاج الحافظ القاری شاہ شبیر احمد
صاحب محبوب المشاقین قادری چشتی صابری نظامی نوری انبھٹوی ضلع سہارنپور
برادرانِ اسلام کی خدمت میں نہایت دست بستہ ہو کر عرض کرتا ہے کہ آج کل عوام اور
کی زبانوں پر دو کلمہ زیادہ ہو گئے ہیں۔ پیر کامل نہ رہا، دظائف میں اثر نہ رہا۔ اس کا
جواب حق تعالےٰ اپنے حبیبِ کریم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ سے
شریعتِ مقدسہ کے موافق تحریر کرادے۔ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں
کہ جب تم کسی مومن باوقار کو دیکھا کرو تو اُس کا تقرب حاصل کیا کرو کہ وہ بے
حکمت نہیں ہوتا۔ بجائے اِس تقرب کے صحبتِ ناقص اختیار کی ویسا ہی اثر
ہمارے قلبوں پر پڑا یعنے شریعتِ مقدسہ سے دور ہو گئے۔ دن بہ دن قلب ایسا
سیاہ ہو گیا کہ نیک صورتیں دکھائی نہیں دیتیں۔ حق تعالےٰ ہمارے عالموں پر رحم
کر راہِ حق دکھائے آمین۔ اب یہ مرض بغیر استادِ طریق کے دفع نہیں ہو سکتا لہٰذا
تلاش کی ضرورت پڑی اس وجہ سے کچھ شرائط استادِ طریق یعنے پیرِ کامل کے تحریر
کئے جاتے ہیں اس کے موافق تلاش کرو جب مل جائے اس وقت بیعت ہونا
مناسب ہے۔ بعد اس کے شرائط آدابِ شیخ کو دیکھ کر عمل کرو اور اس کے بعد
شریعتِ مقدسہ کی پورے طور پر پابندی کرو۔ ضروری مسائل اور ضروری نصیحتیں
جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے موافق ہوں ان پر عمل کرو بعد اسکے

جو تمہارا شیخ اپنے سلسلہ کے موافق تعلیم کرے اُس کو نہایت محنت اور دل کے
ساتھ انجام دو انشاء اللہ اُس وقت تم کو وظائف میں اثر اور حلاوتِ ایمان ہو
گی اور حدیثِ قدسی میں آیا ہے کہ میرا بندہ مجھ سے تقرب ڈھونڈتا ہے یہاں
تک کہ میں اُسے اپنا دوست بنا لیتا ہوں اور جب میں اُسے دوست بنا لیتا
ہوں تو میں ہی اس کا کان بن جاتا ہوں اور میں ہی اُس کی آنکھ ہو جاتا
ہوں۔ اور میں ہی اُس کی زبان ہو جاتا ہوں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے کہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ مجھے اپنے عزت و جلال کی قسم دو خوف اور دو امن
ایک بندہ میں جمع نہ کروں گا۔ اگر دنیا میں مجھ سے ڈرے گا تو آخرت میں اسے
امن دوں گا اور دنیا میں بے خوف ہو گا تو آخرت میں اسے خوفناک رکھوں گا
(یہ دونوں حدیثیں کیمیائے سعادت میں ہیں)۔

اے عزیزو خدا کے سامنے کھڑے ہونے سے پیشتر اپنے گناہوں کی معافی اور
راہِ حق کی تلاش میں مصروف ہو جاؤ تاکہ حق تعالےٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
راضی ہوں ؂

پیرِ کامل کی شناخت یعنی کیسے شخص کو پیر بنانا چاہیئے

(۱) علمِ شریعت سے بقدرِ ضرورت واقف ہو خواہ تحصیل سے یا صحبتِ علماء
سے اور عقیدہ میں اہلِ سنت کا متبع ہو تاکہ عقائد اور اعمال کی خرابی سے محفوظ رہے

اور طالبین کو محفوظ رکھ سکے۔ (۲) متقی ہو یعنی کبیرہ گناہوں سے بچتا ہو اور صغیرہ
گناہوں پر اصرار نہ کرتا ہو۔ (۳) تارکِ دنیا راغبِ آخرت ہو ظاہری اور باطنی طاعت
پر مداومت رکھتا ہو ورنہ طالب کے قلب پر بُرا اثر پڑے گا۔ (۴) مریدوں کا خیال
رکھے کہ کوئی امر اُن سے خلافِ شریعت و طریقت ہو جاوے تو اُن کو متنبہ کرے
(۵) بزرگوں کی صحبت اٹھائی ہو اُن سے فیوض و برکات حاصل کئے ہوں
اور شیخ سلسلہ صاحبِ اجازت سے سلسلہ میں بیعت کرنے کی اجازت حاصل
کی ہو۔ یہ ضرور نہیں کہ اُس سے کرامات بھی ظاہر ہوتے ہوں نہ یہ ضرور ہے کہ
تارکِ کسب ہو بلکہ دنیا کا حریص و طامع نہ ہو اتنا کافی ہے (۶) اخلاق وسیع
ہوں (۷) اس کی صحبت سے قلب میں کچھ اثر یعنی اللہ تعالیٰ کی محبت دنیا و
معاصی سے نفرت پیدا ہو بموجب اس حدیث کے هُمُ الَّذِيْنَ اِذَا رُءُوْا
ذُكِرَ اللّٰهُ۔ یعنی اولیاء اللہ وہ ہیں جن کے دیکھنے سے خدا یاد آوے اور
جن کی صحبت مفید ہو بموجب اس حدیث کے هُمْ جُلَسَاءُ اللّٰهِ کہ اولیاء اللہ
جلیس ہیں خدا کے اور بمقتضائے اس حدیثِ معتمد کے هُمْ قَوْمٌ لَا يَشْقٰى
جَلِيْسُهُمْ یعنی اولیاء اللہ ایسی قوم ہے جن کا جلیس اور ہم صحبت بدبخت
نہیں ہوتا (یہ حدیثیں قول الجمیل کی ہیں) لیکن اکثر عوام کو تھوڑی صحبت میں
اس کا محسوس کرنا دشوار ہے زیادہ صحبت درکار ہے (۸) اگر بعد بیعت ہونے
کے یہ معلوم ہو کہ جس سے بیعت کی تھی وہ مرتکب کبیرہ کا ہے یا صغیرہ سے

اجتناب نہیں کرتا یا پابند شرع نہیں یا اس کو صاحب سلسلہ نے اجازت نہیں
دی تو بیعت فسخ ہو گئی دوسری جگہ اپنا مقصود تلاش کرے کیونکہ مقصود اللہ تعالیٰ
ہے نہ کہ وہ شخص اور بلا ضرورت کئی کئی جگہ بیعت کرنا برا ہے اس سے بیعت کی
برکت جاتی رہتی ہے اگر شیخ کی صحبت سے قلب میں کچھ تاثیر معلوم ہوتی ہو تو
اُس کی صحبت کو غنیمت سمجھے اور اس کے عشق و محبت کو دل میں محکم کرے
اور اُس کی پوری پوری اطاعت کرے۔

(اگر کوئی مرید بطیب خاطر حلال مال سے اپنی گنجائش کے موافق پیر کی نذر
کرے جس سے اِن پر کوئی تعب یا بار نہ پڑے تو ایسی صورت میں ہدیہ قبول کرلینا
مسنون ہے اور انکار کرنا موجب دل شکنی مسلم و ناشکری حق تعالیٰ ہے)۔

آدابِ شیخ کا خیال رکھو

سورۂ حجرات کے اوّل کی آیتوں میں آدابِ نبویہ بتائے گئے ہیں۔ شیخ
چونکہ خلیفہ کامل نبیؐ کا ہے اُس کی محبت و ادب کا بھی وہی حکم ہے۔ شیخ کی
اطاعت بھی جب ہی تک ہے جب تک وہ اللہ اور رسولؐ کے خلاف نہ کہے ورنہ
اُس شیخ ہی کو سلام رخصت کرنا چاہیے۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ
وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ۔ اولی الامر سے صوفیاء کرام
نے شیخ مراد لیا ہے۔ حضرت پیرانِ پیر دستگیر غوث الاعظم محمد عبدالقادر جیلانی

رحمۃ اللہ علیہ غنیۃ الطالبین ۔ فتوح الغیب مترجم صفحہ ۶۱۶ و ۶۱۷ و ۶۱۸ و ۶۱۹
میں تحریر کرتے ہیں ۔ مرید کے آداب سے ہے کہ شیخ کے سامنے بات نہ کرے مگر
ضرورت کے وقت اور اُس کے سامنے اپنی کبھی تعریف نہ کرے اور اُس کے
سامنے کبھی اپنا مصلّٰے نماز کے سوا نہ بچھاوے ۔ نماز سے فارغ ہو کر اُسی
وقت لپیٹ دیا کرے اور ہمیشہ شیخ کی خدمت کے لئے تیار رہے اور جو شخص
اپنی بساط پر آرام سے بیٹھا ہے اس پر تکلیف نہیں ہے اس لئے کہ وہ غیر ہے
اور یہ شیخ کی حالت ہے نہ مریدوں کی اور نیچے مصلّٰے بچھانے سے جب
اپنے مصلّٰے پر اس سے اعلٰے رتبہ کا بیٹھا ہو اور اپنا مصلّٰے اس کے مصلّٰے کے
قریب نہ کرے مگر اس کے حکم سے کیونکہ یہ ان کے نزدیک بے ادبی ہے
اور لائق ہے کہ جب استاد کے سامنے کوئی مسئلہ پیش آوے یہ خاموش رہے
اگرچہ اس کے پاس اس کا جواب موجود ہو بلکہ استاد کے جواب کو غنیمت جانے
اور اُس پر عمل کرے اور اگر استاد کے جواب میں نقصان دیکھے تو رد نہ کرے بلکہ
اللہ کا شکر ادا کرے کہ اللہ تعالٰے نے مجھے فضل اور علم اور نور کے ساتھ خاص
کیا ہے اور اس کو اپنے دل میں مخفی رکھے اور بہت باتیں نہ کرے اور شیخ کی خطا
مسئلہ میں بیان نہ کرے اور اُس کے کلام کو نہ توڑے اور اگر یہ کام کر بیٹھے تو
اُس کا توبہ اور سکوت کے ساتھ تدارک کرے جس طرح ہم بیان کر چکے اور
اُس کو لازم ہے کہ جب وہ ارادہ کرے اُدب سیکھنے کا شیخ سے یہ کہ ہو اُس کو

ایمان اور تصدیق اور اعتقاد اس بات کا کہ نہ ہو کوئی اس ملک میں بہتر اس سے
تا کہ نفع لے اُس سے جس میں اُس کا مقصود ہے اور یہ قبول کرے اس کو واسطے
اللہ کے اور نگاہ رکھے اُس کے بھید کو اس کی خدمت میں ساتھ اللہ تعالٰے
کے اپنے ارادہ کی گرہ میں اس کی نگہبانی سے یہاں تک کہ نہ جاری ہو اُسکے
شیخ کی زبان پر مگر وہی کہ بہتر ہو اُس کے حال میں اور ڈرتا رہے شیخ کی
مخالفت سے کوشش سے کیونکہ شیخوں کی مخالفت زہر قاتل ہے جس میں
ضرر عام ہے پس نہ مخالفت کرے اُس کی تصریح اور تاویل سے اور کوشش
کرے یہ کہ نہ چھپاوے اپنے شیخ سے کچھ اپنے احوال اور اپنے بھیدوں میں
سے اور نہ مطلع کرے کسی کو سوا اُس کے اُس چیز پر جس کا حکم کرتا ہے اُسکو
اُس کا شیخ اور نہیں لائق ہے اس کو یہ قصد کرے رخصت کے طلب کرنے
کی طرف یا لوٹے اُس چیز کی طرف جس کو اُس نے ترک کیا ہے اللہ تعالٰے
کے لئے کیونکہ یہ کبیرہ گناہوں میں سے ہے اور توڑنا ہے ارادہ کا نزدیک
اہلِ طریقہ کے اور تحقیق آیا حدیث شریف میں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم
سے یہ کہ تحقیق آپؐ نے فرمایا پھیرنے والا اپنے ہبہ میں مثل کتّے کے ہے کہ
قے کرتا ہے پھر پھرتا ہے اُس میں اور اُس پر واجب ہے فرمانبرداری شیخ کی
اُدب کرنے سے موافق مقتضٰے بے اُدبی کے اُس کے ساتھ پس اگر واقع ہو جائے
اُس سے کوئی قصور قیام میں اُس چیز کے اشارہ کیا جس کی طرف اُس کے شیخ نے

پس واجب ہے اُس پر اُس کا جتلا دینا اپنے شیخ کو کہ وہ دیکھے اُس میں اپنی
رائے اور دعا کرے اُس کے لئے توفیق اور آسانی اور نجات کی۔ حضرت خواجہ
بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ مرید کے لئے طاعت و عبادت میں حلاوت و لذّت
پانے کے بارہ میں فرمانے لگے کہ مرید کو طاعت میں حلاوت اُس وقت
پیدا ہوگی جبکہ اُس کو طاعت میں فرحت و شادمانی حاصل ہونے لگے گی کیونکہ
اُس وقت عین اُس فرحت میں اُس سے حجاب دور کر دیئے جاتے ہیں اور
مرتبہ تقرّب عطا کیا جاتا ہے۔ (پنج گنج ملفوظات)

ملفوظات حضرت خواجہ عثمان ہارونی نور اللہ مرقدہٗ میں تحریر ہے کہ
جو شخص ایک روز اپنے پیر کی خدمت کما حقہ کرتا ہے اور از راہِ محبت اُس کی
طرف نظر کرتا ہے حق تعالےٰ بہشت میں اُس کو ہزار محل رہنے کو عطا کرے گا۔
کہ ہر محل ایک ایک موتی کا ہوگا اور ہر محل کے ساتھ اُس میں ایک ایک حور عین
مرحمت فرمائے گا اور ہزار برس کی عبادت اسکے نامۂ اعمال میں ثبت فرمائے گا
اور کل کے روز قیامت میں بغیر حساب کے جنّت میں داخل فرمائے گا اسکے
بعد فرمایا کہ مرید کو چاہیئے کہ جو کچھ پیر کی زبان سے سُنے اُس پر بہت ہوش کے
ساتھ کان دھرے اور جو نماز یا ورد و وظیفہ وغیرہ پیر ارشاد فرمائے اُس کو
ضرور عمل میں لائے اور متواتر پیر کے حضور میں حاضر ہو اور خدمت واجبی کرے
اور اگر متواتر حاضر ہونا میسر نہ ہو تو اُس میں کوشش کرے۔

ملفوظات حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ میں تحریر ہے کہ سلوک
میں یہ آیا ہے کہ نیک صحبت نیک کام سے بہت بہتر ہے اور بد صحبت بد کام سے
نہایت بدتر۔ اور فرمایا کہ درویشوں اور انبیاء کی دوستی ہزار برس کی عبادت سے
بہتر ہے۔ آدمی کو چاہیئے کہ ہمیشہ اپنے اوقات ان کے ذکرِ خیر سے معمور رکھے اور
فرمایا کہ حدیث شریف میں آیا ہے مُحَبَّۃُ الْاَنْبِیَآءِ عِبَادَۃُ سِتِّیْنَ سَنَۃً
(یعنے انبیا کی دوستی ساٹھ برس کی عبادت کے برابر ہے)

ملفوظات حضرت بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ میں پیر کی تعظیم کا بیان
تحریر ہے پیر کی تعظیم کرنا اہلِ سلوک کی سنّت ہے۔ اے درویش مرید کو چاہیئے
کہ جو کچھ پیر فرمائے اُسے دل و جان سے قبول کرے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے
درویش ایک دفعہ حضرت خواجہ قطب الدّین رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ پیر
کا حق مرید پر کیا ہے انھوں نے فرمایا کہ اگر ساری عمر پیر کو سر پر بٹھا کے حج کو جائے
جب بھی پیر کا حق ادا نہ کر سکے دیکھو میں حضرت خواجہ معین الدین قدس اللہ
سرہٗ العزیز کے ساتھ بیس برس تک ہر وقت اُن کے ساتھ سفر میں رہا۔ آپ
نے فرمایا کہ اے درویش پیر کا فرمان مثل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
فرمان کے ہے۔ جو پیر کا فرمان بجا لا دے گا گویا اُس نے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کا فرمان بجایا۔

پیر کے ماننے کا عقیدہ

مرید اپنے پیر کے سوا کسی کو اپنا ہادی نہ سمجھے اور یقین کرے کہ خدا اور
رسول اور تمام عالم کے اولیاء میری طرف توجہ نہ کریں گے جب تک میرا پیر متوجہ
نہ ہوگا اور میرا کوئی کام کسی سے نہ نکلے گا مگر اپنے پیر سے اور اس سے یہ
مطلب نہیں کہ خدا خدا نہیں اور رسول رسول نہیں یا کوئی ولی ولی نہیں
بلکہ ہر ایک اپنے اپنے مراتب کے ساتھ اپنے اپنے مقام پر ہے الّا میرے
حق میں یہی خدا کا مظہر ہے اور یہی رسول کا مظہر ہے اور یہی تمام اولیا کا مظہر
ہے اور خوب سمجھ لے کہ اللہ جلّ شانہٗ کے سوا کسی کو کچھ قدرت نہیں ہے
قادرِ مطلق اُسی کی ذاتِ پاک ہے۔ وحدہٗ لاشریک لہٗ انبیاء اور اولیاء آلہ صدور
فعل ہیں جس کے ہاتھ سے اور جس کی زبان سے جو چاہتا ہے ہوتا ہے جیسا
تین ہزار فرشتوں سے مدد کرنا اور پانچ ہزار فرشتوں کی مدد کا امید وار کرنا
قرآن شریف میں ہے اور اسی طرح حدیث شریف میں ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ یُؤَیِّدُ
حَسَّانًا بِرُوْحِ الْقُدُسِ ہر آئینہ اللہ مدد کرتا ہے حسان کی روح القدس کے
ساتھ پھر اُن ملائکہ کا مدد کرنا اور روح القدس کا مدد کرنا اسی قدر ہے کہ آلہ تائید
ہیں اور جب یہ بات سمجھ میں آجائے پھر جو کام پیر سے نہ نکلے اُس کو

یوں سمجھے کہ تمام عالم خدا سے دعا مانگتا ہے اور بہتیری دعائیں قبول نہیں ہوتیں
اس سے خدا کی خدائی میں کچھ خلل نہیں آتا اسی طرح پیر کے مراتب میں کچھ
نقصان نہیں آتا اور جس طرح خدا کو معبودِ برحق مان کر بے اغراض پوجنا چاہیئے
اسی طرح پیر کو خالصاً للّٰہ بے غرض ماننا چاہیئے اور حدیث شریف میں ہے
اَلشَّیْخُ فِیْ قَوْمِہٖ کَالنَّبِیِّ فِیْ اُمَّتِہٖ۔ شیخ اپنی قوم میں ایسا ہے
جیسا نبی اپنی امت میں یہ حدیث مجمع السلوک میں ہے اور جناب مولانا
محمد فضل الرحمٰن صاحب گنج مراد آبادی قدس سرہٗ بھی فرماتے تھے برادرم احمد اللہ
شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے فقیر سے کہا اور اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ
اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ۔ اطاعت کرو اللہ اور رسول کی
اور اولی الامر کی عند الطریقت مرشد اُولِی الْاَمْر اور اُس کی اطاعت خاص
اللہ اور رسول کی اطاعت ہے۔ جب تک مرید یہ نہ سمجھے گا اعتقاد میں پورا نہیں
اور مقابلہ کرنا یعنے یوں کہنا کہ میرا پیر حضرت محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کے برابر ہے یا حضرت
محبوب سبحانی رحمۃ اللہ علیہ کے برابر ہے یا فلاں ولی سے بڑھ کر ہے یہ باتیں شریعت اور طریقت
دونوں سے الگ ہیں۔ پیر کی شان بہت بڑی ہے یہ خیالات تفرقہ انداز ہیں
اس کی شان کو باطل کرتے ہیں بلکہ سب کو اُس کا مظہر اور اس کو سب کا مظہر
سمجھے۔ عقائد العزیز۔ صفحہ ۱۰۸۔

شغل برزخ اختیار کرو

حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
قول الجمیل میں فرماتے ہیں اور بڑا رکن وصول الی اللہ کا یہ ہے کہ قلب کو شیخ کے
ساتھ ربط دے اور دل میں محبت اور تعظیم شیخ کی بڑھائے اور شیخ کی
پیاری پیاری موہنی صورت دل میں دیکھتا رہے اس کے بعد بیان کرتے
ہیں کہ وصول الی اللہ کے طریقوں میں سے ایک قریب کا راستہ ہے اپنے
قلب کو اپنے شیخ سے لگانا پھر اس کی کیفیت اور فائدہ کو اس طرح بیان کیا
ہے جب شیخ کی خدمت میں حاضر ہو تو اپنے دل کو ہر چیز کے خیال سے خالی
کر کے بس شیخ کی محبت ہی سے بھرے اور شیخ کی جانب سے فیوض اور
انوارات آنے کے انتظار میں آنکھیں بند کئے بیٹھا رہے اور اگر آنکھیں کھلی
رکھے تو شیخ کی پیشانیٔ اطہر کو دیکھتا رہے اور جب شیخ اپنی نظر مبارک اٹھائیں
تو اپنی نگاہ نیچی کر لے پس جب شیخ کی طرف سے کچھ فیض ہو تو بس اسی
کے اندر اپنے دل کو مستغرق کر دے اور اس فیض کی محافظت کر دے۔
اور جب شیخ سے دور اور فاصلہ پر ہو تو جب بھی شیخ کی صورت مبارک
کا خیال کرے اپنی دونوں آنکھوں کے درمیان محبت اور پیار اور عشق

کی کیفیت کے ساتھ (یعنی شیخ کی صورت انور کو اپنے ماتھے میں تصور کرے
اور جب مرید کی پیشانی پر صورت شیخ غالب ہو جائے گی تو پھر سر سے نیچے کو
تصور شیخ نازل ہوگا اور رفتہ رفتہ مرید کے تمام بدن پر شیخ کی ہویت اور
صورت طاری ہو جائے گی اور وہ تصور شیخ میں مستغرق ہو کر فنا فی الشیخ کے
مرتبہ سے فائز ہوگا اور جب اس کو تصور شیخ میں فنائیت حاصل اور برزخ
شیخ اس پر طاری ہو جائے گا تو اس وقت) برزخ (صورت) شیخ سے وہی
فیض حاصل ہوگا جو صحبت شیخ سے حاصل ہوتا۔

عقائد العزیز صـ ۱۰۲ میں تحریر ہے خوب سمجھنا چاہیئے کہ حضرت چشتیہ اور
قادریہ اور سہروردیہ اور نقشبندیہ کلہم اجمعین متفق ہیں اور اس بات پر اصرار
رکھتے ہیں کہ خدا سے ملنے کا نہایت سہل طریقہ یہی ہے کہ مرشد کے ساتھ ربط قلب
حاصل ہو اور حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلویؒ نے اس کی شرح میں
فرمایا ہے وَهُوَ عِبَارَةٌ عَنْ تَعَلُّقِ قَلْبِ الْمُرِيْدِ بِالشَّيْخِ یعنے مرید
کے دل کو شیخ کے ساتھ علاقہ ہو اور حضرات نقشبندیہ اس کو نسبت بولتے ہیں
جیسا معمولات مظہریہ وغیرہ میں ہے اور سب مشائخ طبقات کی تصنیفات
میں اس کا ذکر موجود ہے اور ان سب خانوادوں میں بڑے بڑے
علامہ گذرے ہیں کہ آج ان کے مثل کوئی عالم کم دیکھا جاتا ہے۔ اگر وہ
لوگ خدا پرست نہ تھے تو دنیا میں سب ہوا پرست ہیں اور انکی مخالفت

خدا کی مخالفت ہے ۔

فرائض، واجب، سنت، نفل کی پابندی رکھو اور دعا عجز کیسا تھ کیا کرو

نماز کو قائم کرو

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعتیں مسواک کر کے پڑھنا اُن ستر رکعتوں سے افضل ہیں جو بے مسواک کے پڑھی جائیں۔

(قرۃ الواعظین)

روایت ہے جناب رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ جس شخص نے پایا تکبیر اولیٰ کو ساتھ امام کے بہتر ہے واسطے اُس کے ہزار حج اور ہزار عمرے سے اور واسطے اس کے ثواب ہے۔

(قرۃ الواعظین)

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اِن پانچوں نمازوں کی مثال ایک صاف اور روشن نہر کی فرمائی ہے کہ کسی شخص کے گھر کے آگے جاری ہو اور وہ ہر روز پانچ مرتبہ اس میں نہاتا ہو کیا پھر بھی ممکن ہے اس پر میل کچیل رہے۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ پھر اس پر میل نہیں رہے گا۔ فرمایا کہ یہ پانچوں نمازیں گناہ کو اِس طرح دور کرتی ہیں جیسے پانی میل کو

دور کرتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ نماز دین کا ستون ہے جس نے اس کو چھوڑا اُس نے اپنا دین برباد کیا اور آپ سے پوچھا کہ حضرت کون سا کام افضل ہے۔ فرمایا وقت پر نماز پڑھنی اور فرمایا کہ بہشت کی کنجی نماز ہے اور اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ بندوں پر توحید کے بعد کوئی فرض نماز سے زیادہ نہیں۔ اگر کوئی کام اس سے زیادہ محبوب ہوتا تو اپنے فرشتوں کو اُس میں مشغول کرتا۔ سب فرشتے نماز میں رہتے ہیں۔ ایک گروہ رکوع میں، ایک سجود میں۔ ایک قیام میں۔ ایک جلسہ میں اور فرمایا جو کوئی طہارت اچھی طرح کر کے اپنی نماز وقت پر ادا کرے اور قیام۔ رکوع۔ سجود پورا ادا کرے اور دل سے خضوع و خشوع کے ساتھ پڑھے تو اس کی نماز منور اور روشن ہو کر عرش تک پہونچتی ہے اور وہ اس کے لئے دعا کرتی ہے کہ خدا تعالےٰ تجھ کو نگاہ رکھے جیسا تو نے مجھ کو نگاہ رکھا اور جو کوئی وقت پر نماز نہ پڑھے اور نہ طہارت اچھی طرح کرے اور نہ رکوع۔ سجود عاجزی سے ادا کرے وہ نماز آسمان تک سیاہ ہو کر جاتی ہے اور اور بد دعا کرتی ہے کہ خدا تعالےٰ تجھ کو ضائع کرے جیسا تو نے مجھے ضائع کیا جب تک خدا تعالےٰ چاہتا ہے فرشتے اس نماز کو مثل کپڑے کے لپیٹ کر اُس کے منہ پر مارتے ہیں۔ اور فرمایا کہ بدتر چور وہ شخص ہے جو نماز میں چوری کرے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا جس نماز

میں دل حاضر نہ ہو حق تعالےٰ اُس کو دیکھتا بھی نہیں۔ رسول خدا صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم جب نماز پڑھتے تو آپ کے دل سے ایسا جوش اٹھتا جیسا کہ آگ پر تانبے کی دیگ میں پانی کھولتا اور جوش مارتا ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ جب نماز پڑھنا چاہتے تو آپ کے جسم پر لرزہ چڑھتا اور رنگِ رُو متغیر ہو جاتا اور فرماتے وہ وقت امانت کا آگیا جو ساتوں زمین اور آسمان پر رکھی گئی اور وہ اس کا تحمل نہ کر سکے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جس کی نماز بے حیائی اور بُرائی سے نہ روکے اس کی نماز کام کی نہیں۔

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم جب کسی کو نماز میں داڑھی پر ہاتھ پھیرتے دیکھتے تو فرماتے کہ اگر اُس کا دل خشوع میں ہوتا تو ہاتھ بھی اس کا دل کی صفت پر ضرور ہوتا۔

رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ جو کوئی نماز میں کھڑا ہو اور حواس و منہ اور دل تینوں حق تعالےٰ کے ساتھ ہوں اُس کا حال نماز سے ایسا ہو جاتا ہے کہ جیسے ابھی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا۔ یعنی سب گناہوں سے پاک ہوا۔ (کیمیائے سعادت ص۶۸)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ جس کسی کی نمازیں قضا ہو گئی ہوں اور اس کو یہ معلوم نہیں کہ کتنی نمازیں قضا ہوئی ہیں سو اس کو چاہیئے کہ دوشنبہ کی رات کو

پچاس رکعت نماز پڑھے اور ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ ایک بار اور سورۂ اخلاص ایکبار پڑھے اور جب نماز سے فارغ ہو تو اکیتو بار رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم پر درود شریف بھیجے خدا تعالےٰ اُن سب نمازوں کا کفارہ ادا کر دیگا اگرچہ سو برس کی کیوں نہ ہوں۔

(ملفوظات خواجگانِ چشت ص۴۴)

روزہ رکھو

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ حق تعالےٰ فرماتا ہے کہ میں ایک نیکی کا بدلہ دس گنے سے سات سو تک دوں گا مگر روزہ کہ وہ خاص میرے لئے ہے اس کا بدلہ خاص میں دوں گا (اَلصَّوْمُ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِہٖ) رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ سب عبادتوں کا دروازہ روزہ ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہٗ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ پانچ چیزیں روزہ کو توڑنے والی ہیں۔

(۱) جھوٹ بولنا۔
(۲) غیبت کرنا۔
(۳) چغلخوری اور کتر بیونت کرنا۔
(۴) ناحق قسم کھانا۔
(۵) شہوت کی نظر سے دیکھنا۔ (کیمیائے سعادت ص۹)

جس وقت زکوٰۃ دینی فرض ہوجائے فوراً ادا کردو!

حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو لوگ سونا چاندی رکھتے ہیں اور زکوٰۃ نہیں دیتے ان کے سینوں پر ایسا داغ دیا جائے گا کہ پیٹھ سے باہر آجائے گا اور پیٹھ پر داغ دیں گے تو سینے کے پار ہوجائے گا۔ عمرو بن شعیب اپنے باپ سے اور وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک یمنی عورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مع اپنی لڑکی کے آئی۔ لڑکی کے ہاتھ میں سونے کے دو موٹے موٹے کنگن تھے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ تو ان کی زکوٰۃ دیتی ہے۔ کہا نہیں۔ فرمایا کیا تجھے یہ بات خوش لگتی ہے کہ خدائے عزوجل ان دونوں کنگنوں کے عوض قیامت کے دن آگ کے دو کنگن پہنائے۔ (کیمیائے سعادت صفحہ ۸۲)

جس وقت حج فرض ہوجائے ادا کرو

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو کوئی حج کرے بے اسکے کہ اس کا تن فسق میں آلودہ ہو اور زبان نالائق باتوں میں تو سب گناہوں سے ایسا پاک صاف ہوجاتا ہے جیسے اسی دن اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا۔ اور فرمایا بہت گناہ ایسے ہیں کہ ان کا کفارہ سوائے عرفات میں کھڑے ہونیکے

نہیں ہے۔ اور فرمایا شیطان کسی دن ایسا ذلیل وخوار اور زرد رو نہیں ہوتا جیسا کہ عرفہ کے دن۔ اُس روز حق تعالےٰ بے شمار رحمت خلق پر نازل فرماتا ہو اور کبیرہ گناہ معاف کرتا ہے اور فرمایا جو کوئی حج کا ارادہ کرکے اپنے گھر سے نکلے اور راستہ میں مرجائے تو قیامت تک اُس کا حج وعمرہ لکھا جاتا ہے اور جو مکہ یا مدینہ میں مرا وہ حساب وکتاب سے بے فکر ہوا۔ بعد فراغ حج مدینہ منورہ کا قصد کرے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی میری وفات کے بعد میری زیارت کرے گا تو گویا اُس نے میری حالت حیات میں زیارت کی۔

اور فرمایا کہ جو کوئی مدینہ منورہ کا قصد کرے اور کوئی غرض اس کی زیارت کے سوا نہ ہو تو اللہ تعالےٰ کے نزدیک اس کا ایک حق ثابت ہوجاتا ہے کہ مجھ کو اس کا شفیع کرے۔

مدینہ شریف کے راستہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بہت بھیجے۔ (کیمیائے سعادت صفحہ ۹۵ و ۱۰۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے بیت اللہ کا حج کیا اور میری زیارت کو نہ آیا اُس نے مجھ پر ظلم کیا۔

(عقائد العزیز)

قرآن شریف کی تلاوت کرو

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ قرآن مجید پڑھو اور گریہ کرو اگر نہ آئے تو بہ تکلف گریہ کرو۔ (کیمیائے سعادت ص۱۰۶)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ میری اُمت کے لئے سب سے بہتر عبادت کلام اللہ کی تلاوت ہے۔ حدیث قدسی میں آیا ہے (حق تعالےٰ فرماتا ہے کہ جو بندہ قرآن شریف کی تلاوت میں مشغول ہو کر دعا نہیں مانگ سکا میں اس کو بے مانگے اتنا دوں گا کہ مانگنے والوں کو اتنا نہ دوں گا۔

(کیمیائے سعادت)

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سنا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرماتے ہیں کہ پڑھو تم قرآن مجید کو کیونکہ یہ قیامت کے دن تمہارا شفیع ہو گا۔

دعا عجز کے ساتھ کیا کرو

عاجزی اور گریہ وزاری کرنی تقرب الی اللہ کے وسیلوں میں سے ایک وسیلہ ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو کوئی دعا کرتا ہے وہ تین چیزوں سے

خالی نہیں۔ یا تو اس کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں یا فوراً کوئی چیز اس کو مل جاتی ہے یا اس کو آئندہ دی جائے گی۔ (کیمیائے سعادت)

من نخواہم مال و جاہ و طمطراق — سوز خواہم درد خواہم اشتیاق
تا نہ گرید ابر کے خندد چمن — تا نہ گرید طفل کے جوشد لبن
کام تو موقوف زاری دلست — بے تضرع کامیابی مشکل است

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق و عادات کا اتباع کرو

سیرت پیغمبر علیہ السلام جانیئے اور اسی کی پیروی کرنی چاہیئے۔ ابو سعید خدری رضی اللہ تعالےٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جانوروں کو گھاس ڈالتے۔ اونٹ کو باندھتے اور گھر میں جاتے بکریوں کا دودھ دوھتے، نعلین گانٹھتے اور کپڑے میں پیوند لگاتے اور اپنے خادم کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھاتے اور جب وہ تھک جاتا تو اس کے ساتھ چکی پیستے اور بازار سے سودا وغیرہ خرید کر چادر کے کونے میں باندھ لاتے اور امیر، غریب، چھوٹے بڑے کو سب سے پہلے خود سلام کرتے اور مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھاتے۔ غلام اور آزاد اور کالے اور گورے کا دین کے کام میں کچھ فرق نہیں فرماتے اور رات دن کا

ایک ہی کپڑا رکھتے اور پریشان حال خاک آلودہ آپ کی دعوت کرتا تو اسکو قبول فرماتے تھے۔ اور جو کچھ آپ کے سامنے رکھ دیا جاتا اگرچہ وہ تھوڑا ہی ہوتا مگر اسے حقیر نہ سمجھتے۔ صبح کا کھانا رات کے لئے نہ رکھتے اور رات کا کھانا صبح کے لئے نہیں رکھتے۔ آپ نیک خو کریم الطبع اچھی گزران کرنے والے۔ کشادہ رو کشادہ لب بے خندہ یعنی مسکراتے ہوئے غمگین بے ترشروئی۔ متواضع بے مذلت باہیبت بغیر سختی، سخی بے اسراف، سب پر رحم، نرم دل، ہمیشہ سر جھکائے، بے طمع تھے۔ جسے اپنی سعادت درکار ہو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اقتدا کرے اسی سبب سے حق تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں مدح وثنا فرمائی ہے یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم بڑے خلیق پیدا ہوئے ہو۔

(کیمیائے سعادت)

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے والد ماجد سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر میں تشریف رکھنے کے متعلق پوچھا انھوں نے فرمایا کہ آپ کا گھر میں اپنی ذاتی حوائج طعام ومنام وغیرہ کے لئے تشریف لے جانا آپ اس بات میں منجانب اللہ ماذون تھے سو آپ اپنے گھر میں تشریف لاتے تو اپنے اندر رہنے کے وقت کو تین حصوں میں تقسیم فرماتے تھے۔ ایک حصہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے اور ایک حصہ اپنے گھر والوں کے حقوق ادا کرنے کے لئے (جیسے اُن سے ہنسنا بولنا) اور ایک حصہ اپنے نفس کی راحت

کے لئے پھر اپنے حصہ کو اپنے اور لوگوں کے درمیان میں تقسیم فرمادیتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بیٹھنا اور اٹھنا سب ذکر اللہ کے ساتھ ہوتا تھا اور اپنے بیٹھنے کے لئے کوئی جگہ تعین نہیں فرماتے تھے کہ خواہ مخواہ اسی جگہ بیٹھیں اور اگر کوئی بیٹھ جائے تو اس کو اٹھادیں اور دوسروں کو بھی اس جگہ تعین کرنے سے منع فرماتے تھے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ جو شخص آپ کی دعوت کرتا آپ اُس کی دعوت منظور فرماتے اور ہدیہ قبول فرماتے تھے۔ اگرچہ وہ ہدیہ یا طعام دعوت گائے یا بکری کا پایہ ہی ہوتا اور ہدیہ کا بدل بھی دیتے تھے اور گھر میں جھاڑو دے لیا کرتے تھے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھانے پینے کی گرم چیزوں میں پھونک نہیں مارتے تھے اور کبھی متواتر تین روز بھی روٹی سے پیٹ نہیں بھرا یہاں تک کہ آنحضرت کو روانہ ہوگئے۔

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ کا بستر ایک ٹاٹ تھا اور کبھی کبھی آپ چارپائی پر آرام فرماتے تھے جو کھجوروں کے بان سے بنی ہوتی حتیٰ کہ آپ کے پہلوئے مبارک میں نشان پڑ جاتا تھا۔ حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شکم کبھی پیٹ بھرائی غذا

سے پُر نہیں ہوا اور کسی سے شکوہ کا اظہار نہیں کیا اور فاقہ آپ کو بہ نسبت تونگری کے زیادہ محبوب تھا اور دِن دِن بھر بھوکے گذار دیتے اور رات رات بھر بھوک سے کروٹیں بدلتے رہتے اور اگر آپ چاہتے تو اپنے رب سے تمام روئے زمین کی خزائن اور اُس کی پیداوار اور اُس کی فراخ عیشی کا سامان مانگ لیتے۔ لیکن آپ یہی فرمایا کرتے تھے کہ مجھ کو دنیا سے کیا علاقہ میرے اولوالعزم پیغمبر بھائیوں نے اس سے زیادہ سخت حالت میں صبر کیا اور اپنی اسی حالت پر گذر گئی اور آپؐ اللہ تعالےٰ سے بہت ڈرتے تھے یہاں تک کہ آپ نے فرمایا کہ کاش میں ایک درخت ہوجاتا جو کاٹ دیا جاتا اور آپؐ اس قدر نفل پڑھتے تھے کہ قدم مبارک ورم کر جاتے تھے اس پر حق تعالےٰ وتقدس نے براہِ ترحم فرمایا۔ طٰہٰ الخ۔ یعنی ہم نے آپ پر قرآن مجید اس لئے نازل نہیں فرمایا کہ آپؐ مشقت میں پڑیں۔ اور آپؐ نماز پڑھتے تھے تو آپؐ کے سینہ میں ہنڈیا کا سا جوش (مسموع) ہوتا تھا۔

اسی طرح عبداللہ بن شخیر نے روایت کیا ہے اور آپؐ برابر مغموم رہتے تھے کسی وقت آپؐ کو چین نہ تھا (یہ کیفیت فکرِ آخرت سے تھی) اور دن بھر ستّر بار یا سَو بار استغفار فرماتے۔

حضرت ابن عبّاس رضی اللہ عنہٗ سے روایت ہے کہ آپ سونے سے قبل ہر آنکھ میں تین سلائی سرمہ کی ڈالتے تھے اور آپؐ سفید کپڑے کو اور کُرتہ کو

پسند فرماتے تھے اور آپؐ کی آستین گٹہ تک ہوتی تھی اور آپ جب اپنی خوابگاہ پر جاتے اپنا داہنہ ہاتھ اپنے داہنے رخسار کے نیچے رکھتے روایت کیا اس کو براء بن عازب نے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر جس پر آپؐ سوتے تھے چمڑے کا تھا اس کے اندر پوست خرما بھرا تھا اور حضرت حفصہؓ نے کہا ہے کہ آپ کا بستر ایک کمبل تھا ہم اُس کو دوہرا کر دیا کرتے تھے اور اس پر سویا کرتے تھے۔

(شم الطیب۔ ترجمہ شیم الحبیب)

کثرت سے درُود شریف پڑھا کرو

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کہ جو شخص مجھ پر ایک بار درود بھیجتا ہے اللہ تعالےٰ اُس پر دسؔ رحمتیں نازل فرماتا ہے اور اُس سے دس گناہ معاف ہوتے ہیں اور اس کے دس درجہ بلند ہوتے ہیں۔ روایت کیا اس کو نسائیؒ نے۔

حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن میرے ساتھ سب آدمیوں سے زیادہ قرب رکھنے والا وہ ہوگا جو مجھ پر کثرت سے درود بھیجتا ہو۔ روایت کیا اسکو ترمذی نے

نیز ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد
فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت سے ملائکہ زمین میں سیاحت کیا کرتے ہیں
اور میری امت کا سلام مجھ کو پہونچاتے ہیں۔ روایت کیا اسکو نسائی اور دارمی
نے۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا ہے کہ وہ شخص ذلیل وخوار ہو جس کے سامنے میرا ذکر کیا جاوے اور
وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔ روایت کیا اس کو ترمذی نے۔

اس حدیث سے محققین نے کہا ہے کہ آپؐ کا نام مبارک سنکر اوّل
بار درود شریف پڑھنا واجب ہے پھر مکرر اسی مجلس میں ذکر ہو تو مستحب ہے۔
(مگر عاشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ہر وقت فرض کیونکہ مَنْ
اَحَبَّ شَیْئًا اَکْثَرَ ذِکْرَہٗ)۔

حضرت ابی کعبؓ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم میں آپ پر درود کثرت سے بھیجتا ہوں سو یہ بتلا دیجئے کہ کسقدر
درود کا معمول رکھوں مطلب یہ کہ بقیہ اوراد سے درود کی کیا نسبت رکھوں
آپؐ نے فرمایا کہ جس قدر چاہو میں نے عرض کیا کہ ایک ربع (یعنی مثلاً کل وقت
وظیفہ کا تین گھنٹہ ہو تو پون گھنٹہ درود کے لئے رکھوں۔ آپؐ نے فرمایا کہ جو
چاہو اور اگر بڑھا لو تو وہ تمہارے لئے زیادہ بہتر ہے۔ میں نے عرض کیا کہ نصف
(مثلاً مثال مذکور میں ڈیڑھ گھنٹہ) آپؐ نے فرمایا جو چاہو اور اگر بڑھا لو تو

تمہارے لئے اور بھی بہتر ہے۔ میں نے عرض کیا دو ثلث (مثلاً مثال مذکور میں
دو گھنٹہ) آپ نے فرمایا کہ جو چاہو اور اگر اور زیادہ کر لو تو اور بھی بہتر ہے۔ میں
نے عرض کیا کہ میں تمام وظیفہ درود ہی کو کر لوں گا (یعنی پورے تین گھنٹہ ہی
پڑھا کروں گا)۔ آپ نے فرمایا کہ اس صورت میں تمہارے افکار کی کفایت کی
جائے گی اور تمہارا گناہ معاف کیا جائے گا۔ روایت کیا اس کو ترمذی نے
ف اس سے درود شریف کا افضل الاوراد ہونا ظاہر ہے۔

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جس نے درود بھیجا مجھ پر
کسی کتاب میں لکھ کر تو ہمیشہ فرشتے درود بھیجا کرتے ہیں اس پر جب تک
لکھا رہتا ہے میرا نام اس کتاب میں اور فرمایا جو درود بھیجے مجھ پر دن جمعہ
کے سو بار تو بخش دیئے جائیں گے اس کے گناہ اسّی برس کے۔ یہ دونوں حدیثیں
نقل کیں فضائل درود و دلائل الخیرات سے۔

استغفار پڑھا کرو

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میں دن میں ستّر بار
توبہ استغفار کرتا ہوں اور فرمایا جو گناہوں سے توبہ کرتا ہے حق تعالےٰ اسکے گناہ
ان فرشتوں کو بھلا دیتا ہے جنہوں نے وہ گناہ کئے تھے اور فرمایا گناہوں
سے ایسی توبہ کرنی چاہیئے کہ پھر کبھی پاس بھی نہ پھٹکے۔ فرمایا رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب بندہ گناہ کرکے استغفار کرتا ہے تو خدا تعالیٰ
فرماتا ہے کہ اے فرشتو دیکھو تو میرے بندہ نے گناہ کیا اور جانا کہ وہ خداوند ہے
کہ گناہ پر پکڑتا ہے اور معاف کرتا ہے میں گواہ کرتا ہوں کہ میں نے اُسے بخشا۔
(کیمیائے سعادت ص۱۱۲)

صدقہ اور صدقہ جاریہ کیا کرو

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو مسلمان حلال چیز سے
صدقہ دیتا ہے اس کو حق تعالےٰ اپنی مہربانی وکرم کے ہاتھوں سے اس طرح
پرورش کرتا ہے جس طرح تم اپنے جانوروں کو پرورش کرتے ہو یہاں تک
کہ وہ چند خرمے اس کے دیئے ہوئے .... کوہ
احد کی مثل ہو جاتے ہیں۔ اور فرمایا ہر ایک شخص قیامت کے دن اپنے صدقہ
کے سایہ میں ہوگا جب تک خلق کا حساب ہو کر حکم ہو اور فرمایا کہ صدقہ شر کے
دروازوں میں سے ستر دروازہ بند کرتا ہے۔
(کیمیائے سعادت ص۸۹)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے ارشاد فرمایا کہ جب آدمی مرجاتا ہے تو اس کے اعمال موقوف ہوجاتے ہیں بجز
تین چیزوں کے کہ مرنے پر بھی وہ باقی رہتی ہیں یا صدقہ جاریہ (مثل وقف

وغیرہ) یا ایسا علم جسکا نفع پہونچ رہا ہو (مثل تصنیف وتدریس و وعظ) یا
نیک فرزند جو اس کے لئے دعا کرتے ہوں۔ قرآن مجید جس کو میراث میں چھوڑا
ہو یا مسجد جس کو بنایا ہو یا نہر جس کو جاری کیا ہو اور ایک روایت میں ہے
یا کوئی درخت لگایا ہو۔ (کیمیائے سعادت)

اکلِ حلال وصدق مقال اختیار کرو

روایت ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ اگر کوئی عابد اس
قدر عبادت کرے کہ اس کی پیٹھ مانند گوشہ کمان کے جھک جاوے اور اسقدر
روئے کہ مانند تیر وکمان کے لاغر ہو جاوے قسم ہے اللہ کی نہ نفع دے گی
اس کو اس قدر عبادت اور مشقت اُس کی مگر جب تک کہ وہ اکلِ حلال
اور صدق مقال کو اپنے اوپر لازم نہ کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا ہے کہ طلب حلال ہر مسلمان
پر فرض ہے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جو کوئی بے
آمیزش حرام حلال لقمہ کھالے تو حق تعالےٰ اس کے دل کو نور سے بھر دیتا
ہے اور حکمت کے چشمے اُس کے دل میں کھول دیتا ہے۔ اور ایک روایت
میں اس طرح آیا ہے کہ دنیا کی محبت اور دوستی دل سے جاتی رہتی ہے
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بہت سے لوگ ایسے

ایسے ہیں جن کا کھانا اور پہننا حرام میں سے ہے اور پھر ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے ہیں بھلا ایسی دعا کب قبول ہوتی ہے۔

فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو لوگ حرام سے بچتے ہیں مجھے شرم آتی ہے کہ میں اُن سے حساب لوں۔

(کیمیائے سعادت ص ۱۶۰)

شراب پینے سے اور سود کھانے سے اور رشوت لینے سے اور مال یتیم کا ناحق کھانے سے اور والدین کو ستانے سے پرہیز کرو

روایت ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا جناب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے کہ واجب ہے اللہ پر یہ کہ نہ داخل کرے چار شخصوں کو جنت میں اور نہ چکھاوے اُن کو نعمتیں اُس کی ہمیشہ پینے والا شراب کا اور کھانے والا سود کا اور کھانے والا مال یتیم کا ناحق اور ستانے والا ماں باپ کا

(قرۃ الواعظین ص ۵۶)

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جو گوشت اور خون حرام مال سے بڑھا ہوگا وہ بہشت میں نہ جائے گا دوزخ ہی اس کے لائق ہے

(قرۃ الواعظین ص ۵۷)

(اَللّٰھُمَّ احْفَظْنَا مِنْ کُلِّ بَلَاءِ الدُّنْیَا وَعَذَابِ الْاٰخِرَۃِ)

روایت ہے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ سود کے تہتر دروازے ہیں ادنیٰ اُن کا یہ ہے گویا کہ اس شخص نے نکاح کیا اپنی ماں سے اور فرمایا حضرتؐ نے گناہ سود کا بڑا ہے نزدیک خدا کے ۳۳ بار زنا سے کہ کرے اس کو مرد اسلام میں اور فرمایا آپؐ نے کہ ایک درہم سود کا اگر کھاوے اسکو کوئی باوجود جاننے کے سخت تر ہے ۳۳ بار زنا کرنے سے۔

(قرۃ الواعظین ص ۵۶)

روایت ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے اور وہ روایت کرتے ہیں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ لعنت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیاج کھانے والے پر اور اس کے دینے والے پر اور اس کے لکھنے والے پر اور اس کے گواہ پر۔

(قرۃ الواعظین ص ۵۷)

حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو قرض کھینچے نفع کو پس وہ بیاج ہے۔

(غنیۃ الطالبین ص ۲۵۴)

دوستی اور محبت کے لائق صرف خدا ہی ہے

جاننا چاہیئے کہ خدا تعالیٰ کے سوا دوستی کے لائق کوئی بھی نہیں ہے جو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو دوست رکھتا ہے اُس جیسا کوئی جاہل نہیں ہے

کیونکہ وہ خدا کو نہیں پہچانتا اور جو غیر خدا کو اس وجہ سے دوست رکھتا ہے کہ اس کا تعلق خدا کے ساتھ ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دوست رکھنا سو یہ بھی خدا ہی کی دوستی میں سے ہے۔ کیونکہ جو کوئی کسی کو دوست رکھتا ہے اس کے قاصد اور اس کے محبوب کو بھی دوست رکھتا ہے۔ علماء اور متقیوں کی دوستی خدا ہی کی دوستی ہے۔

(کیمیائے سعادت)

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ اگر میں کسی کو دوست بناتا تو ابوبکرؓ کو بناتا مگر حق تعالےٰ کی دوستی نے دوسرے کی دوستی کے لئے جگہ ہی نہیں چھوڑی۔ (کیمیائے سعادت)

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ بندہ جب تک خدا اور رسول کو سب چیز سے زیادہ دوست نہ رکھے گا اس وقت تک اس کا ایمان درست نہیں۔ لوگوں نے پوچھا کہ یا رسول اللہ ایمان کیا چیز ہے۔ فرمایا۔ خدا اور رسول کو ہر چیز سے جو اس کے سوا ہے زیادہ دوست رکھے۔ اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جب تک بندہ خدا اور رسول کو اہل وعیال اور زر و مال اور تمام خلق سے زیادہ دوست نہ رکھے اس وقت تک ایماندار نہیں ہے۔ (کیمیائے سعادت)

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جس نے حق تعالےٰ کی

خالص محبت کا مزہ چکھا وہ دنیا سے بے پرواہ اور خلق سے نفرت کرنے والا ہوا

(کیمیائے سعادت)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالےٰ فرماتا ہے کہ اخلاص میرے بھیدوں میں سے ایک بھید ہے میں جسے دوست رکھتا ہوں اس کے دل میں اخلاص رکھ دیتا ہوں۔ (کیمیائے سعادت)

حق تعالےٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ اے داؤد تو مجھے دوست رکھ اور میرے بندوں کے دلوں میں مجھے دوست بنا۔ عرض کیا بارخدایا کیونکر دوست بناؤں فرمایا میرے فضل ونعمت انھیں یاد دلا کہ انھوں نے بھلائی کے سوا مجھ سے اور کچھ نہیں دیکھا۔

(کیمیائے سعادت)

خدا کو حاضر ناظر سمجھا کرو

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ کی اس طرح بندگی کر کہ گویا تو اُسے دیکھ رہا ہے اور جو تو اُسے نہیں دیکھتا تو وہ تجھے دیکھ رہا ہے اور جب تک تو یہ بات نہ جانے گا کہ وہ تیرا ہر وقت نگہبان ہے اور تیرے ہر حال سے واقف ہے اُس وقت تک کام درست نہ ہو گا۔

حدیث شریف:۔ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ فَاِنْ لَّمْ

تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ ۔ (کیمیائے سعادت)

خدا سے ڈرا کرو

حضرت عائشہ صدیقہؓ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا کہ کوئی امت آپکی بے حساب بھی بہشت میں جائیگی آپ نے فرمایا ہاں وہ جو اپنے گناہوں کو یاد کر کے روئے (کلام پاک) فَلْيَضْحَكُوا قَلِيلًا وَّلْيَبْكُوا كَثِيرًا (کیمیائے سعادت) حضرت صدیق اکبرؓ فرماتے ہیں کہ اے لوگو رویا کرو۔ اگر رو نہ سکے تو اپنے آپکو رونے والا بناؤ (کیمیائے سعادت) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ خدا سے ڈرو سب چیزیں تم سے ڈرا کرینگی اور جو خدا سے نہ ڈریگا خدا سب چیز سے اُسے ڈرائیگا اور فرمایا کہ تم سب کی عقلوں سے بڑھ کر عقل اسکی ہے جو سب میں زیادہ ڈرنے والا ہے (کیمیائے سعادت)۔ مولانا رومؒ فرماتے ہیں

ہر کہ ترسید از حق و تقوٰی گزید ∴ ترسد از وے جن و انس و ہر کہ دید

حضرات صحابہ و اہلبیت کرام و علماء کی محبت و عظمت کرو

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میرے اصحاب کا اکرام کرو وہ تم سب میں بہتر ہیں، روایت کیا اس کو نسائی نے۔ حضرت عبداللہ بن مغفلؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ سے ڈرو میرے صحابہ کے بارے میں میرے بعد ان کو نشانہ (اعتراضات کا) مت بنانا۔ جو شخص اُن سے محبت کرے گا وہ میری محبت کی وجہ سے اُن سے محبت کرے گا اور جو شخص اُن سے بغض

رکھے گا وہ میرے بغض کی وجہ سے اُن سے بغض رکھے گا اور جو اُن کو ایذا دے گا اُس نے مجھ کو ایذا دی اور جس نے مجھ کو ایذا دی اُس نے اللہ کو ایذا دی اور جس نے اللہ کو ایذا دی بہت جلد اللہ تعالٰی اُس کو پکڑے گا۔ روایت کیا اس کو ترمذی نے۔

ف :- جو شخص اُن سے محبت کرے گا الخ اس کا مطلب یہ ہے کہ اُن سے محبت رکھنا اس سبب سے ہو گا کہ اس شخص کو مجھ سے محبت ہو گی تو ضروری ہے میرے مخصوصین سے محبت ہونا لازم ہے اس طرح اُن سے بغض رکھنا بھی اس کی علامت ہو گی کہ اُس شخص کو مجھ سے بغض ہے اس لئے میرے مخصوصین سے بھی بغض ہے کیونکہ اگر مجھ سے محبت ہوتی تو اُن سے بغض کیوں ہوتا جبکہ وہ میرے محبوب اور ممدوح بھی ہیں۔

حضرت ابو خدریؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے اصحاب کو بُرا مت کہو اگر تم میں کوئی شخص اُحُد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرے تب بھی اُن صحابہ کے ایک مُد (یعنی ایک سیر) اور بلکہ نصف مُد کے درجہ کو بھی نہ پہونچے روایت کیا اس کو بخاری و مسلم نے۔

ف :- یعنی ثواب میں برابر ہو۔ فضائل اہلبیت پہلی روایت۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالٰی سے اس لئے بھی محبت رکھو کہ تم کو وہ نعمتیں کھانے کو دیتا ہے اور

مجھ سے محبّت رکھو خدا تعالےٰ کے ساتھ محبّت رکھنے کے سبب سے (یعنے اللہ تعالےٰ جب محبوب ہیں اور میں اس کا محبوب اور رسول ہوں اس لئے مجھ سے محبت رکھو) - اور میرے اہلِ بیت سے محبّت رکھو میرے ساتھ محبّت رکھنے کے سبب سے (یعنی جب میں محبوب ہوا اور اہلِ بیت میرے منتسب و محبوب ہیں تو اُن سے بھی محبت رکھو) روایت کیا اس کو ترمذی نے۔

دوسری روایت حضرت ابوذرؓ سے ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم سے سنا ہے کہ فرماتے تھے کہ میرے اہلِ بیت کی مثال تم میں ایسی ہے جیسے نوحؑ علیہ السلام کی کشتی جو شخص اُس میں سوار ہوا اُس کو نجات ملی اور جو شخص اُس سے جدا رہا ہلاک ہوا روایت اس کو احمد نے۔

ف :- یعنی اِن اہلِ بیت کی محبّت و متابعت موجبِ نجات ہے اور بغض و مخالفت سبب ہلاک۔

تیسری روایت حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم نے کہ میں تم میں ایسی دو چیزیں چھوڑتا ہوں کہ اگر تم اُن کو تھامے رہوگے تو کبھی میرے بعد گمراہ نہ ہوگے اور ان میں سے ایک چیز دوسری سے بڑی ہے ایک تو کتاب اللہ کہ وہ رسّی ہے آسمان سے زمین تک اور دوسری میری عترت یعنی اہلِ بیت اور وہ ایک دوسرے سے کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ وہ تو میرے پاس حوض پر

پہونچیں گے۔ سو ذرا خیال رکھنا میرے بعد دونوں سے کیا معاملہ کرتے ہو روایت کیا اس کو ترمذی نے۔

ف :- کتاب اللہ سے مراد احکامِ شریعت ہیں جو دلائل اربعہ سے ثابت ہیں جنکے ماخذ میں صحابہ و اہلِ بیت و فقہاء و محدثین سب داخل ہیں جیسا کہ خود ارشادِ نبویؐ ہے کہ اِن دو شخصوں کا اقتدا کرنا جو میرے بعد ہوں گے ابوبکرؓ اور عمرؓ روایت کیا اس کو ترمذی نے۔

فضائلِ علماء، ورثۃ الانبیاء، یعنی جو علماء باعمل ہیں اور دین کی اشاعت و خدمتِ اہلِ دین کی روحانی تربیت کرتے ہیں کہ یہی کام تھا حضرات انبیاء علیہم السلام کا ورنہ علماء بے عمل کی سخت مذمت بھی آئی ہے چنانچہ ارشاد ہے کہ جو شخص اس غرض سے علم طلب کرے کہ علماء سے مقابلہ کرے گا یا جہلاء سے مجادلہ کرے گا یا لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرے گا اللہ تعالےٰ اس کو دوزخ میں داخل کریگا اور فرمایا ہے جو شخص علمِ دین کو دنیا کے کسی مطلب کے لئے حاصل کریگا وہ قیامت میں جنت کی خوشبو بھی نہ پاوے گا۔ اور فرمایا ہے جہنم میں ایک وادی ہے جس سے جہنم ہر روز چار سو بار پناہ مانگتا ہے اور اس میں ریاکار علماء داخل ہوں گے۔ (ذکر النبی الحبیب صـ ۴۴۲)

اب علماء باعمل کے فضائل کی روایات مذکور ہوتی ہیں :-

کثیر بن قیس نے حضرت ابوالدرداء سے ایک بڑی حدیث میں روایت

کیا ہے کہ جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے سنا کہ عالم کے لئے تمام
مخلوق آسمان و زمین کی اور پانی میں مچھلیاں استغفار کرتی ہیں اور عالم کی
فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے چودھویں رات کے چاند کی فضیلت دوسرے
کواکب پر اور علماء وارث ہیں انبیاء کے اور انبیاء نے درہم و دینار میراث
میں نہیں چھوڑا صرف علم کو میراث چھوڑا ہے جس نے اس کو حاصل کیا اس
نے پورا حصہ حاصل کیا۔ روایت کیا اس کو احمد اور ترمذی نے اور ابو داؤد
اور ابن ماجہ اور دارمی نے۔

موت کو یاد کرو

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا دانا وہی ہے جس نے تابعدار
کیا اپنے نفس کو اور عمل کیا موت سے پیچھے کے لئے اور جو شخص موت کو بہت
یاد کرے گا وہ خواہی نخواہی اسی کے توشے تیار کرنے میں مشغول رہے گا۔
قبر کو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ پائے گا اور جو موت کو فراموش
کرتا ہے اُس کی ساری ہمت دنیا ہوتی ہے اور زادِ آخرت حاصل کرنے سے
غافل رہتا ہے۔ تو وہ قبر کو دوزخ کے غاروں میں سے ایک غار پائے گا اسی
وجہ سے موت کو یاد کرنے میں بڑی فضیلت ہے۔

(کیمیائے سعادت)

اور حضرت عائشہ صدیقہ رضہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کوئی شہیدوں
کے مرتبہ پر بھی ہوگا۔ فرمایا ہاں وہ شخص ہوگا جو دن بھر میں بیس مرتبہ موت
کو یاد کرے گا۔

ایک عورت نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سامنے
اپنی سخت دلی کا حال بیان کیا۔ فرمایا موت کو بہت یاد کیا کر دل نرم ہو جائیگا
اس نے ایسا ہی کیا چند ہی روز میں وہ سختی اس کے دل سے دور ہو گئی
پھر آئی اور شکر گذار ہوئی۔ (کیمیائے سعادت)

حضرت انس رضہ سے روایت ہے کہ اُن سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ اگر میری نصیحت یاد رکھو تو تم کو موت سے بڑھ کر کوئی چیز محبوب
نہ ہونی چاہیئے۔ (کیمیائے سعادت)

حضرت ابن عمر رضہ کہتے ہیں کہ میں دس آدمیوں کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انصار میں سے ایک شخص نے پوچھا
کہ سب آدمیوں میں سے زیادہ عقلمند اور کریم کون ہے حضور نے فرمایا کہ جو
موت کو بہت یاد کرے اور زادِ آخرت حاصل کرنے میں زیادہ حریص ہو

(کیمیائے سعادت)

موت جسر موصل آمد سوئے یار
مرگ را آمادہ باش اے ہوشیار

عمر بن عبد العزیزؒ ہر شب علماء کو جمع کر کے موت اور قیامت کا ذکر کیا کرتے
اور اتنا روتے جیسا کہ میت کے سامنے روتے ہیں۔ (کیمیائے سعادت)

حسن بصریؒ جب بیٹھتے تو موت اور دوزخ اور آخرت ہی کا ذکر کیا کرتے

(کیمیائے سعادت)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب قضائے حاجت کرتے تو فوراً
تیمم کرتے لوگ کہتے کہ حضور پانی قریب ہے تو آپ فرماتے کہ کیا عجب ہے کہ
میں وہاں تک نہ پہنچوں اور زندہ نہ رہوں۔ (کیمیائے سعادت)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حضرت معاذؓ نے ایمان کی حقیقت
کو پوچھا کہ کیا ہے۔ فرمایا ایک قدم اٹھاتا ہوں اور دوسرے قدم کی آس نہیں
رکھتا۔ (کیمیائے سعادت)

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جان کنی کے وقت فرماتے تھے (اے
بارِ خدایا تو محمدؐ پر سکراتِ موت کو آسان کر دے)۔ (کیمیائے سعادت)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جان کنی کی سختی اور تکلیف کا حال
اس طرح بیان فرماتے تھے کہ سکرات کا حال ایسا ہے جیسا کہ تلوار کے
تین سو زخم۔

(کیمیائے سعادت)

کم سونا۔ کم بولنا اور کم کھانا اختیار کرو

پیر کو چاہیئے کہ جب مرید اپنا کام پیر کو سونپ دے تو پیر اس کو اوّل
حصار کی تعلیم دے کہ کسی طرح کی آفت اس کے پاس تک نہ آدے
اور وہ حصار یہ ہے:۔ خلوت، خاموشی، گرسنگی، کم خوابی۔ گرسنگی
شیطان کا راستہ بند کرتی ہے۔ کم خوابی دل کو روشن کرتی ہے۔ خاموشی دل
کی پراگندگی کھوتی ہے۔ خلوت سے خلق کی ظلمت دور ہوتی ہے۔

(کیمیائے سعادت)

سہل تستری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابدالوں نے جو ابدالیت پائی ہے
وہ خلوت اور خاموشی اور گرسنگی اور کم خوابی ہی کی بدولت پائی۔

(کیمیائے سعادت)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بہت سیر ہو کر نہ کھایا کرو
کہ نورِ معرفت کا چراغ تمہارے دل میں گل ہو جائے گا۔

(کیمیائے سعادت)

خاموشی میں دونوں جہان کی سلامتی ہے جیسا کہ رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ مَنْ سَکَتَ سَلِمَ وَمَنْ سَلِمَ فَقَدْ نَجیٰ جو

چپ رہا سلامت رہا اور جو سلامت رہا پس تحقیق سب بلا سے بچا۔
(کیمیائے سعادت)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے لوگوں نے پوچھا کہ یا روح اللہ آپؑ کی مثل دنیا میں کوئی اور بھی ہے۔ فرمایا جس کا کلام بالکل ذکر ہو۔ خاموشی بالکل فکر ہو۔ نظر بالکل عبرت ہو وہ میری مثل ہے۔ (کیمیائے سعادت)

رسولِ مقبول صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ جو شخص اپنی زبان اور شرمگاہ کی حفاظت کا کفیل ہو گیا میں اُس کے لئے جنّت کا کفیل ہوں۔
(کیمیائے سعادت)

تواضع اختیار کرو

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ بخشش پرہیزگاری میں ہے اور شرف تواضع میں اور تونگری یقین میں۔ (کیمیائے سعادت)

ایک دفعہ ایک کوڑھ کے زخمی فقیر نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے حجرے کے پاس آکر سوال کیا۔ آپؐ کھانا کھا رہے تھے فوراً آپؐ نے اندر بلا لیا۔ سب لوگ اُس سے کنارہ کش ہوئے اور آپؐ نے اُسے اپنی ران پر بٹھا لیا اور کھانا کھا۔ اُن میں سے ایک قریشی نے اُسے پلید سمجھ کر کراہت کی نظر سے دیکھا۔ آخر عمر میں وہ شخص بھی اُسی مرض میں مبتلا ہو کر مرا۔ (کیمیائے سعادت)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ تم لوگ اُس عبادت سے غافل ہو جو سب میں افضل ہے اور وہ تواضع ہے۔ (کیمیائے سعادت)

حضرت فضیلؒ نے فرمایا کہ تواضع وہ ہے کہ جو حق بات کسی سے سنے خواہ بچّے سے سنی ہو یا جاہلوں کے جاہل سے اُسے قبول کرے۔ (کیمیائے سعادت)

حسن بصریؒ نے کہا کہ تواضع وہ ہے کہ تو باہر جاوے اور جسے دیکھے اپنے سے بہتر دیکھے یعنی اپنے سے سب کو بہتر سمجھے۔ (کیمیائے سعادت)

خالدؒ کہتے ہیں کہ مرد کریم جب پارسائی اختیار کرے تو تواضع اختیار کرے اور نالائق و کمینہ جب پارسا ہو تو وہ تکبّر کرے (کیمیائے سعادت) بایزیدؒ کہتے ہیں کہ بندہ جب تک اوروں کو اپنے سے بدتر دیکھتا ہو متکبر ہے سو لہٰذا شاخ پر میوہ سرِ بزیر ہیں۔ (کیمیائے سعادت)

مالک دینارؒ نے کہا کہ اگر کوئی شخص مسجد کے دروازہ پر پکارے کہ اے لوگو تم میں جو کوئی سب سے بدتر ہو وہ باہر نکلے تو میں ہی سب سے پہلے باہر نکل آؤں گا۔ بغیر جبر و قہر کوئی شخص خوشی سے میرے آگے نہ ہو گا۔ حضرت ابنِ مبارکؒ نے جب یہ قول سنا تو بولے مالکؒ کی بزرگی اسی وجہ سے تھی کہ وہ اپنے آپ کو کمتر سمجھتے تھے۔ (کیمیائے سعادت)

نیّت صحیح کرو

(حدیث شریف إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ) رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم

نے فرمایا کہ اعمال تو نیت کے ساتھ ہیں۔ (کیمیائے سعادت)

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کہ جب مسلمان صفِ جنگ میں کافروں کے مقابلے میں کھڑے ہوتے ہیں تو فرشتے اُن لوگوں کے نام لکھنے لگتے ہیں کہ کون کون شخص ازراہِ تعصب لڑ رہا ہے اور کون کون دینی حمایت میں قتل ہوا ہے سو جو کوئی جنگ اس لئے کرتا ہے کہ کلمۂ حق اور توحید غالب رہے تو وہ خدا کی راہ میں ہے اور فرمایا کہ جو نکاح کرے اور نیت یہ رکھے کہ میں مہر نہ دوں گا وہ زانی ہے اور جو قرض لے اور دینے کی نیت نہ کرے وہ چور ہے

(کیمیائے سعادت)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق تعالے تمہاری صورتوں کو اور عملوں کو نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے کرتوت اور دلوں کو دیکھتا ہے اور دل کا دیکھنا اس لئے ہے کہ وہ آدمی کی نیت کا محل ہے۔

(کیمیائے سعادت)

اِنَّ اللهَ لَا يَنظُرُ اِلٰى صُوَرِكُمْ وَلٰكِنْ يَنْظُرُ اِلٰى قُلُوْبِكُمْ

اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کہ کاموں کا مدار نیت پر ہے اور ہر کسی کی عبادت سے وہی حاصل ہے کہ جو جس کی نیت ہے۔

(کیمیائے سعادت)

حدیثِ قدسی اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ۔

مراقبہ کیا کرو

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ عقلمندی وہی ہے جو اپنا حساب کرتا رہے اور وہ کام کرتا رہے جو موت کے بعد کام آئے۔ اور فرمایا جو کام پیش آئے اُس میں غور کر اگر راہِ راست ہے تو اُسے لے اور جو بے راہ ہے تو اُس سے الگ رہ۔ (کیمیائے سعادت)

حدیث شریف خُذْ مَا صَفَا دَعْ مَا کَدَرَ اور اصل مراقبہ کی وہ حدیث ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ احسان یہ ہے تو عبادت کرے اللہ کی گویا تو اس کو دیکھ رہا ہے سو اگر تو اُس کو نہ دیکھ سکے تو یہ دھیان کر وہ تجھ کو دیکھ رہا ہے۔ (کیمیائے سعادت)

ریا نہ کرو

حضرت عمر رضؓ مسجد میں گئے تو معاذ رضؓ کو روتا دیکھا۔ آپ نے سبب پوچھا کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ ذرا سا ریا بھی شرک ہے اور حق تعالے پوشیدہ پرہیزگاروں کو دوست رکھتا ہے اگر وہ غائب ہو جاویں تو کوئی انھیں نہ ڈھونڈے اور اگر موجود ہو جاویں تو کوئی انھیں نہ پہچانے

اُن کے دِل راہِ ہدایت کے چراغ ہوں اور سب شبہات وظلمات سے پاک ہوں۔ (کیمیائے سعادت)

کِبر مت کرو

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس کے دل میں ایک رائی کے دانہ کے برابر بھی کبر ہوگا تو وہ شخص بہشت میں داخل نہ ہوگا۔ اور فرمایا کہ متکبّروں کا حشر قیامت کے دن ذلیل کرنے کے لئے چونٹیوں کے مثل ہوگا جو لوگوں کے پاؤں میں روندے جاویں گے۔

(کیمیائے سعادت)

اور فرمایا کہ دوزخ میں ایک غار ہے جسے ہبہب کہتے ہیں اور خدا تعالےٰ برحق ہے کہ جبّار اور متکبر لوگوں کو اُس میں اُتار دے۔ (کیمیائے سعادت)

اور حضرت سلمان رضؓ کہتے ہیں کہ وہ گناہ کہ جس کے سبب کوئی عبادت فائدہ نہ دے کبر ہے ~

تکبر عزازیل را خوار کرد — بزندانِ لعنت گرفتار کرد

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اُسے نہایت دوست رکھتا ہوں جو حاجت کی چیزیں ہاتھ میں لے کر اپنے گھر جائے تاکہ اُس کے گھر والوں کے لئے بھی روزی ہو اور اپنے ہاتھ میں لے جانے سے اُس کا

کبر ٹوٹے۔ (کیمیائے سعادت)

داڑھی کتروانے اور منڈوانے اور مونچھیں بڑھانے اور سفید بال اکھاڑنے اور ازار کا پائنچہ دراز کرنے سے پرہیز کرو

حدیث شریف مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص جس قوم سے مشابہت رکھے وہ ان میں سے ہے۔ (یہ حدیث مشکوٰۃ شریف میں ہے)۔

روایت ہے حضرت ابن عباس رضؓ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مونچھیں کتراتے تھے اور فرمایا کہ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام ایسا ہی کرتے تھے۔ (یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ترمذی شریف)۔

روایت ہے زید بن ارقم رضؓ سے تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص نہ کتروائے اپنی مونچھیں وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ (یہ حدیث حسن صحیح ہے ترمذی شریف)۔

روایت ہے ابن عمر رضؓ سے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مبالغہ کرو مونچھوں کے کاٹنے میں اور بڑھاؤ داڑھی کو۔ (یہ حدیث صحیح ہے ترمذی شریف) ص ۱۱ جلد ثانی۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت
کی ہے کہ ازار کا پائنچہ دراز کرنا منافقوں کی علامت ہے۔ پھر فرمایا جو شخص ازار
کا پائنچہ دراز کرتا ہے کہ اُس کے پاؤں پر لٹکتا رہے تو فرشتے زمین و آسمان کے
اُس پر لعنت کرتے ہیں اور جتنے کہ بال اُس کے بدن پر ہیں لتنے گھر دوزخ
میں اُس کے لئے بنائے جائیں گے اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے
فرمایا ہے جو شخص ازار لمبی پہنے وہ فاسق ہے۔

(انیس الارواح ملفوظات خواجگان چشت ص۴۹)

سفید بال کا اکھاڑنا مکروہ ہے بہ سبب اس حدیث کے جو عمرو بن شعیب
نے اپنے باپ سے اور اُس نے اپنے دادا رضی اللہ عنہم سے روایت کی کہا کہ
نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سفید بال اکھاڑنے سے منع فرمایا اور فرمایا
یہ اسلام کا نور ہے۔ (غنیۃ الطالبین ص۲۵)

غیبت مت کرو

حق تعالیٰ قرآن مجید میں اس طرح تشبیہ دیتا ہے کہ جو غیبت کرتا ہے
وہ اپنے بھائی مرے ہوئے کا گوشت کھاتا ہے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے کہ غیبت سے دور رہو کہ غیبت زنا سے بدتر ہے۔ زنا سے تو
توبہ قبول کر لی جاتی ہے اور غیبت سے قبول نہیں کی جاتی جب تک کہ وہ

شخص معاف نہ کرے۔ واضح ہو کہ غیبت کچھ زبان پر ہی نہیں بلکہ آنکھ، ہاتھ،
اشارہ تحریر سے بھی ہے اور سب حرام ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے ایک عورت کی طرف
ہاتھ سے اشارہ کیا کہ وہ ٹھگنے قد کی ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
کہ تو نے غیبت کی اور اس طرح لنگ کرتے ہوئے چلنا اور آنکھ کو بھینگا بنانا
تاکہ اس فعل سے کسی کا حال ظاہر ہو تو یہ سب غیبت ہے اگر کسی کا نام نہ لے
اور یہ کہے کہ ایک ایسا تھا تو غیبت نہیں۔ (کیمیائے سعادت ص۲۹۷)

غیبت کا کفارہ توبہ کر لے، پشیمان ہو تاکہ حق تعالیٰ کے مظلمہ سے بری
ہو اور اُس شخص کے مظلمہ سے کہ جس کی غیبت کی ہو معافی طلب کرے تاکہ
اس کے مظلمہ سے نجات پاوے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جس کسی کا مظلمہ ننگ و
ناموس میں ہو یا مال میں تو اُسے بخشوانا چاہیئے پہلے اس سے کہ وہ دن آئیگا
کہ اُس دن نہ درہم ہو گا نہ دینار سوائے اس کے کہ اُس کی نیکیاں مظلوم کو دی
جائیں گی اور اگر نیکیاں نہ ہوں گی تو اس کے گناہ اس کے سر رکھے جائیں گے

(کیمیائے سعادت ص۳۰۱)

———

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حسد نیک عمل کو ایسا کھا
جاتا ہے جیسا لکڑیوں کو آگ۔ (کیمیائے سعادت)

اپنے اخلاق کو وسیع کرو

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ نیک خصلت والا بندہ
قائم اللیل اور صائم الدہر کا درجہ پاتا ہے اور آخرت میں بڑے بڑے درجہ
اگرچہ ضعیف العبادت ہو۔ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
پاس آیا اور کہا دین کیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا نیک خُلق۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان وہ ہے جس کے
ہاتھ اور زبان سے لوگ سلامت رہیں۔ (حدیث شریف اَلْمُسْلِمُ مَنْ
سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِہٖ وَیَدِہٖ) حدیث شریف میں آیا ہے
کہ جو مؤمن کو خوش کرے گا تو وہ حق تعالیٰ کو خوش کرے گا۔

(کیمیائے سعادت)

سخاوت اور نیک خوئی اختیار کرو۔ بخل اور بدخوئی سے پرہیز کرو

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دو چیزیں ہیں کہ حق تعالیٰ
اُنھیں دوست رکھتا ہے۔ ایک سخاوت دوسرے نیک خوئی اور دو چیزیں

کہ حق تعالیٰ انھیں دشمن رکھتا ہے وہ کیا ہے ایک بخل دوسری بدخوئی۔
اور فرمایا خدا تعالیٰ نے کوئی ولی نہیں پیدا کیا مگر سخی یعنی جو اللہ کا ولی ہوگا
وہ سخی بھی ہوگا۔ کج خلق بخیل کبھی اللہ کا ولی نہیں ہوتا۔ اور فرمایا سخی
کے گناہوں سے درگزر کرو جب اُسے کسی طرح کی تکلیف پہونچتی ہے تو
اُس کا خدا تعالیٰ مددگار رہتا ہے۔ اور فرمایا سخی حق تعالیٰ سے پاس ہے
بہشت سے پاس ہے آدمیوں سے پاس ہے اور دوزخ سے دُور ہے
اور بخیل خدا تعالیٰ سے دور۔ بہشت سے دور۔ آدمیوں سے دور اور دوزخ
سے پاس ہے۔ حوالہ کتب۔ (کیمیائے سعادت)

بخیل از بود زاہد بحر و بر
بہشتی نباشد بحکم خبر

وَالدین کی تعظیم کرو

روایت ہے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہٗ سے کہ سنا میں نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرماتے تھے نہیں ہے کوئی بندہ کہ دیا اسکو
اللہ تعالیٰ نے مال اور نہ ادا کیا حق اپنے والدین کا مگر یہ کہ مٹا دیتا ہے اللہ
بزرگ اور برتر عمل اس کے اور چکھاتا ہے اس کو عذاب دردناک اور روایت
کی ترمذی نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہٗ سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے کہ خوشنودی پروردگار کی بیچ خوشنودی والدین کی ہے

اور غصہ خدا التعالےٰ کا بیچ غصہ والدین کے ہے۔ آیا ایک شخص اور کہا یا رسول اللہ (صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) میری ایک ماں ہے میں نفقہ دیتا ہوں اسکو اور وہ مجھے اذیّت دیتی ہے اپنی زبان سے پس میں کیا کروں۔ فرمایا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے کہ ادا کر تو حق اس کا۔ قسم ہے خدائے پاک کی کہ اگر کاٹے تو اپنا گوشت اور کھلا دے تو اسکو تو ادا نہ کر سکے گا تو چوتھائی حق اس کے کا۔ کیا نہیں جانتا ہے کہ جنّت ماؤں کے قدموں کے تلے ہے پس رویا وہ شخص اور کہا قسم ہے خدا التعالےٰ کی کچھ نہ کہوں گا میں اسکو۔ بعد اس کے آیا وہ شخص اپنی ماں کے پاس اور چوما اس کے دونوں قدموں کو اور کہا کہ اے میری ماں یہ فرمایا ہے مجھ کو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے۔

(قرۃ الواعظین)

رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ لعنت ہے خدا کی اُس شخص پر جو اپنے ماں باپ کو گالی دے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ (صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) وہ کون ہوگا جو اپنے ماں باپ کو گالی دے گا۔ فرمایا وہ شخص ہے جو اوروں کے ماں باپ کو گالی دے گا۔

(کیمیائے سعادت)

قصوروں کو معاف کیا کرو

خواجہ حسن بصریؒ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ قیامت کے دن جبکہ ساری خلق ایک جگہ جمع ہوگی منادی ندا کریگا کہ جس کو حق تعالےٰ کے آگے عرض کرنے کی قدرت ہو وہ کھڑا ہو کوئی نہیں اٹھے گا مگر وہ کہ جسنے کسی کو معاف کر دیا ہو۔ (کیمیائے سعادت)

مہمان کی عظمت کیا کرو

ایک دن امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ گریہ زاری کر رہے تھے کہ کسی نے آپ سے کہا کہ آپ روتے کیوں ہیں۔ فرمایا آج سات دن ہوئے کوئی مہمان میرے گھر نہیں آیا۔ (کیمیائے سعادت)

فرمایا ہے جناب سیّد المرسلین خاتم النبیّین صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے کہ خبر دی مجھ کو جبرئیل علیہ السّلام نے کہ جب مہمان آتا ہے پاس اپنے مومن بھائی کے آتی ہیں ساتھ اُس کے ہزار برکتیں اور ہزار رحمتیں اور معاف کرتا ہے اللہ تعالےٰ گناہ اُس گھر کے آدمیوں کے اگرچہ ہوں گناہ اُن کے زیادہ سمندر کے جھاگ سے اور درختوں کے پتّوں سے اور دیتا ہے اللہ تعالےٰ

اُس کو ثواب ہزار شہیدوں کا اور لکھا جاتا ہے واسطے اُس کے بدلے ہر
ہر لقمہ مہمان کے ثواب حج اور عمرے کا اور بناتا ہے اللہ تعالےٰ واسطے اسکے
ایک شہر جنت میں اور جس شخص نے تعظیم کی مہمان کی گویا اُس نے تعظیم
کی ستّر نبیوں کی۔

بیمار پرسی کیا کرو

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص کسی بیمار کی
عیادت کو جاتا ہے اور عیادت کر کے پھرتا ہے تو ستّر ہزار فرشتے مقرر ہوتے ہیں
کہ اُس پر شام تک درود پڑھیں۔ (قرۃ الواعظین)

ہمسایہ کی تکریم کیا کرو

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جبرئیل نے ہمسایہ کے حق میں
مجھے ہمیشہ وصیت کی ہے تو میں یہاں تک سمجھا کہ ہمسایہ کو میرے بعد میراث
پہونچے گی۔ اور فرمایا جبرئیل علیہ السلام نے کہ جو خدا اور رسول پر ایمان
لایا اُس سے کہو کہ اپنے ہمسایہ کی تکریم کیا کرے اور فرمایا وہ مومن نہیں ہے
جس کا ہمسایہ اُس کے شر سے بے خوف نہیں ہے۔
فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جس شخص نے

تعظیم کی ہمسایہ کی واجب ہوئی واسطے اُس کے جنت اور جس شخص نے
تکلیف دی ہمسایہ کو لعنت کرتا ہے اُس پر خدا تعالےٰ اور لعنت کرتے ہیں سب
فرشتے اور تمام آدمی۔ (کیمیائے سعادت)

بڑوں کی تعظیم اور بچوں پر رحم کیا کرو

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو بوڑھوں کی
حرمت و عزت نہ کرے اور بچوں پر رحم نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔
(یعنی ہماری سنت کے خلاف ہے)۔ (کیمیائے سعادت)

نکاح کرو

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ نکاح کرنا نصف دین کا
حصار ہے۔ (کیمیائے سعادت)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نکاح کرو تاکہ تم بہت سے ہو
اور میں قیامت کے دن اگلے پیغمبروں کی اُمت پر فخر کروں۔ یہاں تک کہ میں
اُس حمل سے بھی فخر کروں جو اپنی ماں کے پیٹ سے گر جائے۔ پس جو بندہ
ایسی سعی کرتا ہے کہ اولاد بڑھے اور خدا کی بندگی میں مشغول ہو اُس کو
ثواب زیادہ ہو۔ (کیمیائے سعادت)

حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو شخص اپنی بیوی سے صحبت کرتے وقت
عزل نہ کرے گا اور نطفہ باہر نہ گرائے گا خواہ اولاد پیدا ہو یا نہ ہو اُس کے لئے
ایک ایسے غلام کا ثواب لکھا جاتا ہے جو راہِ خدا میں جہاد کر کے مارا گیا ہو۔
(کیمیائے سعادت)

حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ فرماتے ہیں کہ ایمان کے بعد کوئی نعمت
نیک عورت سے زیادہ نہیں۔ (کیمیائے سعادت)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا جو کوئی اپنی بی بی کی بدخوئی
پر صبر کرے گا اُس کو ثواب اتنا دیا جاوے گا جتنا ایوب علیہ السلام کو اُن
کی مصیبت پر دیا جائے گا اور جو عورت کہ اپنے خاوند کی بدخوئی پر صبر کرے
اُس کو ثواب آسیہ فرعون کی بی بی کے برابر دیا جائے گا۔
(کیمیائے سعادت)

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ
عورتوں کے لئے کیا چیز بہتر ہے کہا نہ کوئی مرد اُسے دیکھے اور نہ وہ کسی مرد
کو دیکھے۔ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو یہ بات اچھی معلوم ہوئی
آپؐ نے اُن کو گلے لگا لیا اور فرمایا تو میرے جگر کا ٹکڑا ہے۔
(کیمیائے سعادت)

حدیث شریف میں آیا ہے کہ اگر خدا کے سوا غیر کو سجدہ جائز ہوتا تو

عورتوں کو حکم ہوتا کہ اپنے خاوند کو سجدہ کریں۔ (کیمیائے سعادت)

روایت ہے حضرت عثمان رضی اللہ عنہٗ سے کہا سنا میں نے کہ حضرت رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے نہیں ہے کوئی عورت کہ کہے اپنے شوہر کو نہیں
دیکھی میں نے تجھ سے کوئی بھلائی مگر مٹاتا ہے اللہ ستر برس کے عمل اُس کے
اگرچہ روزہ رکھتی ہو دن کو اور عبادت کرتی ہو شب کو۔ (قرۃ الواعظین)

کھانے کے آداب کا خیال رکھو

حضرت ابو جحیفہ رضؓ سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ میں تکیہ لگا کر
نہیں کھاتا اور آپؐ تین انگلیوں سے کھاتے تھے اور اُن کو کھانے کے بعد
چاٹ لیتے تھے اور اکثر آپؐ کی غذا جَو کی روٹی ہوتی تھی اور آپؐ نے چوکی
(میز) پر رکھ کر کبھی کھانا نہیں کھایا اور نہ کبھی طشتری میں کھایا بلکہ دسترخوان
پر کھاتے تھے اور کبھی آپؐ کے لئے چپاتی نہیں پکائی گئی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپؐ سرکہ کو اور روغنِ
زیتون کو اور شیریں چیز کو اور شہد کو اور کدو کو پسند کرتے تھے۔
(کیمیائے سعادت)

حدیث شریف میں ہے کہ کھانے سے پہلے جو ہاتھ دھوئے گا وہ مفلسی
سے امن میں رہے گا۔ دایاں زانو کھڑا رہے اور بائیں پنڈلی پر بیٹھے تکیہ لگ

کرنہ کھائے۔ (کیمیائے سعادت)

کھانے والے کے لئے مستحب ہے کہ اپنے کھانے کے وقت اللہ تعالےٰ کا نام لے اور فارغ ہونے کے وقت اس کی حمد کرے اور پینے کے وقت بھی اسی طرح کرے کیونکہ یہ بات اس کے طعام کو برکت دینے والی ہے اور اسکے شیطان کو دور کرنے والی ہے۔ بہ سبب اس کے جو روایت کیا گیا ہے کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے صحابہؓ نے کہا یا رسولؐ اللہ تحقیق ہم کھاتے ہیں اور سیر نہیں ہوتے تو حضرت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا شاید تم جدا ہوتے ہو صحابہؓ نے کہا ہاں۔ حضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا پس اپنے کھانے پر اکٹھے ہو جاؤ اور اللہ تعالےٰ کے نام کو یاد کرو تمہارے لئے اس میں برکت کی جاوے گی۔ (غنیۃ الطالبین) صـ۳۲

حضرت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ میں اور میری اُمّت کے پرہیزگار تکلّف سے بیزار ہیں۔ (غنیۃ الطالبین صـ۳۶)

رضائے الٰہی کو مقدّم رکھو

حضرت عمر رضی اللہ عنہٗ فرماتے ہیں کہ بڑا جاہل وہ شخص ہے کہ جو خلق کی رضا کے لئے حق تعالےٰ کی رضا کو چھوڑے۔ (کیمیائے سعادت)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وسلّم

سے سنا ہے کہ جو شخص خلق کی ناخوشی پر حق تعالےٰ کی خوشی اور رضامندی کو اختیار کریگا تو حق تعالےٰ خلق کو بھی اس سے راضی کر دیگا اور جو حق تعالےٰ کی ناخوشی پر خلق کی خوشی چاہے گا اور اسی کو اختیار کریگا تو حق تعالےٰ خلق کو اس سے ناخوش کر دے گا۔ (کیمیائے سعادت)

حضرت داؤد علیہ السّلام پر وحی آئی کہ اے داؤد تو کچھ چاہتا ہے اور میں کچھ چاہتا ہوں مگر ہوگا وہی جو کچھ میں چاہتا ہوں۔ اگر تو میرے ارادے پر راضی رہے گا تو جو تو چاہتا ہے وہ بھی دوں گا اور جو تو میرے ارادے کو قبول نہ کرے گا تو میں تیری خواہش میں تجھے غمگین کر دوں گا اور پھر وہی ہوگا جو میرا ارادہ ہوگا۔ (کیمیائے سعادت)

حضرت مصلح الدّین صاحب سعدی شیرازیؒ فرماتے ہیں ؎

توہم گردن از حکم داور مپیچ — کہ گردن نہ پیچد ز حکم تو ہیچ

ایک قوم نے حضرت موسیٰ علیہ السّلام سے عرض کیا کہ آپ خدا تعالےٰ سے پوچھئے کہ وہ کیا بات ہے کہ جس میں کہ تیری رضا حاصل ہو کہ ہم اُس پر عمل کریں۔ وحی آئی کہ تم میرے حکم پر راضی رہو میں تم سے راضی رہوں گا۔ (کیمیائے سعادت)

مَنْ کَانَ لِلّٰہِ کَانَ اللّٰہُ لَہٗ۔ سہل تستریؒ کو ایک بیماری تھی کہ اس کی دوا نہیں کیا کرتے تھے۔ جب لوگوں نے اُن سے کہا کہ آپ اسکا علاج کیوں نہیں کرتے۔ کیا آپ کو تکلیف معلوم نہیں ہوتی۔ انھوں نے کہا دوست

کا لگایا ہوا زخم تکلیف نہیں دیا کرتا۔ (کیمیائے سعادت)

شکر کرو

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ جو کھانا کھا کر شکر کرے اُس کا درجہ ایسا ہے جیسا کہ کوئی روزہ رکھے اور صابر ہو۔ (کیمیائے سعادت)

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ۔

شکر کا عمل دل۔ زبان۔ تن ان تینوں چیزوں سے ہوا کرتا ہے۔ دل سے شکر اس طرح کہ سب کا بھلا چاہے اور کسی کی نعمت پر حسد نہ کرے۔ زبان کا شکر اس طرح کہ شکر کرتا رہے اور ہر حال میں الحمدللہ کہتا رہے اور نعمت دینے والے کی نعمتوں کا اظہار کرتا رہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک سے پوچھا کہ تو کس طرح ہے اُس نے کہا الحمدللہ اچھا ہوں۔ فرمایا میں بھی یہی بات دیکھنا چاہتا تھا (تن کا شکر تن سے خلاف شرع خلاف مرضی مولیٰ کے کام نہ ہو)۔ کیمیائے سعادت۔

ابو بکر عثمان جری قدس سرہٗ کے اوپر ایک دن کسی نے کوٹھے پر سے کوڑے کا ٹوکرا ان کے سر پر ڈال دیا۔ کپڑے جھاڑ کر خدا کا شکر کرتے ہوئے چلدیئے۔ کسی نے کہا اے شیخ یہ شکر کا کیا مقام ہے۔ کہا جو شخص نار کا مستحق ہو اس پر خاک ڈال دیں تو کیا شکر کا مقام نہیں ہے۔ (کیمیائے سعادت)

صبر اور یقین کرو

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے لوگوں نے پوچھا کہ ایمان کیا چیز ہے تو آپؐ نے فرمایا کہ صبر۔ اور دوسری حدیث میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ صبر آدھا ایمان ہے اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصَّابِرِيْنَ۔ (کیمیائے سعادت)

اور فرمایا یعنی بہت قلیل چیز جو تمہیں دی گئی ہے وہ یقین اور صبر ہے اور جسے یہ دونوں چیزیں دی گئیں اس سے کہدو کہ تو بے خوف رہ اگرچہ تیرے پاس نماز روزہ کثرت سے نہ ہو۔ (کیمیائے سعادت)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ لوگو جب تک تم اپنی نامرادی پر صبر نہ کرو گے کچھ نہ پاؤ گے۔ (کیمیائے سعادت)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ صبر تن میں بمنزلہ ایک سر کے ہے جس کا سر نہیں اُس کا تن نہیں اور جسے صبر نہیں اُس کا ایمان نہیں۔ (کیمیائے سعادت)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی تمہیں محروم رکھے تو تم اُسے عطا کرو اور جو تمہارے ساتھ بُرائی کرے تو تم اُس کے ساتھ بھلائی کرو اور اس طرح سے صبر کرنا صدیقوں کا درجہ ہے۔ (کیمیائے سعادت)

حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے عرض کی کہ خدایا تیرے بندوں میں سب سے
زیادہ کون مالدار ہے۔ فرمایا جو قناعت کرے اُس چیز پر جو میں اُسے دوں۔ عرض کی
کہ عادل کون ہے فرمایا وہ جو آپ سے انصاف کرے۔ (کیمیائے سعادت)

قناعت کرو

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں کہ اُس شخص کو دیکھا کرو جو دنیا میں
تم سے کم ہو اور ابلیس تو ہمیشہ یہی کرتا ہے کہ تو قناعت کیوں کرتا ہے فلاں
فلاں تو اس قدر مالدار ہیں اور تو پرہیزگاری میں مرا جاتا ہے۔ دیکھو تو فلاں
فلاں عالم اور امام تو پرہیز کرتے ہی نہیں برابر حرام کھاتے ہیں تو ایسا کہاں کا
آیا۔ ہمیشہ تیری نگاہ میں اُس کو جنچائے گا۔ جو دنیا کے اسباب میں تجھ سے
بڑھ کر ہو اور دینی عقائد میں تجھ سے کم ہو۔ سوائے عزیز سعادت کی راہ کے تو
یہ باتیں برعکس ہیں۔ تجھے لازم تو یہ ہے کہ ہمیشہ بزرگوں کی زیارت کرے
تاکہ تو اپنے آپکو مالدار خطادار دیکھے۔ اور دنیا واسباب کے لحاظ سے مفلسوں
کو دیکھے تاکہ تو اپنے آپ کو خیال کرے۔ (کیمیائے سعادت)

فتح موصلیؒ کے پاس ایک شخص پچاس درہم لایا۔ آپ نے فرمایا۔ حدیث
شریف میں آیا ہے کہ جو شخص بے سوال کچھ دے وہ اُسے پھیر دے تو گویا اُس نے
خدا کو پھیر دیا۔ یہ کہکر اُس میں سے ایک درہم اٹھالیا اور باقی کو پھیر دیا۔

حضرت حسن بصریؒ نے بھی یہ حدیث روایت کی ہے کہ ایک روز ایک
شخص آپ کے پاس ایک تھیلی بھرے روپے اور عمدہ کپڑے لے کر آیا۔ مگر
انھوں نے قبول نہ کیا اور فرمایا جو شخص مجلس رکھتا ہے اور پھر لوگوں سے لیتا
تو قیامت کے دن خدائے تعالےٰ کے پاس اس کا حصّہ نہ ہوگا۔
(کیمیائے سعادت)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے کہ جس کے پاس مال ہو اور
وہ پھر سوال کرے تو اُسے قیامت میں ایسی حالت سے لایا جائے گا کہ منہ پر
اُس کے ہڈیوں کے سوا گوشت کا نام نہ ہوگا۔ اور فرمایا کہ جو مانگ مانگ
کر جمع کرے۔ خواہ تھوڑا مانگے یا بہت وہ اُس کے لئے دوزخ کی آگ ہے۔

اپنی شہرت اور عزّت پسند نہ کرو

حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو کوئی شہرت کا لباس پہنتا ہے خدا تعالےٰ
اُس سے منہ پھیر لیتا ہے جب تک کہ وہ اُس جامے سے باہر نہ ہو اُس کی طرف
متوجہ نہیں ہوتا اگرچہ وہ خدا کا دوست ہی ہو۔ (کیمیائے سعادت)

حضرت ایوبؑ علیہ السّلام نے کہا کہ صدق کا نشان یہ ہے کہ وہ یہ نہ
چاہے کہ کوئی اُسے پہچانے یعنی آپ کو چھپائے رکھے۔
(کیمیائے سعادت)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن علمائے کہا جائے گا کہ کیا لوگوں نے تمہارے ہاتھ ارزاں مال فروخت نہ کیا تھا اور کیا لوگ تمہاری تعظیم کو سرو قد نہ کھڑے ہوئے تھے اور کیا خلق نے تمہیں پہلے سلام نہ کیا تھا وہی تمہارے سارے اعمال کی جزا تھی اور تم نے کوئی عبادت خالص نہ رکھی۔

(کیمیائے سعادت)

بشر حافی کہتے ہیں کہ میں نے ایسا کسی کو نہیں دیکھا کہ جسے اپنی ناموری کی خواہش ہوئی ہو اور رسوا یا تباہ نہ ہوا ہو۔ (کیمیائے سعادت)

ابراہیم یتیمی کہتے ہیں کہ جب آدمی اپنے دل میں کلام کرنے کی خواہش دیکھے تو سکوت اختیار کرے اور جب سکوت کا شوق پاوے تو کلام کرے۔

(کیمیائے سعادت)

(جہاں تک ہو سکے حسب شرع شریف نفس کے خلاف کرے)

حضرت امام ابو حنیفہ قضا کے عہدے سے دور بھاگے اور بولے کہ میں اس کام کے لائق نہیں۔ بادشاہ نے کہا کیوں۔ فرمایا اگر میں سچ کہتا ہوں کہ میں اس کام کے لائق نہیں تو واقعی لائق نہیں اور جو میں جھوٹ بولتا ہوں تو جھوٹا آدمی قضا کے لائق نہیں ہوتا۔

دُنیا سے نفرت کرو

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے زمین اور آسمان کے بیچ میں لٹکتی ہے حق تعالےٰ نے اُس کی طرف دیکھا بھی نہیں۔

(کیمیائے سعادت)

اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کہ دنیا کی یاد میں دل کو ہرگز مشغول نہ رکھو اور جبکہ دنیا کی تلاش اور فکر سے منع فرمایا تو اُس کی محبت اور یاد کا کیا ذکر۔

(کیمیائے سعادت)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ دنیا کو خدا نہ جانو کہیں وہ تمہیں اپنا بندہ نہ بنالے۔

(کیمیائے سعادت)

یحییٰ بن معاذ کہتے ہیں کہ دنیا شیطان کی دوکان ہے اُس کی دوکان سے نہ کچھ چراؤ اور نہ کچھ اٹھاؤ کہ شیطان ضرور تیرے پیچھے پڑے گا۔

(کیمیائے سعادت)

اور فرمایا کہ مالدار کو مرتے وقت دو مصیبتیں پیش آتی ہیں جو اور کسی کو نہیں آتیں ایک تو یہ کہ اُس سے سب مال چھین لیتے ہیں اور دوسرے یہ کہ اُس سے مواخذہ کیا جاتا ہے۔ (کیمیائے سعادت)

مال و دولت ہو زیادہ جس قدر
ہو تجھے اتنا ہی زیادہ دردِ سر

حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو کسی امیر کی اُس کے مال کی وجہ سے تواضع کرے گا اگرچہ وہ ظالم نہ ہو مگر اُس کا ایک حصّہ دین ضائع ہو جائے گا۔ پس سلام کے سوا اُسے اور کچھ مباح نہیں اور ہاتھ کو بوسہ دینا اور کمر جھکانی اور سر نیچے کرنا یہ بالکل نہ چاہیئے۔ مگر بادشاہ عادل یا عالم یا ایسے شخص کے واسطے جو دین کے سبب سے تواضع کا مستحق ہو جائز ہے۔

(کیمیائے سعادت)

عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اہلِ دنیا کے مالوں کو نہ دیکھا کرو کہ اُن کی دنیا کی روشنی تمہارے ایمان کی شیرینی کو دل سے دور کر دیتی ہے۔

(کیمیائے سعادت)

فرمایا نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے کہ وہ علمارِ حق تعالےٰ کے نزدیک بڑے دشمن ہیں جو امرار کے پاس جاتے ہیں۔ اور فرمایا کہ علما پیغمبروں کے امانت دار ہیں اُنھیں چاہیئے کہ سلاطین سے میل جول نہ رکھیں۔ جب اُنھوں نے امانت میں خیانت کی تو اُن سے الگ رہنا چاہیئے۔

(کیمیائے سعادت)

رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے عرض کی کہ اے بارِ خدایا جب تک تو مجھے زندہ رکھے تو مسکین رکھیو اور جب تو مجھے موت دے تو حالت

مسکینی میں موت دیجیو۔ اور جب حشر کرے تو مسکینوں ہی میں حشر کیجیو۔

(کیمیائے سعادت)

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ہے کہ ہاروت و ماروت کے جادو سے دنیا کا جادو بڑھ کر ہے اِس سے بچو۔ (کیمیائے سعادت)

حضرت ابنِ عباسؓ کہتے ہیں کہ جو کوئی کسی کو درویشی کے سبب ذلیل سمجھے اور تونگری کے سبب عزیز تو وہ شخص ملعون ہے ؎

گدائے میکدہ ام لیک مستیٔ من بیں
کہ ناز بر فلک و حکم بر ستارہ کنم

حضرت سفیان ثوریؒ کہتے ہیں کہ جب درویش آدمی مالداروں کے پاس آئے جائے تو جان لو کہ وہ شخص ریاکار ہے اور جو بادشاہ کے پاس آئے جائے تو سمجھ لو کہ وہ چور ہے۔ (کیمیائے سعادت)

(بِئْسَ الْفَقِيْرُ عَلٰى بَابِ الْاَمِيْرِ)

فرمایا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے کہ محبت دنیا کی سر ہے ہر برائی کا۔ پس تم پر واجب ہے باز رہنا اُس سے۔ (کیمیائے سعادت)

طالبِ حق کے اَوراد

طالبِ حق کو چاہیئے کہ جو کچھ اپنا ورد مقرر کرے تو چاہیئے کہ ہر روز اُس کو پڑھا کرے اور اگر کبھی دن کو ناممکن ہو تو رات کو سہی غرض ہر حال

میں جو درد مقرر کیا ہے ہمیشہ پڑھتا رہے اُس کے بعد اپنا اور کوئی کام کرے کیونکہ حدیث شریف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ہے تَارِکُ الْوِرْدِ مَلْعُوْنٌ۔ یعنی اپنے ورد کا چھوڑنے والا ملعون ہے۔ انبیاؑ و اولیاؒ اور مشائخِ طریقت و مردانِ راہِ خُدا اپنا وظیفہ ہر وقت پڑھتے رہتے تھے جو کچھ اُنھوں نے اپنے مرشدوں سے سُنا اس کو ہمیشہ انجام دیتے رہے طالب کو چاہیئے کہ جو کچھ مرشد نے وظیفہ تعلیم کیا ہے روز پڑھتا رہے اور کبھی فوت نہ کرے۔

تہجد:۔ دو رکعت نفل تحیۃ الوضو ہر رکعت میں تین بار سُورۂ اخلاص شریف۔ دو رکعت نفل رضائے الٰہی طریقہ اوّل رکعت میں سات بار سورۂ فاتحہ۔ ایک بار سورۂ کافرون۔ دوسری رکعت میں سات بار سورۂ فاتحہ ایک بار سورۂ اخلاص بعد سلام کے دس مرتبہ کلمہ تمجید اور دس مرتبہ یَاغِیَاثَ الْمُسْتَغِیْثِیْنَ اَغِثْنَا اس کے بعد یہ دعا مانگے۔ الٰہی میں تجھ سے تجھ کو طلب کرتا ہوں دونوں عالم میں تیرا فضل اور تیرے حبیب پاک محمّد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا عشق چاہتا ہوں۔ بارہ رکعت تہجد ہر رکعت میں سورۂ اخلاص شریف تین بار۔ بعد اسکے کلمۂ طیّب کا ذکر صبح کی اذان تک کرے طریقۂ قادریہ ہے طریقہ نفی و اثبات لَآاِلٰہَ اوپر کے سانس کے ساتھ اور اِلَّا اللّٰہُ نیچے کے سانس سے

طریقہ یہ ہے کہ لَا زبان سے کہے اور ناف سے اٹھاتا ہوا داہنے مونڈھے کے برابر سر کو اِلٰہَ کو دماغ تک پہنچا کر اور وہیں سے اِلَّا اللّٰہُ کی ضرب قلب پر مارے جو بائیں پستان کے نیچے صنوبری شکل کا ہے بطریق مذکور گیارہ بار کہے اور بارہویں مرتبہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہے۔ تہجد اور ذکر کر کے تھوڑا سا سو لیا کرے۔ صبح کی نماز جماعت سے ہونی چاہیئے۔

صبح کی نماز:۔ صبح کی دو سنّتوں میں اوّل رکعت میں الم نشرح اور دوسری رکعت میں اَلَمْ تَرَکَیْفَ بعد سلام صبح کے فرضوں کے ایک بار آیۃ الکرسی پڑھ کر اپنے اوپر دم کرے بعد اس کے بارہ[۱۲] مرتبہ کلمۂ طیبہ کا ذکر کرے۔ بعد اس کے ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ۔ ۳۳ مرتبہ الحمد للہ اور ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر اور اوّل اور آخر گیارہ گیارہ بار درود شریف ایک صد مرتبہ یا عزیز یا اللہ اور ۲۵ مرتبہ کلمہ طیب معہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم پڑھے اور قرآن شریف کی تلاوت شروع کرے۔ ایک دفعہ یٰسین شریف چاروں قل اور سورۂ فاتحہ پڑھ کر اپنے سلسلہ کا شجرہ پڑھ کر حضرات کی ارواح مقدسہ کو ہدیہ پہنچاوے۔ سورج نکلنے پر ۲ رکعت اشراق ادا کرے ہر رکعت میں تین بار سورۂ اخلاص بعد اسکے اگر شیخ کی طرف سے دلائل الخیرات پڑھنے کی اجازت ہو تو ایک منزل پڑھے اور اگر اجازت نہیں ہے تو تین سو گیارہ مرتبہ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ

وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ پڑھ کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم
کی خدمت میں ہدیہ پیش کرکے دعا مانگ کر اپنے کاروبار میں مشغول ہوجائے۔

نمازِ چاشت:۔ اگر وقت ملے تو ۲ رکعت زیادہ سے زیادہ ۱۲ رکعت
ہر رکعت میں تین بار سورۂ اخلاص۔

نماز وقت زوال:۔ اگر وقت ملے تو چار رکعت نماز دو دو رکعت
سے ادا کرے۔ ہر رکعت میں تین تین بار
سورۂ اخلاص پڑھے۔ جب سورج ذرا ڈھل جائے تو یہ نمازِ زوال پڑھے۔

بعد نمازِ ظہر:۔ فرض کے سلام کے بعد ایک مرتبہ آیۃ الکرسی پڑھ
کر اپنے اوپر دم کرے اور سُنّت اور نفل پڑھ لینے
کے بعد بارہ۱۲ مرتبہ کلمۂ طیّب کا ذکر بطور سابق کرے ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ
اور ۳۳ مرتبہ الحمد للہ اور ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر اور اوّل و آخر گیارہ گیارہ مرتبہ درود شریف ایکصد
مرتبہ یا کریم یا اللہ اور ایک مرتبہ سورۂ انا فتحنا۔ قبل نمازِ عصر چار رکعت نفل پڑھے۔

بعد نمازِ عصر:۔ ایک مرتبہ آیۃ الکرسی پڑھ کر اپنے اوپر دم کرے
بعد اس کے بارہ مرتبہ کلمۂ طیّبہ کا ذکر کرے اور ۳۳
مرتبہ سبحان اللہ اور ۳۳ مرتبہ الحمد للہ اور ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر اوّل اور آخر گیارہ
گیارہ مرتبہ درود شریف اور یکصد مرتبہ یَا جَبَّارُ یَا اَللّٰہُ اور ایکمرتبہ
سورۂ عَمَّ یَتَسَآءَلُوْنَ۔

بعد نمازِ مغرب:۔ فرض کے سلام کے بعد آیۃ الکرسی پڑھ
کر اپنے اوپر دم کرے اور سنت اور نفل
پڑھ لینے کے بعد ۶ رکعت نماز اوابین کی پڑھے ہر رکعت میں اخلاص تین
بار اور بعد سلام کے ۱۲ مرتبہ کلمۂ طیب کا ذکر کرے اور ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ
اور ۳۳ مرتبہ الحمد للہ اور ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر اس کے بعد اوّل و آخر گیارہ گیارہ
مرتبہ درود شریف اور یکصد مرتبہ یا ستّار یا اللہ اور ۲۵ مرتبہ کلمۂ طیّب
صلی اللہ علیہ وسلم تک پڑھے اور ایک مرتبہ سورۂ واقعہ پڑھے۔

بعد نمازِ عشاء:۔ فرض کے بعد ایک مرتبہ آیۃ الکرسی پڑھ کر اپنے اوپر
دم کرے اور سُنّت نفل اور وتر پڑھ لینے کے بعد
بارہ مرتبہ کلمۂ طیّب کا ذکر اور ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ اور ۳۳ مرتبہ الحمد للہ اور
۳۴ مرتبہ اللہ اکبر اوّل اور آخر گیارہ گیارہ مرتبہ درود شریف و یکصد مرتبہ
یا غفّار یا اللہ اور ایک مرتبہ سورۂ مُلک پڑھے اس کے بعد مراقبہ کرکے
دوزانو قبلہ رُو بیٹھے آنکھیں بند کرکے غور کرے کہ آج میں نے تہجد سے
تا عشا کیا کیا یعنی کتنی نیکیاں اور کتنی برائیاں کیں نیکیوں کا شکریہ کرے
اور برائیوں سے استغفار کرے ایسی توبہ کرے۔ دوسری مرتبہ نہو یکصد
مرتبہ رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَیْرُ الرّٰحِمِیْنَ پڑھ کر
حق تعالیٰ سے معافی طلب کرے بعد اس کے ایک سو گیارہ مرتبہ اَللّٰھُمَّ

صَلِّ عَلٰی رُوْحِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی الْاَرْوَاحِ وَعَلٰی جَسَدِہٖ فِی الْاَجْسَادِ وَعَلٰی قَبْرِہٖ فِی الْقُبُوْرِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلِّمْ پڑھ کر حضور رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خدمت میں ہدیہ پیش کرے اور اپنے لئے دعا کرے۔

سوتے وقت:- اوّل وآخر تین تین مرتبہ درود شریف ایک ایک بار سورۂ کافرون قل اعوذ برب الفلق قل اعوذ برب الناس تین تین مرتبہ سورۂ اخلاص ایک مرتبہ سورۂ فاتحہ اور تین بار آیتالکرسی پڑھ کر اپنے اوپر دم کرے۔ پہلا طریقہ بیدار ہونے کا حق تعالیٰ سے دُعا کرے کہ اپنے حبیبِ کریم صلعم کے صدقہ سے فلاں وقت بیدار کر دینا انشاء اللہ آنکھ کھل جائے گی۔ پھر کلمۂ طیب پڑھتا ہوا سو جائے۔

دوسرا طریقہ رات کو اُٹھنے پر مدد دینے والی چیزیں۔ حلال کا کھانا اور استقامت توبہ پر۔ اور غم کرنا عذاب کے وعدوں کے خوف سے اور خوف کرنا بہشت کے وعدوں کی اُمید پر اور انھیں سے ہے پرہیز کرے مُشتبہ چیزوں اور اُڑتے گناہوں پر اور دور کرے دنیا کے غم کے غلبہ کو اور اُس کی محبت کو دل سے۔ موت کے یاد کرنے اور فکر کرنے سے معاونین اور جو کچھ ملے گا موت کے بعد۔

ذکر ہر لحظہ:- اور چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے لفظ اَللہ یا سبحان اللہ یا صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ یا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ یا مُحَمَّدُ پڑھتا ہے۔ وضو اگر ہو تو اولیٰ ہے ورنہ خیر ہر دس دفعہ کے بعد یہی کہا کرو کہ "الٰہی میرا مقصود تو ہی ہے"۔

ماہِ محرّم:- ذکر نوافل محرم کے۔ کتاب ریاحین میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جو شخص پڑھے اوّل شب ماہِ محرم میں آٹھ رکعت نماز اور ہر رکعت میں دس بار سورۂ اخلاص شفاعت ہو اس کی اور اس کے گھر والوں کی اگرچہ واجب ہوئی ہو ان پر آگ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ شب عاشورہ میں آٹھ رکعت پڑھے اور ہر رکعت میں ۲۵ بار اخلاص اور بعد فراغ کے ستر ستر بار درود اور استغفار پڑھے۔ اللہ تعالیٰ اس کے دل و زبان پر چشمے حکمت کے جاری فرما دے اور مغفرت کرے۔ ایضاً روایت ہے کہ اگر دو رکعت پڑھے اور ہر رکعت میں ۵ بار اخلاص اور بعد سلام کے ستر بار کلمہ تمجید پڑھے اللہ تعالیٰ اس کی قبر کو نور سے معمور فرما دے دن قیامت تک۔

--- ٭ ---

ماہِ صفر :- کتاب الاوراد میں لکھا ہے کہ جو شخص آخری چہار شنبہ ماہ صفر میں اَلَمْ نَشْرَحْ اور وَالتِّیْن اور اِذَا جَآءَ اور اخلاص اسی اسی بار پڑھے عمر اس کی دراز ہو اور دولت مند ہو جائے۔

ماہِ ربیع الاوّل :- کتاب شرح شہاب الاخبار میں لکھا ہے کہ تابعین اور تبع تابعین نے بروز وفات حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعنی بارہ ربیع الاوّل میں بہ نیت ہدیہ بروحِ اقدس کے بیس رکعت نماز پڑھی ہے ہر رکعت میں اکیس بار سورۂ اخلاص۔

ماہ رجب المرجب :- کتاب خلاصۃ الاخبار میں ہے کہ جو شخص مہینہ رجب کی پہلی اور پندرھویں اور آخر دن میں غسل کرے۔ خارج ہووے اپنے گناہوں سے اس روز کی طرح کہ جب پیدا ہوا اپنی ماں سے۔ ایضاً اس مہینہ میں کسی رات کو دس رکعت پڑھے اور ہر رکعت میں ایک بار سورۂ کافرون اور دس بار اخلاص سب گناہ اس کے بخشے جاویں اور سب دعائیں مقبول ہوں۔

بیچ ذکر نماز شب معراج کے۔ کہ ستائیسویں رات رجب کی ہے
کتاب الاوراد میں منقول ہے کہ اس شب کو بارہ رکعت پڑھے ہر رکعت میں

سورۂ اخلاص تین بار بعد اختتام نماز کے سو سو بار کلمۂ تمجید اور درود اور استغفار پڑھے پھر سجدہ میں جا کر دعا کرے مقبول ہووے۔ اپنے والدین اور شیخ طریقت اور عزیزوں کے حق میں دعا عاقبت بخیر کی کرے۔

ماہِ شعبان المکرم :- بیان اعمال شب برات مروی ہے کہ اس روز قریب غروب آفتاب کے چالیس بار لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ کہیں۔ خداتعالیٰ چالیس برس کے گناہ بخشے اور چالیس حور بہشت میں عطا فرماوے اور چالیس آدمیوں کو اسکی شفاعت پر دوزخ سے نجات دیوے۔ ایضاً بعد مغرب کے غسل کرے اور دو رکعت نماز تحیۃ الوضو پڑھے ہر رکعت میں تین بار سورۂ اخلاص۔ ایضاً ۴ رکعت پڑھے ہر رکعت میں اخلاص سو بار۔ گناہوں سے باہر آوے جیسا کہ شکم مادر سے نکلا تھا۔

ایضاً

اس رات میں تین بار سورۂ یٰسین شریف پڑھے تین فائدے ہوویں ایک درازی عمر دوسری تونگری تیسرے امن بلاؤں سے۔

ایضاً داہنی آنکھ میں تین سلائی اور بائیں آنکھ میں دو سلائی سرمہ کی لگائے تمام سال آنکھ درد نہ کرے اور سستی عبادت پر نہ ہووے

ایضاً اس رات کو بیداری تلاوت قرآن شریف اور پڑھنے درود اور استغفار کے اولیٰ ہے۔

ماہِ رمضان المبارک :- کتاب ریاحین میں حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ شب ستائیسویں رمضان کو دو رکعت نماز پڑھے ہر رکعت میں اِنَّا اَنْزَلْنَا ایک بار اور سورۂ اخلاص ۱۶ بار اور بعد سلام کے ستو بار درود شریف پڑھے ثواب عظیم ہے۔ (مؤلف کہتا ہے) ۲۱، ۲۳، ۲۵، ۲۷ و ۲۹ کی شب کو حق تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہے۔ ان راتوں میں تلاوتِ قرآن شریف اور نوافل اور درود و استغفار کا پڑھنا اولیٰ ہے شبِ قدر یا تو اکیسویں ہے یا تیئسویں یا پچیسویں یا ستائیسویں مگر قریب امکان ستائیسویں رات ہے کہ اکثر اسی شب کو ہوتی ہے اولیٰ یہ ہے کہ اِس عشرہ میں ہمیشہ اعتکاف کرے اگر نذر کر لی ہو کہ ہمیشہ اعتکاف کروں گا تو اس کو اعتکاف کرنا لازم ہو گا۔ حالتِ اعتکاف میں سوائے پیشاب اور پاخانے کے مسجد سے باہر نہ جائے اور گھر میں اس قدر ٹھہرے کہ وضو کر لے۔ اگر تجدیدِ طہارت کے واسطے باہر آوے گا تو اعتکاف قطع نہ ہو گا۔ اور ہاتھ دھونے روٹی کھانے۔ سونے کا مسجد میں مضائقہ نہیں اور جب قضائے حاجت سے فارغ ہو کر آئے تو اعتکاف کی نیت تازہ کر لے۔ (کیمیائے سعادت صہ۹۱)

ماہِ شوال المکرم :- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہٗ سے روایت ہے کہ مہینہ شوال کی اوّل شب خواہ اوّل روز

میں آٹھ رکعت پڑھے ہر رکعت میں سورۂ اخلاص ۲۵ بار بعد فراغ کے ستر ستر بار کلمۂ تمجید اور استغفار پڑھے خداوند تعالےٰ سب حاجات بر لاوے اور مغفرت کرے اور بہشت مرحمت فرماوے۔

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ جس شخص نے شوال میں رات کو یا دن کو آٹھ رکعتیں پڑھیں اور ہر رکعت میں فاتحہ اور پندرہ بار اخلاص اور نماز سے فارغ ہو کر ستّر بار سبحان اللہ کہا اور ستّر بار درود شریف پڑھا اُس کی قسم جس نے مجھے سچّا دین دے کر بھیجا کوئی شخص نماز نہیں پڑھتا مگر اللہ اُس کے لئے حکمت کے چشمے کھولتا ہے۔ اس کے دل میں اور اُس کے ساتھ اُس کی زبان چلاتا ہے اور اُس کو دنیا کی بیماری اور اُس کی دوا دکھا دیتا ہے اُس کی قسم جس نے مجھے یہ سچّا دین دے کر بھیجا۔ جس نے یہ نماز جیسے میں نے فرمائی پڑھی نہیں اٹھاتا اپنا سر پچھلے سجدے سے مگر اللہ تعالےٰ اُس کو معاف کر دیتا ہے۔ (غنیۃ الطالبین صہ۵۸)

ماہِ ذیقعدہ :- حضرت ابنِ عبّاس رضی اللہ عنہٗ سے روایت ہے ہر شب ذیقعدہ میں دو رکعت نماز پڑھے ہر رکعت میں تین بار سورۂ اخلاص پڑھے ثواب عظیم ہے۔

ماہِ ذی الحج :- نماز شب عرفہ میں یعنی نویں شب ذی الحجہ کتاب الاوراد میں مروی ہے کہ شب کو دو رکعت نماز پڑھے اوّل

میں آیۃ الکرسی سو بار دوسری میں سورۃ اخلاص سو بار پڑھے۔ ثواب بے حد ہے۔

صلوٰۃ التسبیح :- ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے چچا حضرت عباسؓ کو یہ نماز تعلیم فرمائی اور ارشاد ہوا کہ اگر ہو سکے تو روزانہ ایک بار پڑھ لیا کرو ورنہ ہفتے میں ایک بار یہ بھی نہ ہو سکے تو مہینہ میں ایک بار ہر سال میں ایک بار اور کچھ بھی نہ ہو سکے تو عمر بھر میں ایک دفعہ تو ضرور پڑھ لو اور فرمایا کہ اس کی بدولت دس طرح کے گناہ معاف ہوتے ہیں۔ اگلے، پچھلے، نئے، پرانے، خطاءً (جو بھولے سے ہو جائے) عمداً (جو جان بوجھ کر گناہ کیا جائے) صغیرہ۔ کبیرہ۔ پوشیدہ اور ظاہر۔ ترکیب یہ ہے کہ چار رکعت نفل صلوٰۃ التسبیح کی نیت کرے۔ سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ و سورت پڑھنے کے بعد رکوع سے پہلے پندرہ بار کہے۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ پھر رکوع میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم کے بعد دس دفعہ یہی تسبیح کرے پھر سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کے بعد دس دفعہ کہے پھر سجدہ میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کے بعد دس بار کہے پھر سجدہ سے اُٹھ کر دونوں سجدوں کے درمیان دس دفعہ اور دوسرے سجدہ میں دس دفعہ کہے اور

دوسرے سجدہ سے سر اٹھا کر سیدھا کھڑا نہ ہو بلکہ بیٹھا رہے اور دس دفعہ تسبیح کہہ کر دوسری رکعت کے لئے اُٹھے اس طریقہ سے یہ تسبیح ہر رکعت میں ۷۵ بار اور چاروں رکعتوں میں تین سو بار پڑھی جائے گی۔ بہتر ہے کہ اس نماز کو کم از کم جمعہ کی شب یا دن کو قبل نماز جمعہ ادا کرے۔

ایک دن رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے آپ نے یاروں سے فرمایا کہ جب تک ایک ختم قرآن مجید کا نہ کر لو نہ سوؤ (۲) جب تک غزا نہ کر لو (۳) جب تک رسول صلعم کو خوش نہ کر لو۔ (۴) حج نہ کر لو۔ (۵) خدا کو خوش نہ کر لو نہ سوؤ۔ جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ پانچوں باتیں فرمائیں سب متعجب ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ یہ پانچوں چیزیں ایک رات میں کیونکر کر سکیں گے فرمایا کہ کر سکو گے۔ جو یہ چاہے کہ میں شب میں قرآن مجید ختم کر لوں تو وہ ۲۵ دفعہ سورۂ اخلاص پڑھ لے اس کا ثواب ایسا ہے جیسا کہ ایک قرآن مجید ختم کیا اور جو یہ چاہے کہ میں غزا کروں تو دس بار کلمہ سبحان اللہ پڑھے گویا کہ اُس نے غزا کیا اور جو یہ چاہے کہ مجھ سے رسولِ خدا خوش ہوں تو وہ سو بار مجھ پر درود بھیجے اور جو یہ چاہے کہ شب کو حج کروں تو وہ سو بار کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الحکیم الکریم پڑھے تو گویا اُس نے ایک حج کیا۔ اور جو یہ چاہے کہ خدا تعالٰے مجھ سے خوش ہو تو رات کو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

کی کثرت سے۔ (از اسرار الاولیا ملفوظات خواجگانِ چشت)

سال بھر کے بزرگ اور متبرک دنوں میں روزے رکھو سنت ہے

(ماہِ محرم میں یکم سے دس تاریخ تک روزے رکھو)

فضائل حدیث شریف میں ہے کہ افضل روزوں کا بعد رمضان محرم کا روزہ ہے اور محرم کے سارے مہینہ میں روزے رکھنا سنت ہے اور عشرہ اوّل میں بہت تاکید ہے۔ حدیث شریف میں ہے محرم کا ایک روزہ اور مہینوں کے تیس ۳۰ روزوں سے بڑھ کر ہے۔ (کیمیائے سعادت) ص ۹۴

ماہِ رجب میں یکم سے آٹھ تک اور ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۲۷ و ۲۸ و ۲۹ تاریخ کو روزے رکھو۔ فضائل شیخ ہبتہ اللہ نے ساتھ اسناد اپنی کے میمون بن مہران سے ساتھ اسناد اپنی کے ابی ذرؓ سے انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے تحقیق آپ نے فرمایا جو شخص روزہ رکھے رجب کی پہلی کو برابری کی اس نے ایک مہینہ کے روزوں کی اور جو شخص روزے رکھے سات دن کے بند کئے جائیں گے اُس سے ساتوں دروازہ دوزخ کے اور جو شخص آٹھ دن کے روزے رکھے کھولے جائیں گے اُس کے لئے آٹھوں دروازے بہشت کے۔

ابی ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے

فرمایا کہ جو شخص رجب کی ستائیسویں دن کا روزہ رکھے تو لکھا جاتا ہے اسکے لئے ثواب ساٹھ مہینہ کے روزوں کا وہ پہلا دن ہے جس میں نزول فرمایا جبریل علیہ السلام نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ساتھ پیغمبری کے۔

(غنیۃ الطالبین۔ فتوح الغیب مترجم ۳۱۶ و ۳۲۲)

ماہِ شعبان میں یکم سے آٹھ تک اور ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ تاریخ کو روزہ رکھو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اے عائشہ تحقیق یہ ایسا مہینہ ہے کہ لکھا جاتا ہے واسطے موت کے فرشتہ کے اس میں نام اس شخص کا جو قبض کی جاتی ہے اُس کی روح اس برس کے باقی دنوں میں پس میں دوست رکھتا ہوں کہ نہ لکھا جاوے نام میرا مگر ایسے حال میں کہ میں روزہ دار ہوں۔

(غنیۃ الطالبین ص ۳۲۹)

ماہِ رمضان المبارک میں کل روزے رکھو۔ فضائلِ حدیث شریف میں ہے کہ رمضان شریف کا ایک روزہ ماہ حرام کے تیس ۳۰ روزوں سے بڑھ کر ہے۔ (کیمیائے سعادت ص ۹۴)

ماہِ شوال میں دوسری سے سات تاریخ تک روزے رکھو۔ فضائل حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس نے رمضان شریف کے روزے رکھے اور اُن کے پیچھے چھ روزے ماہِ شوال کے رکھے وہ اپنے گناہوں سے ایسا پاک ہو جائے گا کہ جیسے ماں کے پیٹ سے پیدا

ہوا ہے اور فرمایا ہے کہ جس نے رمضان کے روزے رکھے اُن کے پیچھے
چھ روزے شوال کے رکھے اُس کو تمام عمر کے روزوں کا ثواب ہوگا۔

ماہ ذی الحجہ میں یکم سے ۹ تاریخ تک روزے رکھو۔ فضائل حدیث
شریف میں ہے کہ کوئی عبادت کسی وقت خدا تعالےٰ کے نزدیک فاضل تر
اور محبوب تر عشرۂ اوّل ذی الحجہ سے نہیں ہے اور اُس عشرۂ سے ایکدن
کا روزہ رکھنا ایک سال کے روزے رکھنے کے برابر ہے۔

(کیمیائے سعادت صفحہ ۶۴)

ماہِ حرام کے روزے رکھا کرو۔ فضائل ماہِ حرام چار ہیں۔ محرم۔ رجب
ذیقعدہ۔ ذی الحجہ اور فاضل تر ذی الحجہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فرماتے ہیں کہ جو کوئی ماہِ حرام سے پنجشنبہ۔ جمعہ۔ شنبہ کو روزے رکھے اُس کے
واسطے سات سو برس کی عبادت لکھی جائے گی۔ (کیمیائے سعادت صفحہ ۹۴)

ایامِ بیض کے روزے رکھا کرو۔ فضائل حدیث شریف میں آیا ہے
کہ روزہ رکھنا تیرھویں دن کا برابر ہے تین ہزار سال کے روزے رکھنے کے
اور روزہ رکھنا چودھویں دن کا برابر ہے چار ہزار سال کے روزے رکھنے کے
اور جو شخص روزے رکھے دن پندرھویں میں تو برابر ہے ایک لاکھ اور تیرہ
ہزار سال روزہ رکھنے کے۔

روایت ہے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

کہ جو شخص روزہ رکھے تین دن کا ہر مہینہ میں تو اُس نے ہمیشہ روزہ رکھا۔

(غنیۃ الطالبین۔ فتوح الغیب مترجم صفحہ ۴۶۶)

طالبین کے لئے متفرق نصیحتیں

طالبین اپنی اصلی غرض اور مقصود رضائے حق کو سمجھیں اور پیر سے ہر
کام کے لئے تعویذ گنڈے نہ مانگا کریں بلکہ اس سے دین سیکھیں تاکہ دونوں
عالم کے کام درست ہوں البتہ دعا کرانے کا مضائقہ نہیں ایسا خیال نہ کریں
کہ پیر صاحب کے پاس گیا جائیں نذرانہ تو ہے نہیں۔ پیر کے پاس آنے
جانے میں تامل نہ کریں کیونکہ اس کی صحبت سے نفس اور شیطان ناراض
ہوتا ہے ان دونوں کو ناراض ہی کرنا مناسب ہے اور تقدیر کے مسئلے میں
کبھی گفتگو نہ کرو۔ شیخ نے جو تعلیم کر دیا ہے اُس کو کئے جاؤ حق تعالےٰ
کامیابی عطا فرمائے گا اور کسی شخص پر لعنت ملامت نہ کرو اگر حقیقت میں
اُس شخص میں شرعاً عیب موجود ہو تو اُس عیب کو اپنے میں تلاش کرو
اگر وہی عیب موجود ہو تو توبہ کرو اگر موجود نہ ہو تو حق تعالےٰ کا شکریہ ادا کرو کہ
تم اُس گناہ سے محفوظ ہو اور لازم ہے تم کو اُس شخص کے لئے غائبانہ دعا کرو
بعد اُس کے خلقِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اختیار کر کے اُس شخص کو
تنہائی میں نصیحت کرو، انشاء اللہ تعالےٰ اُس کو ہدایت ہوگی اور اگر تم

اپنے اندر کوئی صفت کمال کی دیکھو تو اُسکو اچھی صفت سمجھو مگر اپنے کو اچھا
نہ سمجھو۔ اس طرح سے کہ یوں سمجھو شاید میرے اندر کوئی برائی ایسی ہو کہ اُس کے
ہوتے ہوئے یہ کمال میرے کام نہ آوے۔ اسی طرح اگر دوسرے کے اندر
کوئی بُرائی دیکھو تو اُس کو تو بُری صفت سمجھو مگر اُس کو بُرا نہ سمجھو اسی طرح
سے کہ یوں سمجھو شاید اُس کے اندر کوئی بھلائی ایسی ہو کہ اُس کے ہوتے
ہوئے یہ بُرائی اُس کی معاف ہو جاوے اور بچو اس سے کہ بددعا کرو
کسی پر مخلوق میں سے اگرچہ وہ ظلم کرے اور قسم نہ کھاؤ اللہ عزوجل کی
سچی اور نہ جھوٹی جان بوجھ کر اور نہ بھول کر اور حق تعالیٰ سے دعا کیا کرو
کہ اے اللہ ہم کو بچا اُس علم سے جو نفع نہ دے اور اُس دل سے جو
نہ ڈرے اور دنیا و آخرت کی سب بلاؤں سے اور یہ خیال رکھو کہ خلق کی
نظر عمل پر ہے۔ خدا تعالیٰ کی نظر نیت پر ہے۔

طریقت کی نصیحتوں پر عمل کرو

حضرت پیرانِ پیر دستگیر غوث الاعظم محمد عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ
کی کتاب غنیۃ الطالبین۔ فتوح الغیب مترجم کے حاشیہ پر تحریر ہے۔
حکایت مشہور ہے بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے جب دیکھا
انھوں نے خدائے تعالیٰ کو خواب میں پس کہا واسطے اُس کے کیونکر

ہے راہ طرف تیری۔ فرمایا خدائے تعالیٰ نے چھوڑ دے نفس اپنے کو اور آ پس
کہا بایزید بسطامی نے پس نکل گیا میں نفس اپنے سے جس طرح کہ نکل جاتا
ہے سانپ ص۸۷ حاشیہ جب تک تو مخلوق کے تعلق سے فنا نہ ہو جاوے اور
جمیع احوال میں اُن کی طرف اپنے دل کو پیٹھ نہ پھیرے اور تیری ہوا سوائے خدا
کے امر اور نواہی کی مخالف ہے دور نہ ہو جاوے اور تیری خواہشیں اور
آرزوئیں زائل نہ ہو جاویں تو اپنے منہ کا پردہ اور برقعہ نہ اُتار اور مردانگی
کا دعوٰے نہ کر۔ ص۲۸۵ حاشیہ۔ آخرت کا طالب دنیا سے نفرت کرے اور
اللہ کا طالب آخرت سے نفرت کرے۔
دنیا آخرت کے لئے چھوڑے اور آخرت پروردگار کے لئے جب تک
اس کے دل میں دُنیا کی کوئی شہوت یا کوئی لذّت یا کسی کھانے پینے پہننے
نکاح کرنے، سواری کرنے ولایت ریاست سوا عبادت خمس کے کسی علم
کے حصول اور محدّث بننے یا قاری بننے یا نحوی بننے یا لغوی بننے)
فصیح بلیغ ہونے کی خواہش ہے اور خواہش ہے کہ فقر دور ہو کر تونگری
ہو جاوے اور رنج دور ہو کر عافیت آجاوے جب تک اُن میں سے
کسی امر کی خواہش ہے تو سچا زاہد نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
فرماتے ہیں کہ دنیا سے نفرت دل اور بدن کو آسائش بخشتی ہے جب تک
ان میں سے کوئی چیز دل میں باقی ہو تو ویسی ہی غم چھپا ہیں۔
ص۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳ حاشیہ

جب بندہ دنیا آخرمیں سب چیزوں سے فنا ہو جاتا ہے اور اللہ تعالےٰ
کے سوا کسی چیز کو نہیں چاہتا اور سب چیزیں اُس کے دل سے نکل جاتی ہیں
تو اللہ تعالےٰ تک پہونچ جاتا ہے اور اللہ تعالےٰ اُس کو پسند کر لیتا ہے اور
دوست کر لیتا ہے اور اُس کو مخلوق کا دوست بنا دیتا ہے ص۵۳۵ حاشیہ
خدا کے سوا سب طرف سے نظر بند کر اور کسی چیز پیا چھی آنکھیں نہ کھول جب
تک کسی چیز کی طرف تیری نظر ہے جب تک خدا کے فضل کی جہت اور اُسکے
قرب کی جہت تیرے لئے نہیں کھولی جاتی تو اپنی توحید اور نفس کو فنا کرنے
اور اپنے آپ کو فنا کرنے اور اپنے فنا ہو جانے کے جاننے کے ساتھ سب
طرفین بند کر اَب تیرے دل کی آنکھ میں اللہ تعالےٰ کے فضل عظیم کی جہت
کھل جاوے گی جس کو تو اپنی ظاہری آنکھوں سے دیکھ لے گا ص۵۴۶ حاشیہ
درویشی کی حقیقت یہ ہے کہ تو اپنے جیسے کی طرف محتاج نہ ہوئے
اور غنی کی حقیقت یہ ہے کہ تو اپنے جیسے سے بے نیاز ہو جائے۔ ص۶۳۷۔
میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ اگر مالداروں کی صحبت کا اتفاق پڑ جاوے
تو اُن پر بزرگی ظاہر کر اور درویشوں کی صحبت میں ذلت ظاہر کر ص۶۴۳ حاشیہ
تو اللہ تعالےٰ کے ساتھ ایسا ہو کہ گویا مخلوق موجود نہیں اور مخلوق کے نزدیک
ایسا ہو کہ گویا نفس موجود نہیں جب تو مخلوق کو نیست سمجھے گا تو تو اللہ تعالےٰ کو
پالے گا۔ ص۶۴۹ حاشیہ۔ فقیر کے آداب میں اپنی فقیری میں پس لازم ہے

فقیر کو یہ کہ اُس کی شفقت اپنی فقیری پر جیسے شفقت غنی کی اپنی غنا پر پس
جیسے تحقیق غنی کرتا ہے ہر چیز کو اور کوشش کرتا ہے تاکہ دور نہ ہو اُس کی غنا پس
اسیطرح لازم ہے فقیر کو یہ کہ کرے مثل اُسکے تاکہ نہ دور ہو اسکی فقیری پس نہ مانگنے لگے اللہ عزوجل سے
اپنی فقیری کا دور ہونا طرف اپنے غنا ہو نیکے یا ہاتھ مارے زندگی کے اسباب و کسب کرنے اور سببوں کو
واسطے غنی ہونے کے اور بہت ہونے مال کے نہ واسطے عیال اور بچانے سوال کے نفس کے
وقت تنگی کے اور فقیر کی شرط سے ہے یہ کہ نہ ٹھیر جاوے ساتھ اپنی کفایت
کے اور نہ لے اُس سے زیادہ کسی حال میں ص۶۲۷۔ فرمایا حضرت حاتم
رحمۃ اللہ علیہ نے کھڑا ہووے نماز میں ساتھ امر کے اور چلے ساتھ طلب
ثواب کے اور داخل ہووے ساتھ نیت کے اور تکبیر کہے ساتھ تعظیم کے
اور قرأت پڑھے ساتھ ترتیل کے اور رکوع کرے ساتھ خشوع کے اور
سجدہ کرے ساتھ تواضع کے اور تشہد پڑھے ساتھ اخلاص کے اور سلام
کہے ساتھ رحمت کے اور کہا معرفت یہ ہے کہ جنّت کو اپنے داہنے اور
دوزخ کو اپنے بائیں اور صراط کو اپنے پاؤں کے نیچے اور میزان کو اپنی آنکھوں
کے نیچے اور ربّ العزّت اور بزرگی والے کو گویا کہ تو اُس کو دیکھتا ہے تو اگر
اس کو نہیں دیکھتا ہے تو وہ تجھ کو دیکھتا ہے ص۵۴۶۔
حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ مکّہ میں تھے پس دیکھا ایک لڑکا اولاد میں سے
حضرت علی بن ابی طالب رضؓ کے تحقیق۔ اپنی پیٹھ لگائے ہوئے طرف کعبہ وعظ

کرتا تھا لوگوں کو پس کھڑے ہوئے حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اور کہا اُس سے
کیا ہے دین کی جڑ پس اُس نے کہا پرہیزگاری۔ پس پوچھا کیا ہے دین کی آفت
کہا طمع۔ (غنیۃ الطالبین ص ۲۳۰)۔

فقیروں کے آداب میں سے وقت کھانے کے اُن آداب میں سے
یہ ہے کہ نہ کھا دیں حرص سے اور نہ غفلت سے بلکہ یاد کریں اللہ تعالےٰ کو
اپنے دلوں سے کھانے کے وقت۔ (غنیۃ الطالبین ص ۶۳۳)

۷۸۹

شریعت و طریقت

قَالَ لَهُ مُوسَىٰ هَلْ أَتَّبِعُكَ عَلَىٰ أَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا ۝ قَالَ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلَىٰ مَا لَمْ تُحِطْ بِهِ خُبْرًا ۝

ترجمہ:۔ موسیٰؑ نے خضرؑ سے کہا کہ آپ اجازت دیں تو میں آپکے ساتھ رہوں بشرطیکہ جو علم باطنی آپ کو سکھایا گیا ہے اس میں سے آپ کچھ مجھکو بھی سکھا دیں (خضرؑ نے) کہا تم سے میرے ساتھ ہرگز صبر نہ ہو سکے گا اور جو چیز تمہاری آگاہی کے احاطہ سے باہر ہے اُس پر تم کیسے صبر کر سکتے ہو۔
(پارہ ۵ ۔ ۱۵ سورۂ کہف ع ۹)

اللہ تعالےٰ جل جلالہٗ نے اپنے کلام قدیم میں جو موسیٰ علیہ السلام اور خضر علیہ السلام کی ملاقات کا آیاتِ متبرکہ مسطور الصدر میں ذکر فرمایا ہے اِس سے وہ کون سا علم مراد ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسے اُولوالعزم رسول کو سیکھنا ضروری تھا۔ ایسا صاحبِ شریعت رسول بفرمانِ الٰہی خضر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوتا ہے اور اُس کی درخواست پر جواب

ملتا ہے کہ آپ سے تو ہمارے ساتھ ہرگز صبر نہ ہو سکے گا۔ تقریباً یہی صورت
ہر طالب صادق کو پیش آنے والی تھی۔ اسی لئے اللہ تعالٰی نے اپنے بندوں
پر جناب رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے یہ امر اپنے کلام
قدیم میں واضح فرما دیا۔ اور اس اُمتِ مرحومہ کے لئے یہ واقعہ برائے تعلیم
ارشاد فرمایا ہے۔ اس مسئلہ کو ہم وضاحت سے ہدیۂ ناظرین کرنا چاہتے ہیں
تاکہ انسانی شکوک اور وہم وقیاس جو اولیاء اللہ اور خاصانِ خدا کی خدمت
میں پہونچ کر گشایش باطنی میں سدِ راہ ہو جاتے ہیں اور یہ بیچارہ خاکی قیاس
خود اپنے علوم شرعیہ کو اربابِ باطن کے آئین طریقت سے بعض وقت
متضاد سمجھ کر سوئے ظنی کا مرتکب ہو جاتا ہے حالانکہ وہ برگزیدہ پاک وجود
اتباعِ سنت اور شریعت حقہ کی تابعداری میں بہترین خلائق ہیں جو بات
بظاہر خلافِ شریعت ان بزرگواروں سے سرزد ہو رہی ہے وہ بحکم الٰہی
کسی خاص حکمت سے عمل میں لائی جاتی ہے اور فی الحقیقت وہ عین
شریعت کے مطابق ہوتی ہے۔ جیسے عنوان مضمون قرآنی واقعہ موسیٰ
علیہ السلام وخضر علیہ السلام سے نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ باوجود اقرار لینے کے
موسیٰ علیہ السلام سے صبر نہ ہو سکا اور وہ ہر ایک واقعہ پر جو بظاہر خلافِ شریعت
نظر آتا تھا فوراً پوچھنے لگتے تھے کہ آپ نے یہ کشتی کیوں توڑ دی اور اس
لڑکے کو کیوں مار ڈالا اور یہ دیوار بلا معاوضہ کیوں بنا دی اور تیسری مرتبہ

مجبوراً خضر علیہ السلام کو کہنا پڑا۔ هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِيْ وَبَيْنِكَ۔ کہ لیجئے اب ہم
میں اور آپ میں جدائی ہوتی ہے۔ اسی واقعہ کو حضرت عارف رومیؒ مثنوی
شریف میں ذکر فرماتے ہیں ؎

صبر کن بر کارِ خضر بے نفاق — تا نگوید خضر رو ھٰذا فراق
گرچہ کشتی بشکند تو دم مزن — گرچہ طفلے را کشد تو مو مکن

یعنی اے طالبِ صادق تیرا خضر بے ریا اور پیر کامل جو کام کرے یا
اُس کے کرنے کا حکم دے تو اس کے ہر ایک حکم پر صبر کر حجت نہ کر۔ ایسا نہ ہو
کہ وہ تجھے بھی کہہ دیں کہ چلو رخصت وہ خواہ کشتی کسی بے گناہ کی توڑ دیں
تو اُف نہ کر اور خواہ کسی لڑکے کو خضر کی طرح مار ڈالیں تو اپنے بال کھسوٹ
اور اپنے علم شریعت سے معترض نہ ہو۔ صبر سے دیکھتا رہ۔ انشاء اللہ تعالٰی
حقیقت منکشف ہو جانے پر تجھے معلوم ہو جائے گا کہ وہ سب کام عین شریعت
کے مطابق تھے۔ چنانچہ موسیٰ علیہ السلام کو بھی پتہ چل گیا تھا کہ جو باتیں
خلافِ شریعت نظر آتی تھیں وہ سراسر رازِ سربستہ الٰہی تھے اور ضعیف عیالدار
کشتی والے کی کشتی خضر علیہ السلام نے اپنا عصا مار کر بظاہر بیکار کر دی تھی
مگر اس میں یہ حکمت تھی کہ غاصب اور ظالم بادشاہ وقت اس وقت رعایا
کی کشتیاں بیگار میں پکڑنے والا تھا اس کے معمولی نقص کی وجہ سے اسکو
چھوڑ دیا اور جوان و فارغ البال لوگوں کی اچھی اچھی کشتیاں بیگار میں

پکڑلی گئیں اور بالآخر وہ ناکارہ کشتی ہی رہ جانے سے اس سے ضعیف و
ناتواں کثیر العیال کشتی بان کا گذارہ چلنے کے علاوہ اتنا سرمایۂ اجرت جمع ہو
گیا کہ جس سے وہ نئی کشتی بنانے کے قابل ہوگیا۔ اسی طرح جو لڑکا مارا گیا
اس کی نسبت یہ امر فیصل شدہ تھا کہ اگر وہ بالغ ہو جاتا تو اپنے صالح ماں
باپ اور عامۂ خلایق کے لئے نہایت ضرر رساں ثابت ہوتا۔ اس کے قتل میں
بھی بہت سے نفوس کی ہلاکت و غارت گری سے رہائی متصور تھی اور
اسی طرح نابالغان کی دیوار کی مرمت بلا معاوضہ اس لئے کی گئی تھی کہ اگر
وہ دیوار گر جاتی تو نابالغان کا دفینۂ ترکۂ پدری آشکارہ ہوکر ضائع ہو جاتا
جب وہ بالغ ہو جائیں گے تو خود متصرف ہو سکتے ہیں۔ مگر افعالِ بالا کی
حقیقت مخفی ہو نے کی وجہ سے بار بار بے تابی کے ساتھ اولوالعزم
رسول بھی سوال کرنے سے باز نہ رہ سکے اور اسی وجہ سے وہ بالآخر جدائی پر
مجبور کئے گئے۔ یہ سارا رکوع اسی واقعہ کی تفصیل میں نازل ہوا ہے۔ اگرچہ
ہم نے اشارۃً صرف ابتدائی آیات بطور تمہید لکھ دی ہیں آئندہ ہم اسی
موضوع میں چند تماثیل و نظائر پیش کرتے ہیں جو خاصانِ خدا کے لئے
متوسلین کو پہلے پہلے پیش آتے رہے ہیں اور لطف یہ ہے کہ جس قدر
طالبِ حق بہ گمانِ خود پابندِ شریعت ہے اسی نسبت سے اس کے وہم میں
کاملین خلافِ شریعت نظر آتے ہیں حالانکہ بات صرف یہ ہے کہ ۔

دیدہ برائے آں بیند کہ خود نمے بیند

آنکھ تو محض اس وجہ سے کائناتِ عالم کا مشاہدہ کر رہی ہے کہ وہ اپنے
آپ کو نہیں دیکھتی ہے۔ اگر وہ اپنے آپ کو دیکھنے کی سعی بھی کرے تو وہ پھر
کچھ بھی نہیں دیکھ سکتی۔ یہی خرابی ہے کہ طالبِ حق کو اپنے علم، اپنے ارادہ،
اپنی ہستی سے تو قطع نظر کرکے محض مقصود کی طرف ہی نظر کرنی ہے تب
حقیقت منکشف ہو سکتی ہے وہ اپنے علمِ شریعت کو بھی دیکھتا ہے اور پھر
اسرارِ طریقت کو بہ ظاہر مخالف معلوم کرکے متوحش ہو جاتا ہے اگر وہ اپنے
دعوے علم سے بے علمی حاصل کرے تو پھر شریعت و طریقت دو قالب یکجان
نظر آنے لگیں اور ان میں تفاوت کا شائبہ بھی نہ رہے۔

قرآنِ کریم کے واقعۂ صادقہ مذکورہ بالا کو ہم خیر القرون کی طرف رجوع
کرتے ہیں اور حضرت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دربارِ ہدایت
نشان سے نورِ معرفت حاصل کرنا چاہتے ہیں جہاں شریعت ہے تو اصلی
معنوں میں نہایت اخلاص و صداقت و تقویٰ و طہارت کا بہترین نمونہ نظر
آتا ہے اور طریقت ہے تو سردار الاصفیا اور سرتاج الاتقیا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم
کی صحبت فیض درجت کی بدولت ایسی منور و بے ریا ہے کہ قیامت تک وہ
انجمن کواکب طالبانِ طریقت کے لئے ہادی و رہنما ہے کوئی سلسلہ کوئی خاندان
و خانوادہ فیضیاب و جاری نہیں رہ سکتا تاوقتیکہ وہ اس پاکیزہ گروہ کے

ذریعہ اس پیکرِ قدس کے ساتھ منسلک نہ ہو جاوے اُس مقدس گروہ میں بھی
صدیق ہیں جو بلا چون وچرا اپنی شمع ہدایت پر پروانہ وار جان نثار ہو گئے اور پہلے
ہی نظر میں حجت و دلیل کی گنجائش نہ رہی۔ بعض خوش نصیب کلام پاکیزہ
اور مواعظِ حسنہ سے متاثر ہو کر کامل الیقین ہو گئے۔ کچھ لوگ معجزات دیکھ کر
حق تک پہونچ گئے مگر ان میں اکثر صحابیؓ ایسے بھی تھے جنکو بعض کلام خلاف
عقل و آئین معلوم کر کے سوال کرنے میں اوّل دل میں خلش باقی رہنے کا
خطرہ باقی تھا۔ چنانچہ روایت ہے کہ ایک صحابیؓ نے گھی کا بھرا ہوا برتن اپنے
مکان میں لاکر رکھا اور اس کو صاف کرنے کے لئے باہر آگ لینے کے لئے
نکلے جب واپس آئے تو دیکھا کہ ایک کتا مکان میں سے نکل رہا ہے
جس کا مُنہ گھی سے آلودہ ہے اندر جاکر دیکھا تو برتن گھی سے کچھ خالی تھا
پس فکر مند ہو کر صاف کرنے کے بجائے حاضرِ خدمتِ نبویؐ ہو کر عرض کیا کہ
اس گھی کے متعلق کیا حکم ہے۔ حضورِ والاؐ نے فرمایا کہ تم نے اپنی آنکھ سے
کتے کو کھاتا ہوا نہیں دیکھا وہ گھی صاف کر لو اور کام میں لے آو۔ صحابیؓ
کو حکمِ حضورؐ میں سرتابی کی تو کیا مجال تھی۔ مگر طبیعت اندر سے متوہم سی
رہی۔ خیر گھی کو آگ پر رکھ کر صاف کیا اور علیحدہ برتن میں رکھ لیا۔ کچھ گھی
میں کباب بنانے کے لئے ایک مرغ ذبح کیا اور اپنی تلوار خون آلود ہاتھ
میں لئے ہوئے ہی برتن لانے کے لئے کوٹھری میں گئے تاکہ اس میں گوشت

صاف کر کے رکھیں اچانک ایک چیل فضائے آسمانی سے گری اور مرغ مذبوحہ
کو اٹھا کر لے اڑی۔ صحابیؓ نے باہر نکل کر دیکھا تو تلوار لئے ہوئے ہی چیل
کے پیچھے دوڑے چند قدم پر ویرانہ میں چیل کے پنجوں سے مرغ چھوٹ
کر گر پڑا یہ لپک کر وہاں پہونچے۔ چیل تو اس عرصہ میں مرغ کو اُڑا کر لے
گئی۔ مگر کیا دیکھتے ہیں کہ وہاں ایک تازہ لاش انسانی پڑی ہوئی ہے پس
گھبرا کر لوٹے کہ اپنے مرغ کا تعاقب کریں جس وقت اس ویرانہ کے دروازہ
سے نکلنے لگے تو ان کو اس متوحش ہیئت کذائی سے دیکھ کر ایک شخص
نے ان کو پکڑ لیا اور دریافت کیا کہ صورت مضطربانہ تلوار ننگی خون آلودہ
ہاتھ میں آپ یہاں سے کس طرح نکلے۔ انہوں نے بہت کچھ اپنا واقعہ
مرغ اور چیل کا بیان کیا مگر مخاطب ان کو بالجبر اندر لے گیا۔ وہاں جاکر
دیکھا کہ ایک لاش مردہ انسان کی پڑی ہوئی ہے اب تو اس کا گمان
یقین کے درجہ کو پہونچ گیا کہ ضرور اس نے ہی قتل کیا ہے۔ القصہ یہ مقدمہ
حضورِ والاؐ میں پیش ہوا۔ آپؐ نے نورِ نبوّت سے معلوم کر کے حکم دیا کہ یہ
بھی بے قصور ہے۔ تب اس صحابی کو اپنے پہلے واقعہ گھی کی ماہیت اور
اس موخرالذکر صورت کی نوعیت متحدہ اور اس کی حقیقت پر آگاہی ہوئی
ہے۔ ایسے ہی صلح حدیبیہ میں تمام شرائط مسلمانوں کے حق میں بظاہر خلوبانہ
اور توہین و تذلیل نما معلوم ہوتی تھیں کہ اگر مسلمان کوئی کافروں میں سے مدینہ

طیبہ جانا چاہے گا۔ تو اسکو اجازت نہیں ہوگی چلا جاوے گا تو وہ واپس دے دیا جاوے گا خواہ اس کے ساتھ سختی ناروا ہی کی جائے اور جو مدینہ شریف سے کوئی شخص کفار میں جانا چاہے تو وہ جا سکے گا۔ مسلمان عمرہ ادا کرنے کے لئے امسال مکہ معظمہ میں داخل بھی نہ ہو سکیں گے۔ وغیرہ وغیرہ ایسے واقعات کی حقیقت کما حقہ نہ سمجھنے کی وجہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسے غیور اور جلیل القدر صحابی اور سارے مسلمان بیتاب ہو گئے اور یہ ماہیت اس پیکر قدس اُمی لقب سردار دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہی ارادۂ غیر متزلزل میں ہی مخفی تھی جو فتح مبین کا لقب بارگاہِ لم یزلی سے حاصل کر چکی تھی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا جو نیرِ اسلام کے درخشاں ستارے اس عہدنامہ کی رُو سے پابند گرفتار جس قریش بنے اِن کے اخلاقِ حسنہ اور نورِ ایمان نے درندہ سیرت قریش کو اپنا گرویدہ بنا لیا اور بعض شجاع دمن چلے نو مسلم ان کی یعنی قریش کی اذیت کے متحمل نہ ہو کر شام کے راستہ میں پناہ گزین ہوئے اور تجارتِ قریش کے مزاحم ہو گئے۔ اہلِ مکہ کی معیشت تنگ کر دی یہاں تک کہ قریش کو خود ہی تجدید عہد کر کے یہ دفعہ عہدنامہ سے نکلوا دینے کی التجا کرنا پڑی۔ دوسری جانب جو مرتد مدینہ منورہ سے قریش کے پاس چلے گئے ان کا وجود مفسدہ پرداز اسی قابل تھا کہ ظلمت کدہ کفر میں چلا جاوے۔ کچھ عرصہ کے بعد فتح مکہ کے روز صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم

اجمعین نے دیکھ لیا کہ فی الحقیقت وہی صلح حدیبیہ جسکو غیور صحابہؓ ناگوار خاطر سمجھتے تھے فتح مبین اور اشاعتِ اسلام کا بڑا بھاری سبب بن گئی۔ چوتھی مثال اب اربابِ طریقت کے اقوال میں تلاش کرتے ہیں۔ لسان الغیب حضرت حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

بمے سجادہ رنگین کن گرت پیر مغاں گوید
کہ سالک بے خبر نبود ز راہ و رسم منزلہا

یعنی پیرِ مغاں دوسرے لفظوں میں شیخِ طریقت حکم دے تو اے طالبِ صادق تو اپنی جائے نماز کو شراب میں رنگ لے کیونکہ وہ اس راستہ کے واقف اور سالک و رہنما ہیں وہ طریقت کی راہ و رسم سے بے خبر نہیں ہیں۔ مجھے یاد ہے کہ جب دیوانِ حافظ عہدِ شباب میں ایک پیر مرد درویش کابل سے راقم الحروف نے پڑھنا شروع کیا تو پہلی غزل کا یہ تیسرا ہی شعر تھا نماز روزے کی پابندی، مسائلِ فقہیہ کی دلچسپی، تقوے کا خیال طبیعت کوری زاہدانہ فوراً ہی خطرات کا فانوس خیال میں تو اتر ہجوم ہونے لگا کہ کتاب ایسی مشہور مضمون ایسے خلاف شرع اب تک تو صرف یہ پڑھا تھا کہ ایک قطرہ شراب بھی کپڑے پر لگ جائے تو نماز نہیں ہوگی۔ اب جائے نماز ہی شراب میں رنگنے کا حکم مل رہا ہے۔ ممکن ہے کہ کوئی سطحی خیال کے ادیب فارسی اُس وقت اُستادی کا حق ادا کرتے ہوتے تو شراب سے عشقِ الٰہی یا توجہ الی اللہ وغیرہ

مراد لے کر تسلی کر دیتے ۔ مگر نہیں خدا تعالےٰ مغفرت کرے ۔ میاں جی صاحب
دادری والے باخدا درویش تھے فرمانے لگے کہ عزیز تیرا ہی ہم خیال ایک
طالب علم زاہد خشک متبع شریعت اپنے استاد کے پاس حاضر ہو کر اس
دیوان کو پڑھنے لگا اور یہاں پہونچ کر وہ بھی تمہاری طرح متامّل ہو گیا مگر
اس کے اُستاد ارباب بصیرت میں سے تھے انہوں نے فرمایا کہ بھائی
اپنی دہی فقہ کی کتاب لے آؤ یہ سبق ابھی رہنے دو ۔ چنانچہ اُس نے حسب الحکم
کتاب فقہ اور حدیث شروع کر دی ۔ مگر چند روز کے بعد مولوی صاحب
نے بلا کر فرمایا کہ دیکھ ہمارا حکم نہ مانوگے تو دار العلوم سے نکال دیئے جاؤ گے
وہ عرض کرنے لگا حضرت حضور کا حکم لبسر و چشم بجا لاؤں گا ہرگز عذر نہ کرونگا
اس عہد تازہ کے بعد آپ نے مبلغ یکصد روپیہ عنایت فرمائے اور حکم دیا کہ
دیکھو یہاں شہر میں فلاں فاحشہ طوائف ہے اُس نے ایک نو عمر لڑکی
محض اس غرض سے پالی ہے اب اس کا اعلان ہے کہ سَو روپیہ لے کر وہ اپنے
یہاں شب باش رکھ سکتی ہے ۔ بس تم وہاں جاؤ اور رات کو یہ روپیہ
حسب الطلب ادا کر کے اُس لڑکی کے ساتھ مباشرت کرو بصورت حکم
عدولی مدرسہ سے نکال دیئے جاؤ گے ۔ لڑکا بڑا حیران ہوا مگر تاکید پر روپیہ
لے کر مسجد سے روانہ ہوا جس وقت راستہ میں فاحشہ کا تصور خیالی اور زنا
کی حدود وعید قرآنی یاد آتی تھی تو کانپ اٹھتا تھا یہ ہے صاف راستہ

شریعت کا کہ اس کی تابعداری میں گویا انسان یقینِ کامل کے ساتھ عامل ہو
جاوے مگر اب اس کو طریقت کے راستے چلایا جاتا ہے جو بظاہر متضاد مگر
فی الحقیقت محافظ شریعت اور خادم شریعت ہے ۔ اِس نوجوان کی عجیب
حالت ہے ؎

شریعت مے فرماید پاک دامن باش — طریقت مے فرماید بے ما و من باش
شریعت را استاد باید طریقت را پیر — درخت را آب باید طفل را شیر

اُب تک تو اس نوجوان نے شریعت کا سبق پڑھا تھا اور یہ بھی سیکھا
تھا کہ پاک دامنی اختیار کر ۔ مگر اب پیرِ طریقت کی تعلیم ہے کہ اپنے میں اور ہمہ دانی
کو چھوڑ دے وہ تیری باطنی پاکی کا سبب اوّلین ہے اس نوجوان طالب
علم سے جس کی ہستی وہمی بمصداق العلم حجاب الاکبر اس کے مٹنے میں مانع ہو
رہی ہے اور وہ اپنے ابتدائی مسائل پڑھنے پر نازاں ہے وہی اس کا علم اس
حکم کی تعمیل میں مانع ہو رہا ہے مگر ساتھ ہی فکر دامن گیر ہے اگر آئندہ تعلیم
بند ہو گئی ایسا خلق مجسّم اور ماہر علوم کامل استاد کا ملنا محال ۔ پس اسی
تردد میں اس کی فکر رسا مفتی بنی اور فیصلہ ذہنی صادر ہو گیا کہ استاد صاحب
عالم الغیب تو ہیں ہی نہیں یہ صفت تو خاص اللہ تعالےٰ کی ہے اور غیر محرم
پر نظر ارادی ڈالنا گناہ ۔ زنا کبیرہ گناہ ۔ یہ دو کام تو کر نہیں سکتا رات کو روپیہ
دے کر وہاں نوافل و تسبیح میں گذار دوں گا ۔ مولوی صاحب خوش ہو جائینگے

روپے ضائع ہوئے تو ان کے میرا تو ایمان بچ رہا اور اس بہانہ سے سبق بھی جاری رہے گا۔ پس اس خیال کے ساتھ ہی ملّا کے جی میں آگیا۔ بلا تامّل طوائف سے گفتگو کر روپیہ دے اور مکان خلوت خاص میں جا پہونچے۔ نیچی نگاہ سر منڈا ہوا چند بال داڑھی کے نورانی چہرہ پر آغاز سبزہ کا پتہ دے رہے ہیں مگر مہرِ نماز گویا چہرے پر مہرِ حیا ہے کہ پانی پانی ہوئے جاتے ہیں لڑکھڑاتی ہوئی آواز میں اُس نوخیز دوشیزہ لڑکی سے مخاطب ہوئے۔ تم اطمینان کے ساتھ آرام کرو اور جب تک میں گفتگو نہ کروں مجھ سے خود کلام نہ کرنا۔ ایک کونہ میں چادر بچھائی اور رُو بہ قبلہ ہو کر اللہ اللہ کرنے لگے۔ گو نگاہیں نیچی اور دل میں ہیبتِ الٰہی کے جذبات حدودِ شرعیہ سے متجاوز ہونے کی اجازت نہیں دیتے تھے مگر اس طلسمی کمرے کی سجاوٹ عطر و خوشبو کی مہک پھولوں سے سجی ہوئی سیج پھر ایک فتنہ خیز مقناطیسی کشش جو ہاروت و ماروت جیسے فرشتوں کو بھی چاہ بابل جھکا کر چھوڑے۔ مگر قربان جایئے اس مقدس شریعت کے کہ ہمارا نوجوان اپنے قوائے محسوسہ کو حدودِ شریعت سے مغلوب اور اپنے جذباتِ امارہ کو ہیبتِ الٰہی سے مفقود کرنے میں یہاں تک کامیاب ہوا کہ دل میں لغزش تک نہ آئی۔ کچھ رات یادِ الٰہی میں گذری۔ نیند کا غلبہ ہوا تو وہاں ہی میٹھی اور آزاد پاکیزہ خوابِ استراحت کے مزے لے کر حسبِ معمول بہت سویرے اٹھا۔ مسجد میں داخل ہونے

سے پہلے ارادۂ غسل کیا اور دانستہ کپڑے پانی میں تر کر لئے تاکہ دیر تک غسل کا اثر باقی رہے اور مولوی صاحب تعمیلِ حکم میں کسی قسم کا شبہ نہ فرمائیں۔ بعد نمازِ فجر اپنے معمولات درس تدریس میں مشغول ہو گیا۔ شام کو پھر مولوی صاحب نے تاکید مزید کے ساتھ سَو روپے دیئے اور اسی طرح فرمایا کہ اگر آج تعمیل نہ کی تو مدرسہ سے نکال دیئے جاؤ گے۔ ہمارے صالح نوجوان کو اب تو اتباع شریعت کا قائم رکھنا آسان معلوم ہوتا ہے بلا تکلّف پہلے روز کی طرح جا پہونچے پرانی طوائف جہاں دیدہ مکار عیارہ تھی۔ مگر یہ طرز جدید اس کے تجربہ میں بھی نہیں آیا۔ صورتِ فقیرانہ سیدھا سادھا لباس۔ ملّانی شکل کا زاہدانہ وضع قطع اور سو روپیہ روزانہ لے آنا۔ پھر کورا ہی چلا جانا ایک لاینحل معمہ تھا۔ مگر یہ شیاطین الانس تو اپنی نقدی سے سروکار رکھتی ہیں۔ خاموش ہو گئی اور مُلّا جی اسی طرح رات گذار آج بھی نہا دھو کر پاک تو تھے ہی صاف بن کر صبح جا موجود ہوئے۔ تیسرے دن پھر مولوی صاحب نے سو روپے دیئے اور وہی تاکید فرمائی۔ ہمارا نوجوان پھر اپنے گوشۂ خلوت میں جا بیٹھا جب کچھ رات گذری تو وہ لڑکی جس کے سَو روپیہ روزانہ لئے جاتے تھے بےچینی اور اضطراب کی وجہ سے سو نہ سکی۔ کروٹ بدل کر اُٹھ بیٹھی اور رو بہ قبلہ ہو کر کمال گریہ وزاری اور خشوع و خضوع کے ساتھ مناجات بدرگاہِ پاک بے نیاز کرنے لگی کہ اے ستار العیوب اور اے قادر و قیوم آج تک تو نے

اپنے فضل وکرم سے میری عفت وعصمت کو محفوظ رکھا۔ مگر جو شخص تین روز سے
برابر سو روپیہ خرچ کر رہا ہے اور کب تک میری پاک دامنی قائم رکھ سکتا ہے اب
میری غیرت وحمیت آنے والی ساعتوں کے تصوّر کی بھی برداشت نہیں کر
سکتی۔ اے میرے خالق ومالک تو زمین کو حکم دے کہ وہ شق ہو جاوے اور
میں اس میں سما جاؤں یا اے میرے حافظ وناصر تو اپنے فضل وکرم سے
میری عصمت بحال رہنے کا غیب سے کوئی سامان مہیا فرما۔ یہ درد بھری
دعا اور پھر ایک حسن وجمال کی مجسم تصویر کی بھولی بھالی آواز میں ہمارے
پکے دیندار نوجوان کو بھی اپنی طرف متوجہ کئے بغیر نہ رہی۔ اس کی طرف
مخاطب ہو کر نیچی نگاہ کے ساتھ پوچھنے لگے کہ تو کیوں گریہ وزاری کرتی
ہے۔ وہ بولی جناب میں آپ کی شرافت اور درگذر کی تو از حد ممنون و
مشکور ہوں کہ آپ باوجود سو روپیہ روزانہ خرچ کرنے کے بھی اب تک
میری عصمت وپردہ دری کی طرف متوجہ نہیں ہوئے لیکن میں قسمت پر
رو رہی ہوں کہ کب تک میری پاک دامنی قائم رہ سکتی ہے۔ میں دراصل اس
طوائفِ ضعیفہ کی زرخرید کنیز ہوں اور اس نے مجھے اپنا پیشہ کرانے کے لئے
خریدا اور پرورش کیا ہے مگر میں فلاں شہر کے فلاں معزز شریف گھرانے
کی لڑکی ہوں اور فلاں شہر کے فلاں خاندان میں میری شادی ہوئی تھی ابھی
کم سن ہی تھی کہ برات شادی ہونے کے بعد رخصت ہوئی اور فلاں دریا کے

پُل پر پہونچے کہ قزاق اچانک آپڑے ہمارے آدمی قتل کر دیئے گئے۔ میرا دولھا
میری نظروں کے سامنے زخمی ہو کر دریا میں گرا تھا۔ مجھے معہ اسباب معہ ساچق و
جہیز وغیرہ لوٹ لیا گیا اور پھر نخاس میں لاکر فروخت کر دیا اس عورت نے مجھے
خرید لیا لیکن میں اپنے خاندانی ننگ وناموس کو یاد کر کے اپنی قسمت پر آٹھ آٹھ
آنسو بہاتی ہوں۔ ہمارے نوجوان کے اب تو کان کھڑے ہوئے کہ شہر دونوں
وہی جو میکے اور میری سسرال کے تھے۔ گھرانا اور قبیلہ وہی نام بھی وہی جو
میری اہلیہ کا تھا۔ مگر شریعت کی تابعداری ہو تو ایسی ہو اپنے دل کو مضبوط کیا
جو باوجود کسی قدر سخت اور کٹر ہونے کے بھی کچھ پچھلی سرگذشت کے یاد آجانے
سے ذرا سا گداز ہو گیا تھا۔ بڑے ضبط سے کام لیا اور اپنے دل میں کہا کہ ممکن
ہے کہ اسی نام ونشان کا ایسا ہی واقعہ کسی اور کے ساتھ بھی ہو گیا ہے
تقویٰ اجازت نہیں دیتا کہ زیادہ متوجہ ہو جاؤں۔ بس سرسری طور پر اسکی
تسلی کر دی کہ اطمینان رکھ اللہ تعالےٰ تیرا حافظ وناصر ہے اور انشاءاللہ تعالےٰ
اسی طرح آتا رہوں گا۔ مگر محض تیری حفاظت کے لئے نہ کسی خیالِ بد سے
دونوں اپنی اپنی جگہ پڑ رہے اور صبح صادق نمودار ہونے پر ہمارا طالب صادق
بھی مسجد میں جا پہونچا۔ اُدھر اللہ تعالےٰ نے اپنے مقبول بندے مولوی
صاحب پر سارا معاملہ امشب منکشف کر دیا۔ صبح کی نماز کے بعد مراقبہ سے
فارغ ہو کر اس نوجوان سعادت نشان کو بلایا اور فرمایا کہ آج وہ کتاب دیوانِ

حافظ لے آؤ۔ اور جب تیسرے شعر غزل اوّل پر پہونچے تو فرمایا کہ برخوردار جس
کلمہ تو بے حیائی سیاہ کاری اور بروئے شریعت گناہِ کبیرہ تصوّر کرتا تھا۔ وہ
دیکھ لیا فی الحقیقت ایک معصومہ کو گناہِ کبیرہ سے بچانے اور حفاظت کرنے ہی کے
لئے بلکہ دو بچھڑے ہوئے آفت رسیدہ دولھا اور دولہن کے ایک جا جمع کرنے کا
ذریعہ ہے اور وہی کام جو تمہارے علم میں خلافِ شریعت تھا علم الٰہی کی رُو
سے عین شریعت ہے۔ لیکن سمجھ لو کہ وہ کھلا اور صاف راستہ شارع عام شریعت
کا ہے اور یہ راستہ طریقت کا ہے جس کی پہلی منزل یہ ہے کہ شیخ کامل کے
فرمان سے انحراف تو درکنار دل میں خطرہ بھی باقی نہ رہے۔ اس کا پہلا
سبق یہ ہے کہ المرید لایرید مرید کا اپنا ارادہ دہی نہ رہے۔

پانچواں واقعہ

حضرت خواجہ خواجگان بہاؤالدّین نقشبندی بخاری رضی اللہ عنہٗ کی
خدمت میں حاضر ہو کر ایک مولوی صاحب داخلِ سلسلہ ہوئے۔ عرصہ دراز گزر
گیا کوئی کشایش نہ ہوئی مجبوراً تنگ دل ہو کر ایک روز عرض کیا کہ جناب میں دیکھتا
ہوں کہ آپ کی خدمت میں کوئی شخص ایک ہفتہ رہتا ہے کہ جذب درد اور
سوز و گداز کے آثار نمودار ہونے لگتے ہیں کوئی چند روز میں ہی بڑے بڑے
مقامات کی بشارت حاصل کر لیتا ہے مجھے کچھ حاصل نہ ہوا۔ آپ نے فرمایا

کہ مولوی صاحب اس کا جواب کسی وقت دے دیا جائے گا۔ اتفاقاً رات کو
اندھیرا بہت ہو رہا تھا نصف رات گذری ہو گی کہ خواجہ صاحب نے اپنے
خادموں کو حکم دیا کہ فوراً بیلچہ کدال، پھاوڑہ اور آلاتِ نقب زنی لے لو
اور چلو ایک جگہ بہت جلدی نقب لگانی ہے۔ مولوی صاحب سنکر بڑے
فکر مند ہوئے اور نعوذ باللہ گمان فاسد کرنے لگے کہ یہ لاکھوں روپے کا
کاروبار اور ساز و سامان انھوں نے نقب زنی سے ہی جمع کر لیا ہے
افسوس پھر سمجھے کیا خاک کشایش ہوتی۔ مگر ؎

عارف را از انکار منکراں چہ باک
نہ دریا بدہان سگ پلید گردد نہ دہان سگ بدریا پاک

حضرت خواجہ بزرگ ؒ کو اس خطرے کے اعراف پر بھی کچھ خیال نہ آیا یہ
پاک وجود جب کسی کو اپنا دامنِ مبارک پکڑوا دیتے ہیں تو اچھا ہو یا مجھ سا برا
پھر نباہ لیتے ہیں۔ چنانچہ حضور والا نے ان کو فرمایا کہ آپ بھی ساتھ چلیں
مولوی صاحب کہنے لگے کہ حضرت مجھ سے یہ گناہ کا کام نہیں ہو سکتا۔ آپ
نے فرمایا مولوی صاحب نقب زنوں سے محبت لگانی ہے تو آؤ۔ کشایش
تو نقب زنی سے ہی حاصل ہو سکتی ہے۔ مولوی صاحب کچھ شرما گئے اور ساتھ
ہو لئے۔ چنانچہ ایک مکان کے پس پشت آپ نے دیوارِ پختہ میں نقب لگانے
کا حکم دیا۔ بس اشارہ کی دیر تھی طالبانِ صادق نہایت مستعدی سے نقب

لگانے لگے مگر مولوی صاحب الگ کھڑے تماشہ دیکھتے رہے۔ ایک آنِ واحد میں اُس کمرے کا تمام قیمتی سامان زیور، پارچہ، نقد و جنس نکال کر حضرت خواجہ بزرگ جلدی جلدی معہ خدّام مراجعت فرمائے دربار شریف ہوئے راستہ میں مالک مکان مل گیا اُس نے پہچان لیا لپک کر قدمبوسی حاصل کی اور عرض کی حضور اِس اندھیری رات میں آپ کہاں تشریف لے گئے تھے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ بھائی تیرے مکان میں نقب لگا کر یہ تیرا مال و متاع لے آئے ہیں۔ وہ شرمندہ سا ہو کر عرض کرنے لگا کہ حضور یہ غلام ہی جب آپ کا ہو چکا تو مال کیا شئے ہے وہ بھی سب آپ ہی کا ہے۔ پھر اِس رات اندھیری میں ایسی تکلیف کیوں اٹھائی دن میں آدمی بھیج کر قفل توڑ کر منگوا لیتے۔ حضورِ والا نے بہ نفسِ نفیس اِس قدر تکلیف کیوں اٹھائی۔ آپ نے فرمایا کہ ہمارے مولوی صاحب کو ساتھ لے لو اور مکان پر جاؤ تم کو اس کی وجہ معلوم ہو جائے گی۔ مولوی صاحب سمجھے کہ حضرت پیچھا چھڑانا چاہتے ہیں مگر شرماشرمی ساتھ ہو لئے وہاں جا کر اس نو وارد مالک مکان نے گھر کھولا تو دیکھا کہ قزّاق مسلح وہاں غارت گری میں مصروف تھے۔ مگر اب تک صرف ایسے حصّہ مکان میں نقب لگا کر داخل ہوئے تھے جہاں سوائے پلنگ، چارپائی ظروف، گلی لکڑی کوئلہ، گھاس، معمولی اشیاء کے انبار کے اور کچھ نہ ملا اور قیمتی مال تو حضرت خواجہ بزرگ رحمۃ اللہ علیہ اپنے ہمراہ لے جا چکے تھے

مالک مکان صاحب یقین کو تو پہلے سے یہ بات ذہن نشین ہو رہی تھی کہ ضرور اس میں کوئی بھید ہے مگر مولوی صاحب کی آنکھیں اب کھلیں اور ان کو بھی معلوم ہو گیا کہ وہ نقب زنی نہیں تھی بلکہ ایک اہل اور اپنے خادم کے مال و اسباب کی خالصاً لوجہ اللہ حفاظت تھی ؎

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا

جو حضرات ایمان جیسی گرانقدر چیز کے محافظ ہوں اور جن کے قلوب پاک میں دنیا اور اہلِ دنیا کی محبت رائی کے دانہ کے برابر بھی باقی نہ رہی ہو نعوذ باللہ ان کی شان میں مدعیانِ شریعت کیسا خطرناک وہم کر لیتے ہیں۔ احول یعنی بھینگا اپنی کجیٔ بصارت سے ایک چیز کو دو دو دیکھنے لگتا ہے۔ ہر چند سمجھاؤ کہ شئے فی الحقیقت ایک ہے مگر یہ بھلا آدمی دو ہی کہتا رہتا ہے۔ یہ حال ان مدعیانِ شریعت کا ہے کہ وہ کسی برگزیدہ مردِ کامل کے آئینِ طریقت کو خلافِ شریعت سمجھ کر دونوں کو علیحدہ علیحدہ دیکھنے لگتا ہے۔ اِس کا علاج ایک مرتبہ کسی کامل نے اس طرح کیا کہ اپنے غلام سے جو اَحوَل یعنی بھینگا تھا ایک شیشہ منگوایا جو کمرے میں رکھا ہوا تھا۔ غلام نے شیشہ دیکھا تو دو دکھائی دیئے وہ عرض کرنے لگا کہ جناب دونوں میں سے کونسا لاؤں انہوں نے فرمایا کہ ایک کو اٹھا لے اور اپنی آنکھ سے شیشہ کو پھر نہ دیکھ چنانچہ اٹھا لینے کے بعد ایک ہی شیشہ ہاتھ میں آ گیا۔ دوسرا اس جگہ پھر دکھائی نہ

دیا۔ اِن کو چاہیئے کہ جس امر کی نسبت حکم دیں خواہ خلافِ شریعت نمودار ہو پس یہ تعمیلِ حکم بجا لائیں۔ کچھ عرصے کے بعد دونوں ایک ہی محسوس ہونے لگیں گے۔

چھٹا واقعہ

حضرت خواجہ نقشبندی بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی ولایت کا ایک منکر اکثر نکتہ چینی کرتا رہتا تھا۔ ایک طالبِ صادق کے روکنے پر وہ کہنے لگا کہ میاں (نعوذ باللہ) ایک دوکان بنا رکھی ہے۔ لاکھوں روپے کا ساز و سامان خواہ کوئی حرام کا مال دے یا مشتبہ۔ کسی سے سوال نہیں کرتے کہ تو کہاں سے لایا ہے کھانے سے کام ہے۔ چنانچہ آج ہم دعوت کرتے ہیں اور تو بھی شریکِ طعام رہے تو تجھے معلوم ہو جائے گا کہ میرا خیال کہاں تک صحیح ہے۔ چنانچہ اُس شکی معترض نے ایک مسلمان کے گندم اُس کے کھیت میں سے کاٹ لئے اور دانہ نکال کر بیوی کو دیئے کہ پیس کر روٹی پکاؤ اور خود کسی دوسرے شخص کا مرغ پکڑ لایا اور اُس کو ذبح کر کے دے دیا کہ پکالے۔ جب کھانا تیار ہو گیا تو حضرت کو کھانے کے لئے بلایا۔ یہ اِن ہی بزرگوں کی شان ہے کہ منکر کے گھر کو بھی اپنے قدوم میمنت لزوم سے برکت و زینت بخشتے ہیں اور اس کے سینہ کو اپنی قلبی محبت و تصرف کے ساتھ کینہ اور حسد سے صاف کر دیتے ہیں چنانچہ اس

منکر کے ہاں تشریف لے گئے۔ کھانا تناول فرما چکے تو حاسد نکتہ چیں اپنے یار سے کہنے لگا کہ دیکھنا گندم تو ایک شخص کے کھیت سے چرا کر لایا تھا۔ مرغ گلی میں سے پکڑ کر پکا لیا اور انھوں نے کھا لیا یہ کہاں کی ولایت اور روشن ضمیری ہوئی کہ حرام حلال سب ہڑپ۔ یہ بات سُنکر خواجہ صاحب نے فرمایا کہ بھائی حدیث شریف میں ہے مَنْ کَانَ لِلّٰہِ کَانَ اللّٰہُ لَہٗ۔ کہ جو اللہ تعالیٰ کا ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کا ہو جاتا ہے جب یہ بندہ اُس کا ہو گیا تو وہ اس اپنے بندے کو حرام و ناپاک چیزوں سے ضرور بچالے گا۔ اچھا اُس کھیت والے اور مُرغ والے کو بلالو۔ دونوں بلوائے گئے۔ کھیت والے نے عرض کیا کہ حضور ایک کیاری میں گندم حضورِ والا کے لئے بوئے تھے۔ کوئی شخص اس میں سے ایک دانہ کاٹ لایا ہے باقی کھڑے ہوئے ہیں جس وقت دانہ نکلے گا غلہ جارہ حاضر کر دوں گا اور حضور میں نے حفاظت تو اب تک کی تھی مگر آج کی غفلت سے نقصان ہو گیا ہے اسی قدر باقی کھیت میں سے شامل کر دونگا آپ نے فرمایا کہ وہ تو ہمارے ہی کام آ گئے باقی اللہ تعالیٰ تمہاری روزی میں برکت کرے جیسا حکم ہوگا ظاہر ہو جائیگا۔ مُرغ والا عرض کرنے لگا کہ حضور میری مرغی کے نیچے سے جب بچے نکلے تو میں نے نیت کی تھی کہ ایک جوڑا حضور میں پہونچا دوں گا۔ آج مرغ تو کوئی لے گیا یا گم ہو گیا مرغی حاضر ہے حکم ہو تو پہونچا دوں۔ آپ نے فرمایا۔ بھائی اللہ تعالیٰ نے تیری نیت کے

مطابق ہمارے پاس پہونچا دیا۔ تیار کرنے اور پکانے کی محنت اِس بھائی نے اٹھائی ہے اللہ تعالےٰ اس کو جزائے خیر دیوے۔ یہ سنکر وہ بحدِ کمال منفعل و نادم ہوا۔ یہ صورت اربابِ طریقت اولیاء اللہ کے محفوظ ہو جانے کی پہلے سے بھی زیادہ دلچسپ ہے۔ اِن کے قول ہی نہیں بلکہ افعال بھی عین مطابق شریعت ہوتے ہیں۔ سب تیری نظر کا قصور ہے۔

ساتواں واقعہ

حضرت مولانا غلام محی الدّین صاحب قصوری رحمۃ اللہ علیہ جو بڑے خدارسیدہ بزرگ اور عالم باعمل تھے۔ ایک روز حسب معمول صحنِ مسجد میں طلباء کو درسِ حدیث شریف دے رہے تھے اچانک ایک مجذوب بالکل برہنہ مسجد میں چلا آیا اور ہنسنے لگا۔ مولوی صاحب نے فرمایا کہ نکالو اس کو یہ برہنہ لوگوں کے وضو ساقط کرتا ہے بار بار حکم دیا گیا مگر مجذوب کو لوگ جانتے تھے کہ وہ مشہور سیف زبان ہے ڈرتے ہوئے کوئی نزدیک نہ گیا۔ بالآخر مولوی صاحب نے خود ہاتھ پکڑ کر مسجد سے باہر نکال دیا اور پھر تازہ وضو کر کے درس میں مشغول ہو گئے۔ رات کو بالکل اس واقعہ کا خیال بھی نہ رہا۔ مگر خواب میں دیکھتے ہیں کہ دربارِ محمدی صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم آراستہ ہے صحابۂ کرام اور اولیائے عظام بڑے اَدب کے ساتھ حضور میں حاضر ہیں اور آپؐ کے

قدموں پر وہ دیوانہ پڑا ہوا ہے۔ مولوی صاحب نے جوتیوں کے فاصلہ پر کھڑے ہوئے تھے دور سے پہچان لیا کہ ہاں یہ وہی مجذوب ہے جس کو مسجد سے نکالا تھا آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا۔ لوگو یہ میرا پیارا ہے۔ سُن لو یہ میرا پیارا ہے مولوی صاحب کی آنکھ کھُل گئی۔ صبح پھر پہلے دن کی طرح وہ مجذوب آیا اور آپ نے بڑی تاکید سے نکال دینے کا حکم دیا مگر کسی شخص کے نہ اُٹھنے پر خود اس کا ہاتھ پکڑا اور دھکا دے کر مسجد سے نکال دیا۔ رات کو پھر دربار پاک کی زیارت سے مشرّف ہوئے اور اسی طرح اس مجذوب کو آپؐ کے سامنے پڑے ہوئے دیکھا اور ارشاد سُنا کہ یہ میرا پیارا ہے جو اِس سے محبت کرے وہ بھی ہمارا پیارا ہے اور جو اس سے نفرت کرے وہ ہم کو ایذا پہونچاتا ہے آنکھ کھُل گئی اور صبح تیسرے روز بھی وہی مجذوب ہنستا ہوا مسجد میں آگیا مولوی صاحب نے پھر نکالنے کا حکم دیا مگر کسی کے نہ اُٹھنے پر خود اسکو دھکا دے کر مسجد سے نکال دیا رات کو زیارت سے پھر مشرّف ہوئے کہ اسی طرح دربار عالی منعقد ہو رہا ہے اور آج مولوی صاحب پہلے دنوں سے کچھ زیادہ نزدیک پہونچ گئے ہیں۔ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پاک قدموں میں وہ خوش نصیب مست پڑا ہوا ہے۔ آپ نے آج بالخصوص مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا کہ مولوی غلام محی الدّین کیا آپ نے نہیں سنا تھا کہ جب میں نے یہ کہا تھا کہ یہ ہمارا پیارا ہے اور جو اس کو اذیت پہونچاتا اور اس سے

نفرت رکھتا ہے وہ ہم کو ایذا پہونچاتا ہے پھر کیوں تم نے ایسا کیا۔ مولوی صاحب
رحمۃ اللہ علیہ نے دست بستہ عرض کی کہ حضورِ والا میں نے ارشادِ مبارک سن
لیا تھا اور میں نے ان کو مسجد سے نکالا تھا لیکن وہ بھی حضورِ والا کی احادیثِ
شریفہ اور شریعتِ پاک کی تعمیل ہیں۔ ورنہ مجھے اِن کے رتبے کا تو علم
ہوگیا تھا کہ اِن کی زیارت کے صدقے سے مجھے یہ فخر نصیب ہوا ہے جس کی
تمنا میں آرزوئیں کرتے عمر گذر گئی۔ میری خطا معاف فرمائیں شریعتِ
پاک کے خیال سے میں ایسا کرنے پر مجبور ہوا۔ حضورِ انور نے تبسم فرمایا
اور ارشاد ہوا کہ تو بھی شریعت میں پکا ہے۔ اس لئے ہمارا پیارا ہے۔ اس
واقعہ سے ایک نوعیت جداگانہ یعنی طریقت کے ہر دو حال جذب و سلوک
کا امتیاز اور شریعت و طریقت کا جادۂ مستقیم ایک نئی صورت سے عیاں ہوتا ہے

باطنی طہارت

اسلام کے جس قدر احکام ہیں ظاہر کے علاوہ اُن کا بطن بھی ہے
چنانچہ وضو سے ایک تو ظاہری طہارت مقصود ہے۔ دوسرے باطنی طہارت
کی طرف بھی توجہ مبذول کرائی جاتی ہے۔ اور وہ اس طرح کہ جب ایک
مُسلمان نماز کے واسطے وضو کرے تو اسکو غور کرنا چاہیئے کہ نماز سے
مقامِ قُرب حاصل ہوتا ہے اور نماز ہی اس کی معراج ہے۔ نماز سے پہلے وہ

دنیا کی طرف متوجہ تھا۔ اب علائق دنیوی سے اس نے منہ دھو ڈالا ہے
دونوں جہانوں سے اور دونوں جہانوں میں جو کچھ ہے ان سے نماز کے
وقت کوئی اس کا تعلق نہیں رہا۔ اور اس تعلق سے اس نے ہاتھ
دھو ڈالے ہیں۔
مسح سر کو گردن کر کے وہ اس بات کے لئے آمادہ و مستعد ہے کہ خدا
کی راہ میں اپنی جان قربان کر دے۔ بُری طینت اور انانیت سے محترز و
مجتنب ہو کر اس پر قیام کرنے سے اپنے پاؤں دھو ڈالے ہیں۔ ماسوائے
اللہ کی طرف ملتفت ہونے سے اس کو جو نجاست پہونچی ہے اس کا ازالہ
نہ صرف نفس و قلب بلکہ اپنے کل اعضا و جوارح کی عبادت الٰہی میں مصروف
کرنے سے چاہتا ہے۔ (یہ مضمون شریعت و طریقت حضرت مرشدنا و
مولانا شاہ شبیر احمد صاحب نے عطا فرمایا ہے) جو ص۹۱ سے ص۱۱۵ تک ہے۔

☆

اے عزیزو!

الحمدللہ اس حقیر عاصی پُر معاصی ناکارہ کو بزرگوں کی زبانی
و کتب بینی اور خصوصاً اپنے پیر و مرشد صاحب قبلہ مدفیضہٗ کی صحبت سے جو
معلوم ہوا ہے مفصل طور پر عرض کر دیا گیا اگر کوئی غلطی ہو تو معاف فرمادیں
اب اللہ تعالےٰ بصدقہ اپنے محبوب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور

برگزیدہ بندوں کے اس کتاب کے مؤلف اور اس کے پڑھنے والے کو
اور سننے والے کو اور یاد کرنے والے کو اور کسی کے سامنے نقل والے کو عمل
کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین ثم آمین)

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَارْحَمْهُمَا کَمَا رَبَّیَا
فِیْ صَغِیْرًا وَلِجَمِیْعِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ
الْاَحْیَاءِ مِنْهُمْ وَالْاَمْوَاتِ وَتَابِعْ بَیْنَنَا وَبَیْنَهُمْ بِالْخَیْرَاتِ
رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَیْرُ الرَّاحِمِیْنَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ
اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ط

ترجمہ:- الٰہی بخشدے تو میرے گناہ اور میرے ماں باپ کو اور مہر کر اُن دونوں
پر جس طرح پالا اُن دونوں نے مجھے لڑکپن میں اور بخشدے سب
مومن مردوں اور مومن عورتوں اور سب مسلمان مردوں اور سب مسلمان عورتوں کو زندہ
ہوں اُن میں سے یا مردہ اور پیرو کر ہم سب کو ان سب کا نیک کاموں میں۔ اے
پروردگار بخش دے اور رحم کر اور تو ہی ہے اچھا رحم کرنے والوں کا اور نہیں طاقت
گناہ سے بچنے کی اور نہ قوت اچھے کام کی مگر اللہ بزرگ و برتر کی توفیق سے۔

تمت بالخیر

عُلماء اور فقہاء

اِن کتابوں کے متعلق کیا فرماتے ہیں؟

عالیجناب فیض مآب حضرت پیر و مرشد مولانا الحافظ الحاج القاری شاہ شبیر احمد صاحب
محبوب المشتاقین قادری چشتی مدظلہ العالی انبہٹہ ضلع سہارنپور حال مقیم

(رسالہ نمبر ۳ حیدرآباد دکن)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم :- بعد الحمد والصلوٰۃ۔ خدایا تو اپنے بندہ انعام پر دنیاو
آخرت میں اپنا خاص انعام فرما۔ اس کی نیکیوں کو قبول کر اور برائیوں کو معاف
سعادت میں ترقی دے اور شقاوت سے اسے دور رکھ۔ اس نے تیرے واسطے اور
تیرے بندوں کو برائی سے بچانے اور بھلائی کی طرف بلانے کے لئے یہ دونوں
کتابیں لکھی ہیں ایک کا نام باب الانعام ہے اور دوسری کا نام تعلیم الرحمٰن
الٰہی تو اِن دونوں کتابوں کو اپنی رحمت سے قبول فرمالے اور ان کا نفع
مسلمانوں کے لئے عام کر۔ (آمین)

بحرمت النبی الامی محمد الامین صلی اللہ علیہ وسلم

علیہ وآلہ اجمعین ۔

دعا گو:-

احقر العباد فقیر شبیر احمد قادری واعظ سرکاری۔ حیدر آباد دکن

عالیجناب حضرت مولانا ریاض الدین صاحب مدظلہ العالی

(مفتی دار العلوم دیوبند)

السلام علیکم! دو رسالے تعلیم الرحمان اور باب الانعام مرسلہ جناب موصول ہوئے۔ افتار اور دیگر درس و تدریس کے کام سے مہلت اس قدر نہ ہوئی کہ دیکھ کر فیضیاب ہوتا۔ آج جناب کی روحانی کشش نے اس قدر ہجوم کیا کہ جملہ کاموں کو مؤخر کر کے دیکھنا شروع کیا۔ الحمد للہ بہت دل خوش ہوا۔ جامع شریعت اور طریقت ہر طرح سے ہر طبقہ کے لوگوں کے لئے مفید پایا تشنگان علوم ظاہری و باطنی دونوں کے لئے آب حیات ہے۔ مؤلف صاحب کو حق تعالے جزائے خیر عطا فرمائے اور خدا کرے ماہوار یہ رسالہ نکلتا رہے تو بے حد مخلوق کو فائدہ بخش ہوگا۔ اللہ تعالے عوام اور خواص کی توجہ اس طرف مائل کرے تاکہ مولف کی ہمت افزائی ہو ہر مسلمان کے گھر میں ایسے رسائل کا وجود ضروری ہے۔

ریاض الدین عفی عنہ، مفتی دار العلوم دیوبند

۱۶ رجمادی الاول ۱۳۴۹ھ

عالیجناب مولانا مولوی مفتی شاہ محمد مشتاق احمد صاحب مدظلہ العالی

چشتی صابری انبہٹہ ضلع سہارنپور

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ رب العلمین۔ والصلوۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین۔ اما بعد۔ عاجز بندہ راقم الحروف نے اس رسالے متبرکہ تعلیم الرحمن کو بغور پڑھا۔ نہایت دل خوش کیونکہ اس کے مصنف عزیزم مولوی محمد انعام الرحمن نے اس رسالہ میں بہترین نصائح اور مفید ہدایات جمع کردی ہیں۔ علم اخلاق میں یہ بے نظیر رسالہ تیار ہوگیا ہے۔ طالبین صلاح و تقوائے کے واسطے حسب ضرورت آیات اور احادیث کا ترجمہ سلیس بامحاورہ اردو میں کر کے ان پر عمل کرنے کا طریقہ بھی بتلا دیا ہے۔ بمنصفانہ طرز اور مہذبانہ انداز میں حق و باطل کا امتیاز کا اظہار کر کے اہل اسلام پر بڑا احسان کیا ہے۔ شریعت اور طریقت دونوں کے احکام بیان کردیئے ہیں۔ فجزاہ اللہ تعالے احسن الجزاء فی الدنیا والعقبیٰ۔ فقط۔

العبد عاجز محمد مشتاق احمد چشتی انبہٹوی مقیم کھورہ

۱۴ رجمادی الاولی ۱۳۴۹ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی۔ اما بعد۔ عاجز راقم الحروف نے رسالہ متبرکہ باب الانعام مصنفہ برگزیدہ یزدان عزیزم مولوی

صوفی انعام الرحمٰن لازال مشمولاً بافضال الجنان المنان کو مطالعہ کیا تمام کو نصائح
مستندہ اور مواعظِ حسنہ ہدایات صوفیہ کرام اور تبلیغ احکام اسلام سے مملو پایا
حضرت مصنّف نے سلیس عبارت میں موثر کلمات سے اسلوب خاص کے
ساتھ ہر ایک مضمون ہدایت مشحون کو ادا کیا ہے امید کامل ہے کہ اہلِ اسلام
طالبانِ قربِ ذوالجلال والاکرام اسکے مطالعہ سے مشرف ہو کر صراطِ مستقیم اور
جادۂ قدیم اختیار کر کے فائز المرام ہوں گے۔ اللہ کریم مصنّف کو جزائے خیر دے
اور مسلمانوں کو اُن کی نیک صحبت اور نصائح سے فائدہ پہونچائے۔ (آمین)

کتبہ العاجز العاصی محمد مشتاق احمد چشتی انبہٹوی

۱۶ر جمادی الآخر ۱۳۴۹ھ

عالیجناب حضرت مولانا الحاج سید طاہر حسن صاحب مدظلہ العالی

شاہی امام عیدگاہ۔ دہلی

اس احقر نے کتاب باب الانعام و تعلیم الرحمٰن کو پڑھا بہت دل خوش ہوا
طالبینِ حق کے واسطے واصلین الی اللہ کے اقوال اور ان کی تصانیف کے
اقتباسات نہایت ہی خوبی کے ساتھ ہر ہر مقام کے علیحدہ علیحدہ تالیف
کر کے نہایت ہی آسانی کر دی ہے۔ خدائے عزّ اسمہٗ بطفیل حضورِ اکرم صلّی اللہ
علیہ وآلہٖ وسلم اس تالیف کو قبول فرمائے اور اس کو طالبین حق کا

بنائے۔ (آمین) بجاہ سید المرسلین علیہ التحیۃ والتسلیم فقط۔

احقر الزمن سید طاہر حسن غفرلہٗ
شاہی امام عیدگاہ۔ دہلی۔

عالیجناب حضرت شمس العلماء سید احمد صاحب مدظلہ العالی شاہی امام

جامع مسجد۔ دہلی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں نے تعلیم الرحمٰن و باب الانعام دونوں کو پڑھا۔
میرے نزدیک یہ دونوں رسالے مفید عام ہیں خاصکر اس زمانہ میں جبکہ شریعت و
طریقت کے مسائل عام لوگوں میں غلط رواج پا گئے ہیں اور بعض امور حضرات
دنیا طلب نے جان بوجھ کر ایسے لازمی اور ضروری قرار دے دیئے ہیں جو سراسر
خلافِ شریعت اور طریقت اُن کو ان رسالوں میں صاف صاف اور صحیح طور پہ
موافق شریعت و سلف صالح علیہ الرحمۃ بغیر خوف لومۃ لائم ظاہر و بیان کر دیا
ہے میرے نزدیک یہ رسالے عام ترویج کے قابل ہیں۔ مستورات کے لئے
بھی یہ بے حد نافع ہیں۔ پیری مریدی کے متعلق بھی جو غلط فہمیاں ہیں انکو
بھی تعلیم الرحمٰن میں صحیح طور پر رفع کر کے سیدھا راستہ دکھایا گیا ہے۔
میں دعا کرتا ہوں کہ خدائے تعالےٰ اِن رسالوں کو شرفِ قبولیت اور
حضرت مصنّف کو اجر جزیل عطا فرمائے۔ خاکسار شمس العلماء سید احمد امام مسجد جامع دہلی۔

عالیجناب مولانا مولوی مفتی محمد مظہر اللہ صاحب مدظلہ العالی

نقشبندی مجددی۔ امام مسجد فتحپوری۔ دہلی۔

نحمدہٗ ونصلّی۔ ظاہر ہے کہ بعد تصحیح عقائد جس طرح اعمالِ ظاہری کی اصلاح کی ضرورت ہے اسی طرح اعمالِ باطنی کی اصلاح بھی لابدی ہے اور ہر مسلمان کے لئے دونوں امور واجبات سے ہیں۔ لیکن دیکھنے میں یوں آرہا ہے کہ اول تو عام طور پر ان واجبات کا احساس ہی نہیں اور اگر ہے بھی تو اکثر اشخاص نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج کے علاوہ دوسرے کسی عمل کو اپنے فرائض سے شمار نہیں کرتے۔ حالانکہ جہاں اِن اعمال کا مطالبہ ہے وہاں یہ بھی ارشاد ہے کہ ذکر وفکر، صبر وشکر، تواضع واخلاق، توکل وتسلیم حبّ مولیٰ تعالیٰ شانہٗ وحبّ نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم وغیرہ اخلاقِ حسنہ کی تحصیل کے بغیر اصلی کامیابی غیر ممکن ہے پس اعمالِ ظاہری کو فرائض سے جاننا اور باطنی کو مستحبات میں شمار کرنا ایک بہت بڑی غلطی ہے جسکا ازالہ نہایت ضروری ہے۔ اس رسالہ میں سالک طرق عرفان محبّی صوفی انعام الرحمٰن صاحب سلّمہ اللہ تعالےٰ نے یہی کوشش کی ہے کہ مسلمان اپنے ظاہر کے ساتھ باطن کو بھی آراستہ کریں تاکہ حقیقی کامیابی سے سرفراز ہوں۔

فقیر نے بھی اس رسالہ نافعہ کو بعض مقامات سے دیکھا بہت اچھا پایا

اللہ تعالےٰ مؤلف کو جزائے خیر دے اور مسلمانوں کو اس سے بہرہ ور فرمائے۔

محمد مظہر اللہ غفرلہٗ۔ امام مسجد فتحپوری۔ دہلی۔

عالیجناب حضرت شاہ رشید احمد صاحب مدظلہ العالی سجادہ نشین حضرت قطب عالم بندگی شیخ عبد القدوس قدس سرّہ العزیز

و

عالیجناب مولانا حکیم شاہ محمد یوسف صاحب قدوسی مدظلہ العالی گنگوہ سہارنپور

نحمدہٗ ونصلّی علیٰ رسولہ الکریم۔ جناب صوفی انعام الرحمٰن صاحب قدوسی کی مؤلفہ دو کتابیں باب الانعام وتعلیم الرحمٰن کے نام سے مؤلف کی مرسلہ میرے پاس پہونچیں۔ میں نے دونوں کتابوں کو از اوّل تا آخر سنا الحمد للہ تمام مضامین کا ماخذ قرآن وحدیث اور اقوال بزرگان ہیں سراپا نور ہیں۔ خوش بخت ہیں وہ جو اِن کتابوں کو مطالعہ میں رکھیں اور خوش بخت ہیں وہ جو اِن پر عمل کریں۔ یہ کتابیں چونکہ وحی کا ترجمہ ہیں اس لئے اِن کی تعریف میں وحی کے الفاظ ہی لکھ دیتا ہوں۔ "لایاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ"۔

باب الانعام کے صہ پر جو مضمون شروع ہوا ہے اور اس میں نکتے سجادہ رنگیں کن کی تفسیر کی گئی ہے وہ بمقابلہ شیخ کامل کے بالکل برحق ہے

مگر چونکہ شیخ کامل کا وجودِ پاک آج کبریتِ احمر کی طرح کمیاب ہے اور تمام شیوخ موجود الوقت اپنے اپنے مریدانِ باعقیدت کی جہت میں شیخ کامل ہی سمجھے جا رہے ہیں اور جہل عام ہو گیا ہے اس لئے اس مضمون کی اشاعت اس وضاحت کے ساتھ مناسبِ وقت نہ تھی۔ نیز اسی بحث میں ص۶۴ پر جو روایت درج ہے اس کا مجھے کچھ علم نہیں البتہ اس معنی کی ایک حکایت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہٗ کے متعلق ان کے حالات میں نظر سے گذری ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

حکیم محمد یوسف قدوسی گنگوہی غفرلہٗ ولوالدیہ

جو خیال حکیم محمد یوسف صاحب قدوسی نے ظاہر فرمایا ہے وہ بالکل صحیح ہے میں بھی اس کی تائید کرتا ہوں۔

فقیرزادہ درویش احمد سجادہ نشین گنگوہی۔

۳۰ اکتوبر ۱۹۳۰ء

عالیجناب حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی مدظلہٗ العالی

بابُ الانعام:۔ یہ کتاب ۸۰ صفحے کی ہے۔ لکھائی چھپائی اور کاغذ عمدہ ہے۔ پیرزادہ انعام الرحمٰن صاحب قدوسی سہارنپوری کی لکھی ہوئی ہے اس کتاب میں چوّن عنوانات کے ماتحت شریعت اور طریقت اخلاق اور تصوّف کے عمدہ مضامین جمع کئے گئے ہیں اور سب مضامین نہایت ضروری اور اہم ہیں جن کی موجودہ زمانے میں ہر طالب

مطلوب تصوّف کو ضرورت پڑتی ہے یہ کتاب اخلاقی اصلاح اور اصولِ تصوّف کے بیان میں بہت اچھی ہے۔ زبان صاف ہے اور سب لوگ آسانی سے اس کتاب کے ذریعے ان اعلےٰ مضامین کو سمجھ سکتے ہیں اور ذہن نشین کر سکتے ہیں جو اس کتاب میں مرقوم ہیں۔ میرے خیال میں پیرزادہ انعام الرحمٰن صاحب نے یہ کتاب لکھکر اسلام کی اور تصوّف کی بہت اچھی خدمت کی ہے۔ نام اچھا نہیں نام سے کوئی شخص یہ نہیں سمجھ سکے گا کہ اس کتاب میں کس قسم کے مضامین ہیں۔

تعلیم الرحمٰن: جناب پیرزادہ انعام الرحمٰن صاحب خلف حضرت پیر جی محمد فضل الرحمٰن صاحب قدوسی سہارنپوری نے ایک کتاب ۸۴ صفحے کی تعلیم الرحمٰن کے نام سے لکھی ہے میں نے اسکو جستہ جستہ دیکھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے موجودہ زمانہ کی اصلاحی ضرورتوں کو محسوس کر کے نہایت عمدہ اور مدلل طریقہ سے یہ کتاب لکھی ہے۔ جس میں اچھے بُرے پیروں کی پہچان اور مختلف اخلاقی اصلاحات کے مؤثر مضامین ہیں طریق بیان صاف ہے اور ہر چیز کی تائید قرآن واحادیث واقوالِ مشائخ سے کیگئی ہے میرے خیال میں ایسی چیزیں اس قابل ہیں کہ ان سب گھروں میں رہیں جو اولیاء اللہ کے ماننے والے ہیں اور ان سب گھروں میں پہونچائی جائیں جو اولیاء اللہ کے منکر ہیں۔

حسن نظامی۔ ۱۸ رجمادی الاول ۱۳۴۹ھ

عالیجناب حضرت شاہ عبدالصمد صاحب مدظلہٗ العالی چشتی نظامی فریدی دھلوی

:۔ ہر دو رسالے باب الانعام اور تعلیم الرحمٰن کو فقیر نے جہانتک دیکھا اور پڑھا ۸۶ء

مسلمانوں کیلئے بحد مفید پایا۔ ان میں مذہب، اخلاق، تصوف اور مسلمانوں کے اصلاح و فلاح کے متعلق بہت اچھے مضامین تحریر ہیں۔ مولانا انعام الرحمٰن صاحب کی قابلِ قدر محنت و معلومات کا نتیجہ ہے اللہ تعالیٰ انکو ان نیک کوششوں کے بدلے جزائے خیر عطا فرمائے۔ یہ رسالے اس قابل ہیں کہ کثرت سے ان کی اشاعت کی جائے اللہ کریم مسلمانوں کو اسپر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

محمد عبد الصمد عفی عنہٗ ۲۶ جمادی الاوّل ۱۳۴۹ھ

عالیجناب مولانا ممتاز احمد صاحب قادری چشتی سجادہ نشین اخوند صاحب فراشخانہ دہلی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم :- نحمدہٗ و نصلّی علیٰ رسولہ الکریم :- امّا بعد کتاب باب الانعام اور تعلیم الرحمٰن جناب پیرجی انعام الرحمٰن صاحب قدوسی نے تالیف کی ہیں احقر نے ان دونوں کتابوں کو پڑھا نہایت دل کو خوشی حاصل ہوئی۔ حقیقت میں موجودہ زمانہ میں ایسی کتابوں کی ضرورت ہے ان کتابوں کو اقوال بزرگانِ دین و حدیث شریف اور آیات قرآنِ کریم و فرقانِ حمید سے آراستہ کیا گیا ہے میں بلا تامّل کہہ سکتا ہوں کہ یہ کتابیں طالبین حق کے لئے بحد مفید ہیں ان کا ضرور مطالعہ کرنا چاہیئے خدا تعالیٰ بطفیل حضور اکرم تاجدارِ مدینہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اس تالیف کو قبول فرمائے اور سب مسلمانوں کو عمل صالح کی توفیق عطا فرمائے (آمین ثم آمین)۔ راقم الحروف :- ممتاز احمد غفر اللہ تعالیٰ قادری چشتی۔ فراشخانہ مسجد اخوند صاحب آستانہ سراجیہ۔ ۲۶ جمادی الاوّل ۱۳۴۹ھ

جناب مولانا مولوی شاہزادہ محمد عبد الحکیم صاحب محمدی کرلانی شاہجہانپور ضلع میرٹھ

باسمہ سبحانہٗ۔ ۷۸۶۔ جناب پیرجی انعام الرحمٰن صاحب سلّمہٗ ربّہٗ کی تالیف کی ہوئی دونوں کتابیں بندہ نے بغور دیکھیں سراسران کو خوبیوں سے آراستہ پایا فی الواقع باب الانعام اور تعلیم الرحمٰن کا مطالعہ کرنا طالبانِ راہِ حق کے لئے بہت مفید ہے۔ میں اپنے مسلمان بھائیوں سے سفارش کرتا ہوں کہ جہاں وہ اور بہت سی کتابیں دیکھتے بھالتے ہیں وہاں ان دونوں کتابوں کا مطالعہ بھی ضروری سمجھ کر اپنی دنیا و آخرت کے سنبھالنے کی کوشش کریں۔ والسّلام۔

بندۂ مسکین محمدی شاہزادہ محمد عبد الحکیم کرلانی غفرلہٗ

عالیجناب مولانا الحافظ قاضی زین العابدین صاحب نقشبندی مجددی دہلی

۷۸۶۔ بندہ نے کتاب تعلیم الرحمٰن و باب الانعام کو اوّل سے آخر تک بغور دیکھا کتاب تعلیم الرحمن کی خوبی اس کے نام سے ظاہر ہے۔ واقعی اس میں اکثر مضامین قرآنی ہیں اس وجہ سے اسکو رحمٰن کی تعلیم کہنا صحیح ہے۔ اس پر عمل کرنے والے اس آیت شریفہ کے مصداق ہیں "و عباد الرحمٰن الذین"۔

اسی طرح کتاب "باب الانعام" انعام الٰہی کا دروازہ ہے۔ جن طالبینِ حق نے اسکا تمام مطالعہ کر کے عمل شروع کر دیا وہ انعام و رحمتِ مولیٰ میں آ گئے

گویا ان کی شان میں یہ حدیث شریف وارد ہے حفتھم الملٰئکۃ وغشیتھم الرحمۃ۔

امید واثق ہے کہ اِن دونوں کے مطالعین پر انعام رحمٰن موسلا دھار برستا رہے گا اور اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ دونوں کتابوں کو مقبولیت عامہ عطا فرمائے اور اُنکے مطالعہ وعمل کرنے والوں پر رحمٰن باب انعام کشادہ کرے۔

احقر زین العابدین ۱۴؍ جمادی الاوّل ۱۳۴۹ھ

عالیجناب نواب مرزا محمد حسن صاحب عرف خضر نقشبندی تحصیلدار پنشنر گلی قاسم جان دہلی

پیرزادہ انعام الرحمٰن صاحب سلّمہٗ کی تالیف کردہ ہر دو کتاب کو میں نے شروع سے آخر تک مطالعہ کیا نہایت عمدہ قابلِ تعریف پایا۔ یہ ایک مختصر سا مجموعہ ہے فقہ، حدیث وتصوّف کا۔ پھر اُردو زبان میں ایسی کتاب کی ازحد ضرورت تھی کہ عوام اِس کو بلا تکلف سمجھیں اور ایسے صراطِ مستقیم پر دہ پڑ جائیں۔ خدا تعالےٰ ہم لوگوں کو توفیق اسپر عمل کرنے کی عطا فرمادیں اور مؤلّف کو اجرِ عظیم عطا فرمادیں۔

خاکراہ دردمنداں ❖

مرزا محمد حسن خضر نقشبندی

کتبہٗ سیّد ابو صفدر رضوی ۲۷؍ صفر المظفر ۱۳۷۵ھ

الحمدللہ!

کتاب باب الانعام کو PDF فائل میں پیش کرنے کا خیال کئی سالوں سے تھا اور اب یہ کام پایہ تکمیل تک پہنچ گیا ہے۔ کسی قسم کی خامی فائل بنانے میں ہوگئی ہو تو ضرور مطلع فرمائیں۔

دعاؤں کا طلبگار

قاری عمران احمد رحمانی

۱۳/ جولائی ۲۰۲۱ء

۲/ ذالحجہ ۱۴۴۲ھ